U 32006

title - Mushshata-E-Sukhan
creator - Safdar Mirzapuri
Publisher - Methodist Publishing House (Lucknow)
Date - Not Available
Pages - 152
subject - Urdu Shayari - Tanqeed; Tazkira Shora.

۷۸۶

بے فکر ز مشّاطہ رخ حسن ادب نیست ۔۔ آن مطلع ابرو مگر اصلاح طلب نیست

مشّاطۂ سخن

معروف بہ

شمع سخنوری

۱۳۳۶ھ

کامل الفن اور مسلّم الثبوت اساتذہ کی اصلاحون کا نایاب مجموعہ

جس کو

دنیائے ادب کے مشہور سخنور حضرت صفدر مرزاپوری مولف مرقع ادب و بزم خیال و مصنف درِ فلک و دیوان صفدر نے بڑی کوشش و کاوش سے تالیف فرمایا

اور

مطبع تیج ٹرسٹ پبلشنگ ہوس واقع لکھنؤ مین چھپا

باراول ۱۰۰۰ جلد

قیمت فی جلد ایک روپیہ

فہرست مضامین

۷۸۶

تہدیہ

مین اپنی اس ناچیز کتاب "مشاطۂ سخن" کو نہایت خلوص و ارادت کے ساتھ اپنے ادب نواز علم دوست محسن۔ **عالی جناب بابو بہادر پرشاد صاحب شوق**۔ جنرل مرچنٹ (لکھنؤ) کے نام نامی پر معنون کرنے کی عزت حاصل کرتا ہون۔

اس وجہ سے نہین کہ وہ ایک دولتمند سوداگر یا لکھنؤ کے ایک معزز رئیس ہین بلکہ اس بناء پر کہ موصوف علم ادب سے سچی محبت رکھتے اور اہل کمال کی قدر فرماتے ہین۔

پس جناب شوق کے نام کے ساتھ اس کتاب کا انتساب حقیقتاً بہت مناسب و موزون ہے۔

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

بے ہنر صفدر۔ مرزاپوری

BABU MAHADEO PERSHAD,
General Merchant,
Lucknow.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشّاطۂ سخن

کا

خیر مقدم

پیارے صفدر! تسلیم، بزم خیال اور مرقع ادب کی صورت مین آپنے اس سے پہلے ارباب ذوق سلیم کی لذّت نظر اور تفریح دل و جگر کے لئے جو کچھ سامان بہم پہونچایا اُسکی داد مین کیا دون تمام ملک آپ کو دے چکا اور اس کا ثبوت کافی ان دونون کی مقبولیت ہے۔

اب آپ "مشاطۂ سخن" کے حسین و جمیل نام سے ایک اور لطیف چیز ملک مین پیش کر رہے ہین مین آپ کو مبارکباد دیتا ہون کہ یہ جدّت بھی آپ ہی کے حصہ مین آئی سچ تو یہ ہی کہ آپ کے نکتہ رس دل و دماغ کو جو کچھ سوجھتی ہی نئی سوجھتی ہی آپ کے حسن انتخاب اور ندرت تلاش کا کون قائل نہین؟

ابھی چاہے دشمن اہل نظر اس کا خیال اور قدر کمال نہ کرین مگر آگے چل کے ماننا پڑیگا کہ آپ نے جو کام کیئے وہ کس درجہ سزاوار تحسین و آفرین ہین۔

مرقع ادب ہی کو لے لیجیئے، اس کے دیکھا دیکھی اور مجموعے بھی چھپ گئے اور اس سے بہتر چھپنا ممکن الیکن "الفضل للمتقدم" شرف ایجاد آپ ہی کو حاصل رہا۔ دلّی سے بہتر کہنے والے بہت ہوئے مگر ولی کوئی نہین! اسیطرح "مرقع ادب" اور "مشاطۂ سخن" سے بہتر ملک مین اکثر و بیشتر مجموعے تیار ہونا ممکن مگر جو اولیّت کا سہرا صفدر کے سر رہا

کسی دوسرے کے حصّہ کا نہین مصرع

"دیتے ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر"

کلمبس نے امریکہ کی نئی دُنیا تلاش کرکے سارے عالم مین نام پایا۔ آج آپ بھی ہمارے سامنے ایک "نئی دُنیا" پیش کرنے والے ہین تو کیا یہ کہنا صحیح نہین کہ آپ بھی ہماری غریب دُنیائے اُردو مین ایک کلمبس ہین اور "مشاطۂ سخن" آپ کا امریکہ ہی۔ یہ اور بات ہی کہ نا قدر شناس سخن اور دشمن علم و فن آپ کے اِس لطیف "مجموعہ اصلاح" کو قدر کی نگاہون سے نہ دیکھین، پھر بھی آپ افسوس نہ کیجیے گا، وہ یورپ ہی ہی جہان انسان ذرا سا نیا کام کرکے تمام جہان مین آفتاب شُہرت بنکر چمکتا ہی، وہان کی حکومت اور پبلک دونون زر و گوہر سے اہل ہنر کی قدر کرتے ہین، اخبارات صور اسرافیل بنکر تمام عالم انسانی مین ہل چل ڈالدیتے ہین۔ اور اُسکی جدّت و اختراع کا آوازہ گھر گھر پہونچا دیتے ہین، یہان سب سے پہلے رشک و حسد اور نقص و اعتراض کی نگاہین اُٹھتی ہین اور مصنّف یا موجد کے نازک دل کو اپنے قدرتی تیرون سے چھلنی کر دیتی ہین پھر بھی آپ ہمّت نہ ہارین اور اپنا حوصلہ پست نہ کرین، کوئی کچھ نہ بولے مگر کچھ گُدڑی کے لال ایسے نکل آئین گے جو "مشاطۂ سخن" کو ہاتھون ہاتھ لینگے، آنکھون سے لگائین گے اور یہ کہکر دل مین جگہ دین گے ؎

بیٹھے ہین تری بزم مین کچھ اہل نظر بھی"
ہان ایک نگاہ غلط انداز ادھر بھی (حضور لنعیمی)

بلا سے آپ کی زندگی مین نہ سہی، کبھی تو "مشاطۂ سخن" آپ کے حُسن انتخاب اور اسکا ملک سے خراج لے کر رہیگی۔ مگر نہین ناشکری ہو گی اگر ہمارے ملک کے قدرشناسان سخن کو ناقدر دانان علم و فن کہا جائے۔ اب یہ آپ کے تالیف کی خوبی ہی یا ارباب نظر کی خوش مذاقی، یا یون سمجھیے کہ کوئی امر اتفاقی مگر مین یہ ضرور کہونگا کہ بزم خیال اور مرقع ادب کی مُلک مین اُمید سے زیادہ قدر ہوئی۔ اور آپ کے جیتے جی داد بھی مل گئی اور آپ کیا

چاہیے "مشاطۂ سخن" کو بھی بازار ادب مین لائیے ؎

بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھلجائیگا چلن مین

مجھے یقین ہی کہ اُس کے لئے بھی سیکڑون آنکھین مجبور تمنا ہوکر مشتاق تماشا نظر آئینگی انھین تماشائیون مین یا یون سمجھیے کہ تمنائیون مین ایک دیرینہ نیاز مند محوی بھی ہی جو اس کساد بازاری مین بھی متاع جان لیکر حاضر ہی۔ اور دور ہی سے ایک طرف کھڑا ہوا آوازہ لگا رہا ہے ؎

مشاطۂ سخن کوئی آئے لیے ہوئے
بیٹھے ہین ہم بھی دیدۂ دل دلکیے ہوئے

خاکسار محوی صدیقی۔
از بھوپال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

مشاطہ را بگو کہ بر اسباب حُسن یار
چیزے فزون کند کہ تماشا بما رسد

شاعر کے واسطے جو چیزین طغرائے امتیاز ہین اُنہین ایک اصلاح بھی ہی جسکا کمال شاعر کے انتہائے کمال پر موقوف ہی اصلاح کے معنی یہ نہین کہ شاگرد کو دوسرا شعر کہہ دیا جائے جیسا آجکل بعض شعرا کا شعار ہی اس طرز عمل سے نہ شاگرد کو اُستاد سے فیض پہونچ سکتا ہی نہ اُستاد کو اُستادی کا تمغا مل سکتا ہی کیونکہ شعر کہہ دینا آسان ہی مگر اصلاح دینا مشکل،

شاعری صرف موزونیت طبع کا نام نہین کم از کم علوم رسمیہ اور معائب و محاسن شعر پر عبور ہونا شاعر کا پہلا فرض ہی علمائے معنی بیان کے نزدیک معنی روح ہی۔ الفاظ جسد، محاسن لفظی زیور شعر پر تینون حیثیتون سے نظر کرنا چاہیئے اگر معنی نہین تو شعر بے روح، اگر حُسن بندش نہین تو حُسن ظاہری سے معرّا،

اکثر لوگ صرف الفاظ پر نظر کرتے ہین معنے سے کوئی غرض نہین رکھتے الفاظ مین شوکت و جزالت ترکیبونکی ندرت اُن کا نصب العین ہوتا ہی سلیس صاف پر لطف شعرون کی بعض شاعرونمین داد نہین ملتی، مرصع پیچیدہ لغو شعر پر ہنگامہ برپا ہوتا ہے۔

شاعری کا ایک دور ایسا تھا جسمین رعایت لفظی مراعاۃ النظیر کی بھرمار تھی تشبیہات

استعارات کی کال کوٹھری مین معنی کو قید کرتے تھے شعر کا وہ اصلی جوہر جو جذبات دلی کو متحرک کرتا ہو اُن کے کلام مین معدوم تھا اُسوقت مین اصلاح بھی رسم زمانہ کے موافق دیجاتی تھی جیسا کہ اسی مجموعہ مین آپ کو بعض اشعار سے ظاہر ہوگا۔

اصلاح کی خوبی یہ ہو کہ جب اُستاد کوئی شعر بنا دے تو پھر لفظاً و معناً اُس سے بالاتر کوئی درجہ ترقی کا شعر مین نظر نہ آئے جو لفظ رکھ دے وہ ایک ترشا ہوا ہیرے کا نگینہ ہو۔ خواجہ آتش نے خوب کہا ہے ؎

بندش الفاظ جڑنے سے نگوں کے کم نہین   شاعری بھی کام ہو آتش مرصع ساز کا

بعض اوقات صرف ایک لفظ رکھ دینے سے زمین شعر کا پایہ آسمان سے مل جاتا ہو اور اسی کو قدما نے کہا ہو۔ لفظیکہ تازہ است بمضمون برابر است۔

نظامی عروضی سمرقندی جو نظامی گنجوی کا معاصر اور باکمال شاعر تھا اُسنے اپنے مقالات مین شاعری کی حقیقت کو نہایت عمدہ الفاظ مین ادا کیا ہو جس سے ہمارے مقصود پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

"شاعری[1] صناعتی است کہ شاعر بدان صناعت اتساق مقدمات موہومہ کند و التیام قیاس نتیجہ برانوجہ کہ معنی خورد را بزرگ کند و بزرگ را خورد و نیکو را در لباس زشت و زشت را در حلیہ نیکو جلوہ دہد با یہام قوتہای غضبی و شہوانی برانگیزد تا بدان ایہام طباع را انبساطے و انقباضے بود و اُمور عظام را در نظام عالم سبب گردد"

مقدمات موہومہ کی ترتیب سے حسین چیزونکا بدنما اور بُری چیزونکا خوش نما ثابت کرنا جس سے محبت اور غضب کی قوتین مشتعل ہو جائین یا کم معنی کو پھیلانا یا دریا کو کوزہ مین بند کرنا اسکے واسطے شاعر کے دماغ مین ذخیرۂ الفاظ ہونا چاہیے جیسے دور آخر مین قاآنی کا دماغ الفاظ کا ایک طوفان خیز سمندر تھا۔

---

[1] چہار مقالہ نظامی

بعض اوقات شاعر ایک مطلب کو ادا کرنا چاہتا ہی عالم وجدان مین ایک مضمون کو نظم کرتا ہی مگر درحقیقت الفاظ اظہار معنی کے لیئے مساعدت نہین کرتے اور شعر المعنی فی بطن الشاعر ہوجاتا ہو ایسے ہی مقامات پر کسی اُستاد کے اصلاح کی ضرورت ہے۔

ارسطو کے مذہب کے موافق جو شعر کو ایک قسم کی مصوری یا نقالی بتاتا ہو الفاظ پر نظر کرنیکی بڑی ضرورت ہو الفاظ ہی کی خوبی شاہدِ معنی کے رُخ سے نقاب اُٹھاتی ہو حسّانؓ ابن ثابت کے ایک چھوٹے بچّے کو ایک مرتبہ بھڑ نے کاٹ کھایا حسّان نے پوچھا کہ کس جانور نے کاٹا؟ بچّہ نام نہین جانتا تھا کچھ نہ بتا سکا حسّان نے پوچھا کس قطع کا جانور تھا بچّہ نے کہا کانہ ملتف ببردی حبرہ کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک دھاریدار چادر مین لپٹا ہوا ہی، بھڑون کے پر و نیز رنگین خطوط ہوتے ہین اسلیئے اُسنے اُسکو دھاریدار چادر سے تشبیہہ دی حسّان اُچھل پڑے اور کہا واللہ صار بنی الشاعر خدا کی قسم میرا بیٹا شاعر ہوگیا دیکھو یہان الفاظ اور تشبیہہ نے اصل معنی کی طرف متوجہ کیا'

شاعری کی حقیقت' شاعری کا علاقہ زیادہ تر تخئیل سے ہو اسی سے بعض محققین نے موزونیت اور غیر موزونیت کی قید کو اُٹھا دیا ہو اور یہین سے شاعر کا فطری و شعر کا غیر اکتسابی ہونا ثابت ہوتا ہو اسی سیلئے شعرا کو تلامیذ الرحمٰن کہتے ہین شاعری کی حقیقت کے متعلق مین نے ایک نظم کہی تھی جس کے چند شعر مناسب مقام ہین ؎

شاعری کیا ہو؟ فقط اک جذبۂ طوفان خروش — قوّتِ تخئیل مین اک ولولہ انگیز جوش
شاعری کیا ہو؟ فقط تصویرِ جذبات نہان — قوّتِ تخئیل کے ہمراہ تاثیر زبان
ساغرِ جذباتِ باطن مین جب آجائے اُبال — اسکے سرچشمہ مین جب پیدا ہو جوشِ انفعال
دلپہ ہو جس وقت قدرت کے مناظر کا اثر — منہ سے کچھ باتین نکلجائین اثر مین ڈوب کر
صورتین اسنے مجسم کین اُمید و یاس کی — اسکی خاکستر مین ہین چنگاریان احساس کی

لہ از شعر العجم حصّہ اوّل

جب بان شعلہ پاتی ہین وہی چنگاریان
گلشن تخئیل مین دکھلاتی ہین گلکاریان

وارداتِ قلب کی تفسیرِ طولانی ہی یہ
اِک مجسم ہستی اغراض نفسانی ہی یہ

روح تازہ اسنے پھونکی پیکرِ جذبات مین
پھر تابان کر دیئے خاکسترِ جذبات مین

نغمۂ خوابیدہ کو اِسنے جگایا خواب سے
سازِ ہستی اسنے چھیڑا ناخنِ مضراب سے

اسکے نالونسے ہوئین آباد لاکھون بستیان
جاگ اُٹھین آنکھونکو ملکر سونیوالی ہستیان

اِک نگاہِ شوخ سے دل درد کا برما دیا
جلوۂ رنگین دکھا کر روح کو گرما دیا

اِک خلاصہ تھا وہ اِسکے درد کی تفصیل کا
جب کہا تھا مرثیہ قابیل نے ہابیل کا

اِک سخن اسکا ہی جو کچھ دہر کی محفل مین ہے
متن قدرت کی مفصل شرح اسکے دل مین ہے

ہین جو اربابِ صفا انکو تو کافی ہی یہی
روح موجودات کی تفسیر صافی ہی یہی

دل ہی یہ اور عالم ارواح اِسکا سینہ ہی
شاعری تصویرِ روحانی کا اِک آئینہ ہی

روح خوابیدہ مین دوڑائی ہی بیداری کی لہر
دلکے خوابستان مین جاری کی ہی ہشیاری کی نہر

رزم کی یہ روح ہی اور بزم کی یہ جان ہی
عشق کا قرآن ہی اور حُسن کا ایمان ہی

سرزمین عشق پر سکہ ہی اسکے نور کا
سنگِ بنیاد ی رکھا ہی اسنے کوہِ طور کا

مدتون بزم سلاطین مین ہی یہ سرفراز
یہ وہ سُلطان ہی دلِ محمود تھا جسکا ایاز

اسکے گلدستونسے زینت ہی بساطِ بزم مین
دلکو زرہ پہنا دیتی ہی دشتِ رزم مین

جڑتی پھرتی ہی ستارے منظرِ آفاق مین
بجلیان دوڑا رہی ہی پیکرِ آفاق مین

غیر محسوسات کا ادراک کرتی ہی یہی
تخلیہ مین سیر ہفت افلاک کرتی ہی یہی

ظلمت اِسکی شام گیسو صبح اِسکی صبح عید
طبع قدرت کا لطیفہ قلب فطرت کی امید

دلکشا منظر نسیم صبح نورانی سحر
یہ پرندان فضا اور اُنکے وہ رنگین پر

جگمگاتی یہ ستارون کی پریشان انجمن
یہ مہکتی بزم پھولون کی چمن اندر چمن

یہ شفق کی سرخ بیرق یہ روپہلی طیلیان — یہ حصار لاجوردی پر چمکتی گُرزیان
یہ ردائے آسمانی یہ نگارِ شعلہ فام — یہ کُرہ سونیکا جس سے ہی ثوابت کا نظام
وہ شفق کے رنگ مین شانِ غروبِ آفتاب — اک حسین ڈالے ہوے چہرے پہ نارنجی نقاب
نغمہ سنجانِ حقیقت طائران خوشنوا — کوئلون کا کوکنا اور یہ پپیہے کی صدا
آسمانِ حسن کے ٹوٹے ہوئے تارے تمام — وہ رُخِ قدرت کی افشان جگنوؤنکا اژدہام

نقشِ معنی خیز ہین ایوان فطرت کے یہی
مختلف اشعار ہین دیوان قدرت کے یہی

ان شعرون سے معلوم ہوگا کہ شعر کا مفہوم کس قدر وسیع ہی۔ اب مین نظامی عروضی کے بعض خیالات درج کرتا ہون جو اُسنے ایک شاعر کے لیئے ضروری سمجھے ہین ارباب فن کو اس پر غور کرنا فائدہ سے خالی نہین،

فن شعر مین اُستاد کون ہے؟

(۱) سلیم الفطرة[۱]،
(۲) عظیم الفکرة،
(۳) صحیح الطبع،
(۴) جیّد الرّویّة،
(۵) دقیق النظر کہ از انواع علوم متنوع باشد و در اطراف مستطرف زیرا کہ چنانکہ شعر در ہر علمے بکار آید ہر علمے نیز در شعر بکار مے شود،
(۶) باید کہ در مجلس محاورت خوشگوئے بود و در محفل معاشرت خوش روئے۔
(۷) شعر او بآن درجہ رسیدہ باشد کہ در صحیفہ روزگار مسطور بود و بر السنہ و افواہ مشہور بود و بر سفائن بنویسند و در مدائن بخوانند کہ حظ اوفر و قسم افضل از شعر بقائے اسم است و تا مقرر و مسطور نباشد

[۱] مقالات نظامی سمرقندی

آنرا اثر نبود - امّا شاعر بدین درجہ نرسد الا کہ در عنفوان شباب و روزگار جوانی بست ہزار بیت از اشعار متقدمین یاد گیرد و دہ ہزار کلمہ از آثار متاخرین در پیش چشم کند و پیوستہ دواوین اُستادان ہمی خواند و مستحضر ہمی باشد و آگاہی میدارد کہ در آمد و بیرون شد ایشان از مضایق و دقائق سخن بر چہ وجہ بودہ است تا کہ طرق و انواع شعر در طبع او مرتسم شود و عیب و ہنر شعر در صفحہ خرد او منقش گردد تا سخنش روے در ترقی آرد و طبعش بعلو میل کند ہر کہ را طبع نظر شعر راسخ شد و سخنش ہموار گشت و روی بعلم آورد عروض بخواند و گرد تصانیف اُستاد ابوالحسن بہرامی سرخسی گرد مانند غایۃ العروضین و کنز القافیہ و نقد معانی و نقد الفاظ و سرقات و تراجم و انواع این علوم بخواند بر اُستادی او داند تا نام استادی را سزاوار شود و اسم او در صحیفہ روزگار بماند چنانکہ اسامی دیگر استادان کہ نامہائے ایشان یاد کردیم تا انچہ از مخدوم و ممدوح بستاند حق آن بتواند گذاردن و بقاے اسم او بباید

اسکے بعد ایک طولانی بحث اسپر لکھی ہو کہ شاعر کیواسطے بدیہ گوئی سے بہتر کوئی چیز نہین، اسکو مین نظر انداز کرتا ہون لیکن امور مندرجہ پر شعرائے عصر کو لحاظ کرنا چاہئیے اور اصلاح لینے والونکو بھی مشورۂ سخن کے لیئے ایسے شاعر کو انتخاب کرنا چاہئیے جو کم از کم انھین سے اکثر صفات سے موصوف ہو

| شاعری کو اصلاح سے کس قدر تعلق ہے |

اُستادی اِن صفات کے بعد مشاقی پر موقوف ہو جسقدر مشق زیادہ ہوگی اُتنا ہی نظم پر اُسکو زیادہ تسلط ہوگا اِسی لیئے نو مشقونکو ابتدا مین کسی اُستاد کی ضرورت ہوتی ہو اُستاد کا کام فقط الفاظ کا رد و بدل کردینا ہو ورنہ شاعر کوئی کسیکو نہین بنا سکتا ہزارون شاعر ایسے گذرے جنھون نے کبھی کسی سے اصلاح نہین لی اُنکا علم و فن اُنکی خداداد طبیعت اُنکا صحیح ذوق اُنکا اُستاد تھا مجھے تو یہ سلسلہ صرف ہندوستان مین نظر آتا ہو عرب و عجم مین کوئی تاریخ مشکل سے اسکا ثبوت دیسکتی ہو کہ امراء القیس اعشیٰ حسان متنبّی یا عسجدی عنصری فرخی و فردوسی سعدی حافظ وغیرہ وغیرہ نے

کس سے صلاح لی علوم و فنون کی کتابین تو اساتذہ سے پڑھین لیکن مشورہ سخن کیلئے کس کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیا، ہندوستان مین میر تقی میر، غالب، مومن، ناسخ وغیرہ نے کس سے اصلاح لی۔

میرے خیال مین اسکا سبب صرف یہ ہو کہ اس زمانہ مین موزونی طبع کا نام شاعری رکھا گیا ہو، اسی سے اس سلسلہ کو ترقی ہوتی جاتی ہو اور قریب قریب پیری مریدی کی حد تک پہونچ گیا ہو جیسے فقرا کے یہان سجادہ نشین ہوتے تھے ویسے ہی یہان بھی ایک جانشین کی ضرورت ہو اور اسکے لیئے کوششین کیجاتی ہین،

رموز فن علم سینہ نہین اساتذہ کی کتابین اُس سے مالا مال ہین کھوٹا کھرا پرکھنے کے لیئے ذوق سلیم اور وجدان ہو جس پر تمام شعر کا دارو مدار ہو یہ واضح رہے کہ شاعری بالکل ذوق و وجدانی اور عطیہ فطرت ہو جو لوگ اسکو علم سینہ خیال کرتے ہین وہ سخت غلطی پر ہین شاعری کسی اُستاد کی محتاج نہین سیکڑون شاعر ایسے گذرے اور ہین جن کی عمرین شعرگوئی مین گذر گئین مگر شعر کہنا نہ آیا،

واقعہ مولوی علی میان صاحب کامل مرحوم جنکا فضل و کمال ارباب علم مین مسلّم تھا اور نہایت جید الفکر شاعر تھے اُنکی خدمت مین ایک بزرگ آیا کرتے تھے جنکی عمر اسّی بچاسی سال کی ہو گی اور زندگی بھر سوا شعرگوئی کے کوئی دوسرا شغل نہین رہا۔ آخر عہد مین مجھ سے بھی ملاقات ہوئی چند بار فقیر خانہ پر بھی تشریف لائے تھے تین دیوان فارسی کے مرتب و مدوّن تھے جسمین تقریباً اکثر اصناف سخن تھے غزلین زیادہ تھین نہایت خوشخط لکھی ہوئی نفیس جلدین بندھی ہوئین ایک بار مجھے زیارت نصیب ہوئی تھی، فارسیت اعلیٰ درجہ کی ترکیبین نہایت صحیح زبان کے اغلاط بہت کم مگر ستم یہ تھا کہ تمام کلیات مین ایک شعر بھی وقت سے موزون مل سکتا تھا یہ تینون دیوان حضرت کامل کی خدمت مین بغرض اصلاح لیجاتے تھے آخر ایک روز مولوی صاحب نے لیکر رکھ لئے اور دوسرے روز یہ لکھکر واپس دیئے کہ

حضرت اسمین کہین بتانے کی ضرورت نہین،

اِس سے میرا یہ مقصد نہین کہ اصلاح نہ لینا چاہیئے کلام مین مشورت نکرنا چاہیئے شاعر مدت العمر مشورۂ سخن کا محتاج ہی۔ یہی سبب ہے کہ متقدمین مین اور آجکل یورپ مین بھی تنقید ایک ضروری چیز سمجھی گئی۔

صلاح اور اُسکے طریقے — اُستادانِ فن اس خوبی سے کلام مین حک و اصلاح کرتے ہین کہ بیساختہ وجد آجاتا ہی اور یہ بلکہ نہین ہوسکتا اگر سخن فہمی او رنکتہ رسی سے شاعری او رنکتہ سنجی دونو الگ الگ دو چیزین ہین یہ ضروری نہین کہ ایک ذات مین دونو جمع ہون۔

شعر گفتن گرچہ دُرسُفتن بود
لیک فہمیدن بہ از گفتن بود

اصلاح سے نہ صرف اصلاح لینے والے کو فائدہ پہونچتا ہی بلکہ اُستادانِ فن کی قوتِ مشق بھی بڑھتی ہی، شعر مین علاوہ وزن ومحاکات وتخیل کے ایک خوبی بندش الفاظ کی ہی اور اِسی مین اُستادی کے جوہر کھلتے ہین، اگر نادر سے نادر مضمون سُست الفاظ مین ادا ہوگا تو شعر خاک مین ملجائیگا بخلاف اسکے اگر سُست مضمون کو پرتکلف جامہ پنہا دوگے تو اُسکا مرتبہ بلند ہو جائیگا مضمون کی خوبی پر خراب بندش نقاب ڈالتی ہی،

اُصول اصلاح

(۱) شاگرد کو پہلے ضروریات شعر پر مطلع کرنا چاہیئے،

(۲) شعر مین صرف الفاظ کا تغیر چاہیئے خیال بدلنے کی ضرورت نہین اگر شعر معنوی حیثیت سے خراب ہے تو قلم زد کرنا چاہیئے،

(۳) پورے شعر یا مصرع کی ترمیم منظور ہو تو شاگرد کو ہدایت کیجائے کہ وہ خود کوشش کرے اسطرح اُسکی قوت نظم مین ترقی ہوگی،

(۴) جب شعر مین کوئی ترمیم کیجائے تو اُسکا سبب سمجھا دینا چاہیئے تاکہ آئندہ وہ اس غلطی سے بچے۔

(۵) تمام معائب سے شعر کو پاک کرنا اور ترقی کے لیے الفاظ رکھنا جس سے بالاتر کوئی درجہ نہو،

(۶) خود شعر کہکر شاگرد کو نہ دینا چاہیئے اس سے اُسکی ہمت فکر سخن مین کم ہوتی ہے اور اُستاد پر بھروسا رہتا ہے،

(۷) ردیف کی پختگی کا خیال اسقدر رکھنا چاہیئے کہ اگر ردیف نکال دیجائے تو تمام شعر بےمعنی ہوجائے اسیطرح قافیہ بھی برائے بیت نہو بلکہ قافیہ سے مضمون پیدا کرنا چاہیئے بعض شعرا مضمون سوچنے کے بعد قافیہ تلاش کرتے ہین اس سے شعر سست ہوجاتا ہے،

(۸) غزل قصیدہ مثنوی اِن سب کی زبانین مختلف ہین اصلاح مین یہ بات بھی مدنظر رکھنا چاہیئے غزل کی زبان نہایت سلیس اور روزمرہ ہو ثقیل اضافات اور غیرمانوس ترکیبون سے کلام کو محفوظ رکھو، ان قصیدہ مین تم آزاد ہو جزالت و شوکت الفاظ سے کام لو مثنوی مین واقعہ نگاری کی حیثیت ملحوظ رکھو مثلاً کسی واقعہ کو نظم کر رہے ہو تو مخاطب و متکلم کی زبان کا خیال رکھو جس طبقہ کا آدمی ہو ویسی ہی زبان بھی ہو،

الغرض یہ اور بہت سی باتین ایسی ہین جنکا ذکر اس مختصر مقدمہ مین نہین ہو سکتا شاعری کو امعان نظر سے دیکھوگے تو اُسمین دشوار گذار راہین ملین گی اور اسی سے شعر کو اخر العلوم کہا ہے،

اساتذہ کی اصلاحین اور اُن کے مقالات و ملفوظات سے مبتدی اور منتہی سب فائدہ اُٹھا سکتے ہین ایسے تالیفات کی ملک مین اسوقت بیحد ضرورت ہے کیونکہ علم و فن کی کسادبازاری ہے لوگ ایسی ہی چیزون سے متمتع ہون میرے مکرم دوست جناب صفدر مرزاپوری نے یہ مجموعہ تیار کیا اور مین جانتا ہون کہ انھون نے اسمین نہایت جانکاہی اور جانفشانی کی ہے بیشک اسکی اوّلیت کا سہرا اُن کے سر ہے میری نظر سے اسوقت تک عربی فارسی اُردو

مین کوئی مستقل تالیف ایسی نظر سے نہین گذری جسمین شعرا کی اصلاحین جمع کی گئی ہون یہ کتاب نہ صرف نوآموزان فن کیلئے مفید ہی بلکہ اساتذہ فن بھی اُس سے لطف اندوز اور مستفید ہو سکتے ہین،

حضرت صفدر سے مجھسے ایک عرصہ سے ملاقات ہی وہ اُردو زبان سے نہایت صحیح ذوق رکھتے ہین اُنکی طبیعت تالیفات کے متعلق نہایت سنجیدہ انتخاب کرتی ہے جو کتابین اُنھون نے ملک مین اسوقت تک پیش کی ہین وہ بلحاظ اپنی دلچسپی کے آپ اپنی نظیر ہین مجھے اُمید ہی کہ اُنکا قلم میدان براعت مین اپنے جوہر دکھائیگا۔ اور اسکے بعد بھی وہ کوئی مفید اور دلچسپ تالیفین پیش کرین گے،

مرزا محمد ہادی عزیز

یکم فروری ۱۹۱۸ء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

پھر جمع کر رہا ہون دل لخت لخت کو
عرصہ ہوا ہی دعوتِ مژگان کیئے ہوئے

صرف علوم و فنون ہین نہین بلکہ دُنیا کی ہر بات مین اصلاح کی ضرورت ہی اگر کوئی چیز اصلاح پائی ہوئی نہ ہو تو گویا وہ اپنی اصلی حالت پر نہین ہی - یاد رکھنا چاہیئے کہ جس کا کام اور خصوصًا کلام اصلاح شدہ نہین ہی اُسکا ہر دیکھنے والا اُستاد ہی اور جو اصلاح پا چکا ہی وہ اور اُسکا کلام دوسرون کو سبق دیتا ہی جسنے ایک کے آگے سر تلمذ خم کیا وہ بزم عالم مین سربلند ہی اور جو کسی ایک کے آگے سر جھکانے سے پہلوتہی کرتا ہی اُسکی گردن سب کے سامنے نیچی رہتی ہی اور رہیگی اکثر حضرات بزعم ہمہ دانی جو کہ اس زمانے مین بہت کثرت سے پائے جاتے ہین کسیکو اپنا کلام دکھانا اپنی توہین سمجھتے ہین - اسکی بظاہر کئی وجہین ہین مگر ان سب کا ماخذ یہ ہی کہ وہ اپنے آپ کو خود ہی سب سے بہتر سمجھتے ہین اور اپنے کلام مین کوئی نقص نہین دیکھتے - حالانکہ جسقدر وہ اپنے کلام کو اعلیٰ جانتے ہین اُسی قدر وہ ادنیٰ ہوتا ہی یہانتک کہ ہر مشاعرے مین بیسون اشعار بے معنی سُننے مین آتے ہین اور یہ وہ بزرگ ہین جو صاحب تلامذہ اور مدعی اُستادی ہین مگر مشاعرے سے باہر نکلکر لوگ اُن اشعار پر مضحکہ کرتے ہین اور بجائے توقیع اُنکی تذلیل ہوتی ہی مگر وہ آتش کے اس شعر کو خاطر مین نہین لاتے ؎

سُن تو سہی جہان مین ہی تیرا فسانہ کیا
کہتی ہی تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

اِس خود رو جماعت نے مذاق فن کو اسقدر بگاڑ دیا ہی کہ وہ اشعار جو معانی سے خالی ہین اُن پر مشاعرے مین چھتین اُڑتی ہین اگر اُن سے پوچھا جائے کہ کیا سمجھے؟ "تو کچھ نہین"، مگر صرف یہ عقیدہ کر لیا گیا ہی کہ بہت اچھا اور بلیغ شعر ہوگا بعض حضرات مصرع اسقدر دور سے لگاتے ہین کہ باہم ربط نہین رہتا اس کو وہ کمال فن جانتے ہین مگر اہل تحقیق مین یہ ننگ شاعری اور توہین فن ہی - ایک مصرع دوسرے مصرع کے ساتھ جزو لاینفک ہونا چاہیئے ایک اُستاد کا قول ہی کہ اگر سکندر دو مصرعون کو باہم چسپان کر سکتا تو سد سکندری اپنی ناموری کے لیئے نہ بناتا ؂

سکندر سد نمی بستی کہ نامش در جہان ماند
دو مصرع را تواں نستے اگر باہم گر بستن

بے اصلاحی غزلونکا رواج اسقدر بڑھ گیا ہی کہ اب اصلاح لینا گویا فیشن کے خلاف ہوگیا ہی ایکمرتبہ حکیم ناطق نے لکھنؤ کے خوشگویون سے کہا کہ آپ لوگ اپنے احباب کی ایک انجمن قائم کر لیجیئے جسمین مشاعرے سے پہلے سب لوگ آپس مین ایک دوسرے کو غزل سُنا لیا کرین تاکہ بعد کو مخالفین پر پوشش کرنا آسان ہو - مین نے اور بعض احبابنے اُن سے یہ خواہش کی کہ آپ ایک تنقیدی رسالہ نکالیئے جس کے مضامین سے یہ معلوم ہوجائیگا کہ اصلاح کے بغیر کیا نقائص رہ جاتے ہین اور اصلاح کی کسقدر شدید ضرورت ہی موصوف نے اِس شرط پر وعدہ کیا ہی کہ اگر یہ روش حسد پر محمول نہ کی جائے تو مین تیار ہون - اِنھین خرابیون کی طرف جو اُردو ادب کی تخریب و تنزلی مین جزو اعظم ہین توجہ دلانیکی ضرورت سمجھ کر یہ ایک دلچسپ پیرایہ اختیار کیا گیا ہی جس کا منشا یہ ہی کہ حصّہ نظم کی آرائش ہو اور اِسی رعایت سے اِس کا نام "مشاطۂ سخن" رکھا گیا ہی "مشاطۂ سخن" جسے اب آپ دیکھنے والے ہین اسکے لیئے مین اتنی سفارش ضرور کر سکتا ہون کہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے دُنیائے ادب مین پہلی کتاب ہی جو ادا شناسون کے سامنے

زیور معانی سے آراستہ ہوکر ایک نئے انداز سے جلوہ آرائے بزم ادب ہوتی ہے۔

اسمین شک نہین کہ سخن گوئی سے سخن فہمی مشکل اور بہت زیادہ مشکل ہے شعر کہنا آسان مگر شعر کا سمجھنا دشوار۔ اساتذہ فن کے کلام سے اِس امر کا اندازہ تو کیا جا سکتا ہے کہ وہ کیا کہتے تھے اور کیسا کہتے تھے لیکن اُنکی وسیع النظری کا اندازہ صرف اصلاح ہی ایک چیز ہے جس سے کیا جا سکتا ہے۔ یہی اک بات دیکھنے کی ہے کہ شاگرد نے کیا کہا اور اُستاد نے کیا بنایا۔ اصلاح دینا کوئی معمولی بات نہین اصلاح سخن کی قوت قدرت نے ہمیشہ مخصوص افراد کو عطا کی ہے جو اسوقت اُنگلیون پر شمار کیے جاتے ہین۔ اصلاح مین جن جن باتون کا خیال اور لحاظ رکھا جاتا ہے اُن کو اگر مین تحریر کرون تو طوالت تحریر کا خیال ہے مگر مختصر یہ کہ فصاحت، بلاغت، تاثیر زبان، محاورہ، تعقید لفظی و معنوی، ترکیب، بندش، چستی، نشست الفاظ، روانی، سلاست، موزونیت، متروکات، اور جملہ ظاہری و باطنی عیوب و محاسن سب ہی باتین اصلاح کے وقت دیکھی جاتی ہین اور یہ سب باتین وہی دیکھ سکتا ہے جسے قدرت نے ایسا ہی دل و دماغ عطا کیا ہو،

اِس جدید تالیف کا خیال ایک زمانہ سے میرے دل مین تھا جسمین شاگردون کے کلام پر اساتذہ فن کے اندازہ و طریقہ اصلاح کا تذکرہ اور نمونہ اصلاح کے ساتھ وجہ اصلاح بھی ہو۔ اِس قسم کی تالیف بظاہر کوئی اہم چیز نہین اور ممکن ہے کہ بعض کے نزدیک کچھ وقیع بھی نہ ہو۔ لیکن مین اسکو اہم اور نہایت اہم سمجھتا ہون میرا اعتقاد ہے کہ اساتذہ فن کے کمال فن پرداز فکر انداز خیال اور الفاظ محاورات کے طریقہ استعمال کی جانچ کرنے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کا اِس سے بہتر کوئی دوسرا ذریعہ نہین۔

اپنے رنگ مین اِس نئی تالیف کا خیال جب میرے دلمین موجزن ہوا ہے تو اُس کے ساتھ ہی یہ مشکلین بھی پیش نظر تھین کہ جن اساتذہ مسلّم الثبوت اور کاملین فن کی اصلاحین مدنظر ہین اُن کو تو زمانہ نے خاک مین ملا دیا جو دو چار باقی ہین وہ بُجھے ہوئے

چراغون کی طرح ایسے گوشۂ کس مپرسی مین پڑے ہوئے ہین کہ اُن کو روشن کرنے یا اُنسے روشنی لینے کی اِس نئی روشنی کے زمانے مین کیسکو پروا بھی نہین - اگر اسی طرح زمانہ کا ایک ورق اور اُلٹا تو اِن کے جواہر کمالات بھی صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائینگے اور آنیوالی نسلین اِس نعمت غیر مترقبہ سے ہمیشہ کے لیے محروم رہجائینگی ہرچند کلام اِن باکمال بزرگون کا موجود ہی جن سے اِن کی علمی ادبی یادگارین قائم ہین مگر ان سے اِن کے جواہر کمالات کا صحیح اندازہ ناممکن ہی - مین جس شعبہ کو اسوقت دکھانا چاہتا ہون وہ صرف "اصلاح" ہے اِن کے کلام کے دیکھنے سے اِس مقصود کا حق پورا ادا نہین ہوسکتا اور نہ اِس لطف کا عالم زمانہ دیکھ سکتا ہے جو مین دکھانا چاہتا ہون -

اِن اصلاحون سے نومشق تو کیا کُہن مشق شعرا بھی مستفید ہوسکتے ہین - ہر اُستاد کی اصلاح اُس زمانے کے مذاق کے نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہیئے - صرف ایک لفظ کی ترمیم سے شعر کو زمین سے آسمان پر پہنچا دینا ایسے ہی باکمال اُستادان فن کا حصہ ہو اب آپ کو یہ بھی بتادون کہ "مشاطۂ سخن" مین کن کن باکمال بزرگونکی اصلاحین مجھے مل سکین یہ بزرگ بھی وہ بزرگ ہین جن کی کوششون سے ہماری ملکی زبان کا لفظ لفظ اور حرف حرف گرانبار احسان ہی - انکی اصلاحون کا اِس گمنامی کے ساتھ صفحہ ہستی سے مٹ جانا کچھ کم افسوس کی بات نہ تھی مین تو یہ کہونگا کہ ایسی چیزونکا مٹنا حقیقت مین ایک غمناک علمی حادثہ ہے -

مصحفی، غلیق، آتش، ناسخ، اسیر، ذوق، غالب، مومن، انیس، دبیر، نسیم دہلوی نواب عاشور علیخان عاشور، آغا حجو شرف، مفتی میر عباس مجتہد، امیر، منیر، داغ، تسلیم، جلال، شوق، جلیل، ناطق، ریاض، شاد، رشید، جاوید، جگر، لطافت وغیرہ اِن باکمال بزرگون کی اصلاحین زمین شعر کے پیچیدہ راستون مین خضر راہ بنکر ہمین

صحیح راستہ بتائینگی ہماری معلومات مین معتدبہ اضافہ کرینگی کلام کی خوبی اور صحت وسُقم کی کیفیت ہمارے آنکھون کے سامنے پیش کردینگی اور زبان اُردو کی ترقی اور اصلاح کا طلسم اِن سے کُھل جائیگا۔ وہ نازک مسائل جو برسون کسی سخنور کامل کی صحبت مین رہ کربھی نہ معلوم ہون چشم زدن مین نظر کے سامنے آجائین گے۔ یہ کتاب سخن سنجون کو ایک شفیق اُستاد کا کام دیگی اور سخن فہمون کے لیئے تو ایک عجیب اور دلچسپ منظر ہوگا۔ اِن خیالات اور زبان اُردو کی محبت نے مجھے اُبھارا اور اس دُھن مین دیوانہ وار لکھنؤ کی گلیون کی خاک چھاننے لگا، یہ بکھرے ہوئے موتی جس محنت اور کاوش سے یکجا کیئے گئے ہین اُس کا صحیح اندازہ وہی حضرات کرسکتے ہین جن کو میدان علم وادب مین اُترنے کا موقع ملا ہوا اور خود بھی جو اپنی تصنیف وتالیف سے تشنہ کامان ادب کی پیاس بُجھاتے رہتے ہین، مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہو کہ اکثر وہ حضرات جو ملک مین مستند اور مسلّم الثبوت اُستاد کہے جاتے ہین اُن کو ایسے ادبی کامون سے زرا بھی دلچسپی نہین بعض لکھنؤ کے مقتدر شعرا نے نہایت سردمہری سے کام لیا وہ چاہتے تو بہت کچھ عمدہ ذخیرہ بہم پہنچا سکتے تھے مگر سہل انکاری کا خدا بھلا کرے کہ صرف دو فقرے کہکر مجھے ٹال دیا کہ مسودے گم ہوگئے خیر یہ عذر تو ایک حد تک قابل تسلیم بھی تھا مگر بعض بُزرگون سے یہ سُن کر سخت تعجب ہوا کہ ابتدا سے آج تک میرے کلام پر اُستاد نے قلم ہی نہین اُٹھایا گویا (مادرزاد اُستاد پیدا ہوئے) اِس جُملے پر مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔

ملک مین جابجا شاگردان آمیر۔ داغ۔ جلال۔ تسلیم۔ وغیرہ کو خطوط لکھے مگر ایسے بہت کم حضرات ایسے تھے جنھون نے میری ناچیز استدعا پر توجہ فرمائی۔ ہان جن حضرات نے اپنے کلام پر اپنے اُستادون کی اصلاحین مرحمت فرمائین اُن کا شکریہ نہ ادا کرنا کفران نعمت ہی۔ سب سے پہلے ہمارے محترم دوست جناب سیّد محمد نوح صاحب شہیر تعلقدار

ورئیس مچھلی شہر نے حضرت منیر مرحوم کی اصلاحین مجھے مرحمت فرمائین۔ جناب عابد حسین
صاحب عابد سہسوانی جو پہلے حضرت امیر مرحوم کے شاگرد تھے اُن کے بعد جناب [illegible]
کو اپنا کلام دکھانے لگے اُن کے کلام پر اسیر و امیر کی جسقدر اصلاحین تھین سب میرے
حوالے کین۔ جناب سید زاہد حسین صاحب زاہد رئیس سہارنپوری تلمیذ حضرت [illegible]
نے حضرت اقدس کی اصلاحین اور اُنھین کے دست مبارک کی لکھی ہوئی [illegible]
نقل کرکے ارسال فرمائین۔ محبی ضمیر الدین احمد صاحب عرش گیاوی مرحمت [illegible]
نے بھی حضرت تسلیم کی اصلاحین اور خود منشی صاحب کے نقل کئے ہوئے [illegible]
کرکے میرے پاس بھیجے۔ جناب حکیم عابد علی صاحب کوثر خیرآبادی جناب [illegible] صاحب
دل شاہجہان پوری جناب سید تصدق حسین صاحب قرار شاہجہان پوری جناب [illegible]
باسط علی صاحب باسط بسوانی جناب مرزا واجد حسین صاحب یاس [illegible] جناب
مولوی عبد الغفور صاحب شہر استھانوی بہاری۔ مولوی انعام [illegible] صاحب [illegible]
منصرم کشنری لکھنؤ اور مولوی عبد الرحیم صاحب کلیم لکھنوی کا مین دل سے شکرگذار ہون
کہ ان حضرات نے توجہ فرماکر اپنی اپنی اصلاحین مجھے مرحمت فرمائین جو شاعری کی
زیب و زینت مین صرف کی گئین۔

مجھے زبان اُردو سے محبت ہے اُسکی خدمت جہان تک میرے امکان مین ہے
کرنیکی ہمیشہ کوشش کرتا ہون اور تا زیست انشاءاللہ کرتا رہونگا۔ اسوقت جو [illegible]
اصلاحین اساتذہ سابق وحال کی مجھے سعی اور کوشش سے مل سکین اُن کو [illegible]
صورت مین مُلک کے سامنے پیش کرنیکی عزت حاصل کرتا ہون [illegible]
انشاءاللہ اگر حیات مستعار باقی ہے تو طبع آئندہ مین اس کا اضافہ ہوگا۔ [illegible]
اصلاحین جس محنت اور کاوش سے مجھے دستیاب ہوئی ہین وہ میرا ہی دل جانتا ہے
ایک مصرع پر بھی اگر کسیکی اصلاح سُن لی اُسکو منت خوشامد سے جسطرح ممکن ہوا حاصل کیا۔

بقول ذوقؔ مرحوم ؎

یون لائے وان سے ہم دلِ صد پارہ ڈھونڈھ کر پایا پڑا جہان کوئی ٹکڑا اُٹھا لیا

برسون کی کوشش اور محنت مین اتنی اصلاحین فراہم کر سکا اب دیکھنا ہے کہ ان جواہر پارون کی ملک کیسی قدر کرتا ہے اور اہل مذاق "مشاطۂ سخن" کے لئے کیا رائے پاس کرکے مولف کی ہمت افزائی کرتے ہین۔ اسمین کوئی شبہہ نہین کہ مین نے "مشاطۂ سخن" کے چھپوانے مین بہت عجلت سے کام لیا مگر میرے بعض سخن سنج دوستون نے مجھے مجبور کیا کہ یہ کتاب ملک مین جلد پیش کی جائے خدا کرے اہل ملک اِسے محبت بھری نگاہون سے دیکھین کہ میری ہمّت افزائی ہو اور آئندہ اس سے بھی زیادہ کوئی مفید کام کرنیکی ہمّت کرون۔

آخر مین اپنے عزیز بھائی حضرت نحویؔ کا بھی شکریہ ادا کرنا بھی ایک قسم کی ناسپاسی ہے جنھون نے نہایت شوق اور دلی مسرت سے میرے خیال کی تائید کرکے حوصلہ بڑھایا اور "مشاطۂ سخن" کا خیر مقدم نہایت دلچسپ پیرایہ مین تحریر فرمایا جو مشاطۂ سخن کے لیے ایک خوش نما زیور ہے۔

اور خصوصیت سے مین سیّد ابو العلا مولوی حکیم سعید احمد صاحب ناطقؔ لکھنوی کا ممنون ہون جنھون نے بہت زیادہ مدد دی۔

مین اپنے محترم دوست مرزا محمد ہادی صاحب عزیزؔ لکھنوی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہون کہ مرزا صاحب موصوف نے باوجود ناسازی مزاج "مشاطۂ سخن" کا مقدمہ لکھا اور خوب لکھا۔

خاکپائے شاعران

بے ہنر صفدرؔ مرزا پوری

شیخ غلام ہمدانی مصحفی

خواجہ آتش ؎

تری تقلید سے کبکِ دری نے ٹھوکریں کھائیں چلا جب جانور پریوں کی چال اُسکا چلن بگڑا

اُستاد مصحفی نے دوسرے مصرع میں "پریوں" کو اُڑا کر "انسان" بنایا۔ اب اِس شعر کو

یوں پڑھیئے ؎

تری تقلید سے کبکِ دری نے ٹھوکریں کھائیں چلا جب جانور انسان کی چال اُسکا چلن بگڑا

پہلے مصرع میں کہا گیا ہے کہ تری تقلید سے کبک دری نے ٹھوکریں کھائیں ۔ آتش نے معشوق کو پری کہا۔ مگر اصلاح میں اُستاد نے انسان بنایا اب انسان اور جانور کا تقابل لطف دے گیا۔

آتش ؎

سختیِ ایام ہے میرے لیئے سامان عیش سنگ در کو بھی سمجھتا ہوں میں زانوے حور کا

اصلاح ؎

سختیِ ایام ہے میرے لیئے سامان عیش خشت بالیں کو سمجھتا ہوں میں زانوے حور کا

بجائے "سنگ در" کے "خشت بالیں" بنایا سنگ در سے زانوے حور کو اِس قدر مناسبت نہ تھی سنگ در پر سر پٹکنے کے لیئے زیادہ مستعمل ہے اور خشت بالیں تو اِن معنی کے لیئے سانچے ہی میں ڈھلی ہوئی ہے ۔

آتش ؎

درماں سے اور درد ہمارا ہوا دو چند مرہم سے زخم سینہ میں ناسور پڑ گیا

اصلاح ؎

درماں سے اور درد ہمارا ہوا دو چند مرہم سے داغ سینہ میں ناسور پڑ گیا

اُستاد نے بجائے "زخم" کے "داغ" بنایا داغ سے کسقدر شعر میں ترقی پیدا ہوگئی زخم و داغ مین جو نازک فرق ہے وہ ماہرین فن ہی خوب سمجھ سکتے ہین۔ اُستادانہ اصلاح ہے

آتش سلہ

داغِ دل خونِ جگر ہے نعمتِ الوانِ عشق　　　سیر اپنی جان سے ہوجاتے ہین مہمانِ عشق

اصلاح سلہ

داغِ دل زخمِ جگر ہے نعمتِ الوانِ عشق　　　سیر اپنی جان سے ہوجاتے ہین مہمانِ عشق

اُستاد نے بجائے "خونِ جگر" کے "زخمِ جگر" بنایا خوان نعمت مین پینے کی چیز سے کھانے کی شے زیادہ موزون ہے اسلیئے خون سے زخم بہتر۔

نوٹ۔ یہ اصلاحین مولوی فصیح اللہ صاحب دفا فرنگی محلی لکھنوی مرحوم تلمیذ صبا لکھنوی سے مولف نے سُنین جنکو صدہا ایسی اصلاحین یاد تھین افسوس کہ قبل ترتیب "مشاطۂ سخن" اُن کا انتقال ہوگیا۔

میر مستحسن خلیق

میر انیس مرحوم کی نومشقی کا زمانہ تھا ایک مرثیہ مین ایک بند جناب سکینہ کی زبان سے جس کا مفہوم یہ تھا کہ یہ وہ گریہ وزاری کے ساتھ فریاد کر رہی ہین اس بند کا آخری مصرع یہ تھا (ع) شمر خنجر لیئے آتا ہے مرے باپ کے پاس۔

میر خلیق مرحوم نے مذکورہ بالا مصرع سُن کر انیس سے سوال کیا کہ جناب سکینہ کا کیا سن اُسوقت تھا؟ آپ نے جواب دیا کہ ڈھائی یا تین سال کا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایسی صغر سنی مین یہ امتیاز کہ یہ شمر ہے خلاف فطرت ہے اس مصرع کو یون بنا دو۔

سلہ اس اصلاح کو مولف نے حکیم عنایت حسین صاحب بآرق لکھنوی سے سُنا جو ایک ذی علم اور معمر بزرگ ہین۔

(ع) کوئی خنجر لیے آتا مرے باپ کے پاس - اللہ اللہ کیا اصلاح دی۔ سخن سنجان سخن
اس "کوئی" کی بلاغت کو ملاحظہ فرمائیں اور اس مذاق سلیم کی داد دیں۔

صاحب آب حیات لکھتے ہیں کہ میر انیس مرحوم فرماتے تھے کہ والد میرے مجھ سے نہ رکھتے تھے۔ میں ایک مرثیہ میں وہ روایت نظم کر رہا تھا کہ جناب امام حسین عالم طفولیت میں سواری کے لیے ضد کر رہے تھے۔ جناب آنحضرت تشریف لائے اور ازراہ شفقت سے خود جھک گئے کہ آؤ سوار ہو جاؤ تا کہ پیارے نواسے کا دل آزردہ نہ ہو۔ اس موقع پر ٹیپ کا دوسرا مصرع کہہ لیا تھا۔ ع۔ اچھا سوار ہو جیسے ہم اونٹ بنتے ہیں۔ پہلے مصرع کیسے اُلٹ پلٹ کرتا تھا جیسا کہ دل چاہتا تھا ویسا برجستہ نہ بیٹھتا تھا۔ والد نے مجھے غور میں غرق دیکھکر پوچھا۔ کہ کیا سوچ رہے ہو؟ میں نے مضمون بیان کیا اور جو مصرع خیال میں آئے تھے پڑھے۔ فرمایا یہ مصرع لگا دو (زرا زبان کی لطافت تو دیکھو)

جب آپ روٹھتے ہیں تو مشکل سے منتے ہیں اچھا سوار ہو جیسے ہم اونٹ بنتے ہیں

خواجہ حیدر علی آتش

میر دوست علی خلیل خواجہ صاحب کے ارشد تلامذہ میں سے تھے ایک مشاعرہ میں خلیل نے بلا اصلاح غزل پڑھی آتش کو بھی یہ خبر پہنچ گئی مشاعرے کے دوسرے دن خلیل خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ چلے ہو رہے تو پہنچتے ہی سے پوچھا کہ شب کو مشاعرے میں کیا غزل پڑھی تھی خلیل نے نہایت فخر کے ساتھ یہ مطلع پڑھا ؎

مدت کے بعد آج وہ لے مہرباں ملے دل کی کہوں جو جان کی مجھکو اماں ملے

لے اس لطیفہ کو مولف نے حضرت ناطق لکھنوی سے سنا جو بیان فرماتے تھے کہ مرزا میر بیگ لکھنوی سے میں نے سنا جنکی چشم دید یہ واقعہ تھا۔

سنتے ہی منہ بنا کر یون فرمایا کہ "چھوجان" آپ کی خالہ کا نام تھا،
خلیل بہت دیر تک سناٹے مین رہے پھر پوچھا کہ آخر کیا ہوتا۔ جواب دیا اس سے
بہتر تو یہی تھا ؎

مدت کے بعد آج وہ اے مہربان ملے
دلکی کہونگا جان کی جو کچھ امان ملے

میر وزیر علی صبا مرحوم نے جلاد کبھی۔ بیداد کبھی اس طرح مین غزل کہی اور خواجہ
آتش مرحوم سے اصلاح لینے آئے۔ خواجہ صاحب کا عام قاعدہ اصلاح کا یہ تھا کہ شاگرد غزل
پڑھتا تھا جو شعر بنانے کا ہوتا تھا بنا دیتے تھے اور جو شعر درست ہوتا اُس پر "ہون"
کہہ دیتے تھے اور جو شعر زیادہ پسند آتا اُسکی داد بھی دیتے۔ صبا مرحوم اپنی غزل سنا رہے تھے
جب یہ شعر پڑھا ؎

فصل گل مین مجھے کہتا ہو کہ گلشن سے نکل
ایسی بے پر کی اُڑاتا نہ تھا صیاد کبھی

اسپر بھی حسب معمول خواجہ صاحب نے ہون کہکر ٹالنا چاہا مگر میر صاحب نے
کہا حضرت مین نے یہ شعر خون جگر کھا کر کہا ہو (مطلب یہ تھا کہ داد دیجئے) فرمایا پھر پڑھیے
جب اُنھون نے دوبارہ پڑھا آپ نے فرمایا کہ پہلا مصرع یون بنا دیجئے ؎

پر کتر کر مجھے کہتا ہے کہ گلشن سے نکل
ایسی بے پر کی اُڑاتا نہ تھا صیاد کبھی

صبا کے مصرع مین بے پر کے اُڑانے کا کافی ثبوت نہ تھا۔ اب اِن دو لفظون
کے بدل جانے سے شعر مین کسقدر حُسن پیدا ہوگیا اور بے پر کے اُڑانے کا کافی ثبوت
مل گیا۔ سبحان اللہ کیا خوب بنایا۔

صبا ؎

اے صبا جذب پہ جسدم دلِ ناشاد آیا
اپنی آغوش مین وہ بانئی بیداد آیا

اصلاح ؎

اے صبا جذب پہ جسدم دلِ ناشاد آیا
اپنی آغوش مین اُڑکر وہ پریزاد آیا

اس اصلاح سے مطلع مین کتنی ترقی پیدا ہو گئی۔ صبا کی مناسبت سے اُڑ کر وہ پریزاد آیا۔ کیا خوب بنایا۔

صبا ؎

جانبِ دشت جو مین چاک گریبان نکلا کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان نکلا

اصلاح ؎

گھر سے وحشت مین جو مین چاک گریبان نکلا کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان نکلا

"گھر سے وحشت مین" یہ ٹکڑا اُستادانہ رکھدیا۔ جس سے مطلع کتنا بلند ہو گیا۔ اب باہم دونون مصرعون مین کس قدر ربط پیدا ہو گیا۔ قیس و فرہاد کے لئے وحشت ہی کا لفظ مناسب تھا۔

صبا ؎

کسی نے بات نہ پوچھی ملال لیکے چلے لحد مین ساتھ ہم اپنا کمال لیکے چلے

اصلاح ؎

کبھی نہ قدر ہوئی یہ ملال لیکے چلے لحد مین ساتھ ہم اپنا کمال لیکے چلے

کمال کیلئے قدر ہی کیضرورت تھی "یہ" کا لفظ بھی بڑھایا جب تک یہ کا لفظ نہ ہوتا شعر کا صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا۔ اور جو مغالطہ صبا کے شعر مین پیدا ہوتا تھا کہ ملال ہی کو کمال سے تعبیر کیا ہے وہ اب نہ رہا۔

صبا ؎

نہ جیب مین نہ گریبان مین تار باقی ہے یہ سُن رہا ہون کہ فصلِ بہار باقی ہے

اصلاح ؎

نہ جیب کا ہے نہ دامن کا تار باقی ہے جنون کا جوش ہے فصلِ بہار باقی ہے

پہلے مصرع مین "جیب و گریبان" کے بجائے "نہ جیب کا ہے نہ دامن کا" بنایا۔

دوسرے مصرع میں جنون کا جوش بڑھایا۔ جیب و دامن کے چاک کرنے کے لیئے جوش جنون کی ضرورت تھی اور فصلِ بہار میں جوشِ جنون کا ہونا لازمی ہے۔ اِس اصلاح سے شعر میں کس قدر ترقی ہو گئی۔

صبا ؎

ہزار بار قیامت اُٹھائی نالوں نے ــــ مگر ہنوز شبِ انتظار باقی ہے

اصلاح ؎

ہزار بار قیامت گزر گئی ہمپر ــــ مگر ہنوز شبِ انتظار باقی ہے

قیامت گزر گئی ہمپر۔ اِس ٹکڑے نے شعر کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا۔ سبحان اللہ

صبا ؎

فصلِ گل لے صبا جب آتی ہے ــــ ہم کو سودا ضرور ہوتا ہے

اصلاح ؎

اے صبا جب بہار آتی ہے ــــ ہم کو سودا ضرور ہوتا ہے

صبا کے پہلے مصرع میں تعقید تھی۔ اصلاح سے انتہائی بے ساختگی اور فصاحت پیدا ہو گئی۔ اور تعقید کا عیب بھی رفع ہو گیا۔

لکھنؤ کے ایک معرکۃ الآرا مشاعرے میں حُسنِ اتفاق سے آتش و ناسخ مع اپنی شاگردوں کے تشریف لائے۔ میاں مصحفی اُستادِ آتش مرحوم سے بھی وعدہ تھا مگر وہ ابھی مشاعرے میں نہ آئے تھے۔ مشاعرہ شروع ہوا ایک نومشق کم سن لڑکے نے ایک مطلع پڑھا وہ مطلع یہ تھا ؎

جس کم سخن سے میں کروں تقریر بول اُٹھے ــــ مجھ میں کمال وہ ہے کہ تصویر بول اُٹھے

اِس پر مشاعرے کی چھتیں اُڑ گئیں اور ناسخ مرحوم نے کئی بار اِس مطلع کو پڑھوایا

نوٹ۔ یہ اصلاحیں مولوی نصیح اللہ صاحب فاؔ فرنگی محلی لکھنوی سے مولف کو ملیں۔

اور اس لڑکے کی خلاف معمول بے حد داد دی - اس کے پڑھ لینے کے بعد مشاعرے میں میاں مصحفی بھی تشریف لائے - اہلِ بزم تعظیم کے لیئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور صدر مین آپکو جگہ دی شیخ صاحب نے اپنے دلمین یہ عزم کر لیا کہ جب اُستاد مصحفی کی باری آئے تو مین ان کو نیچا دکھاؤن - چنانچہ جب سب کے آخر مین شمع گردش کرتی ہوئی اِنکے سامنے آئی - ناسخ نے کہا کہ اُستاد آپ کے تشریف لانے کے قبل (لڑکے کی طرف اشارہ کرکے) اِس لڑکے نے ایسا بےمثل مطلع پڑھا جسکی تعریف مین زبان قاصر ہے - مصحفی نے کہا ہان میان پڑھا ہوگا - کہا کہ میری خواہش ہے کہ آپ بھی سُن لین یہ کہکر اشارہ کیا اور اُنکے ایک شاگرد نے اُستاد مصحفی کے آگے سے شمع اُٹھا کر اس لڑکے کے سامنے رکھ دی اور لڑکے کو مخاطب ہوکر کہا کہ میان زرا اپنا مطلع اُستاد کو بھی سُنا دو اُسنے پھر وہی مطلع پڑھا - آتش مرحوم اپنے اُستاد کے آگے سے شمع اُٹھوا لینے پر آگ ہو گئے - اور ناسخ سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیا ایک غلط مطلع پر اس قدر ناز کیا جاتا ہے - تصویر کا کم سخن ہونا دراز قیاس ہے - اُسیوقت اصلاح دے کر لڑکے سے مخاطب ہوکر کہا کہ میان ایسے یون پڑھو ؎

جس بزبان سے مین کرون تقریر بول اُٹھو مجھمین کمال وہ ہے کہ تصویر بول اُٹھے

آتش مرحوم کی اس جودت طبع پر میان مصحفی دل مین اُچھل پڑے - اور شیخ صاحب صورت تصویر خاموش ہو گئے - فی البدیہہ ایسی اصلاح دینا واقعی آتش ہی ایسے اُستاد کا حصہ تھا -

ایک مشاعرے مین خواجہ آتش مرحوم نے طرح کی غزل مین یہ مطلع پڑھا ؎

سُرمہ منظور نظر ٹھہرا جو چشمِ یار کو نیل کا گنڈا پنہایا مردمِ بیمار کو

شیخ ناسخ بھی شریک بزم تھے - نیل کا گنڈا سُن کر کہا کہ کیا خوب - نیل کا گنڈا پنہایا مردمِ بیمار کو - پھر ارشاد ہو - آتش فوراً سمجھ گئے کہ یہ تعریف طعن سے کی گئی اُسیوقت

نوٹ - یہ اصلاح عام طور سے مشہور اور اہل لکھنؤ کی زبانون پر ہے -

دوسرے مصرع پہ اصلاح دے کر دوبارہ یون پڑھا ؎

سرمۂ منظورِ نظر ٹھہرا جو چشمِ یار کو　　نیلگون گنڈا اپنھایا مردمِ بیمار کو

فوراً سرِ بزم معترض کے اعتراض کو سمجھکر دفعتاً اصلاح دینا آتش کے خیالات کی تیزی اور شوخیِ طبع کی ایک ایسی مثال ہی جس سے زیادہ کسی دوسرے شاعر مین نہین ہوسکتی نواب سیّد محمد خان صاحب رند لکھنوی تلمیذ خواجہ آتش مرحوم کا شعر یہ تھا۔

"پھر لیچلا ہی دل مجھے بتخانے کی طرف　　اب ساکنانِ کعبہ ہمارا اسلام ہی

اصلاح ؎

پھر کھینچتی ہی اُلفتِ بُت دیر کیطرف　　تُو ساکنانِ کعبہ ہمارا اسلام ہے

"پھر کھینچتی ہی اُلفتِ بُت؟ اِس ٹکڑے کی کیا تعریف ہوسکتی ہی۔ رند کے پہلے مصرع مین اسکی وضاحت نہ تھی کہ کیون دل بتخانے کی طرف لیچلا۔ اصلاح سے یہ بات پیدا ہوئی کہ اُلفتِ بُت دیر کی طرف کھینچتی ہی۔ دوسرے مصرع مین تُو ساکنان کعبہ ہمارا اسلام ہی۔ اُستادِ کامل نے "تُو" کا لفظ ایسا رکھ دیا کہ بلاغتِ زبان کا سکہ بٹھا دیا جس کے دو پہلو اور دونون پرلطف یعنی ساکنانِ کعبہ تُو ہمارا اسلام ہی اور دوسرا پہلو ظاہر ہی کہ ایسے موقع پر "تُو" کا لفظ کیسا برمحل ہی اور محاورہ مین کس قدر ڈوبا ہوا ہی۔ جیسے تُو ہم جاتے ہین تُو وہ آگئے وغیرہ وغیرہ"[1]

پنڈت دیا شنکر نسیم لکھنوی مصنّف گلزارِ نسیم تلمیذ خواجہ آتش کا شعر یہ تھا ؎

قلیان پیئے مشکبو دھوان دھار　　بیڑے چکھے پان کے مزیدار

اصلاح ؎

قلیان پیئے مشکبو دھوان دھار　　بیڑے چکھے بہت مزیدار

خواجہ آتش کی یہ اصلاح نسیم نے قبول نہ کی اور مثنوی مین اپنا ہی شعر رہنے دیا۔

[1] یہ اصلاح خواجہ محمد اصغر صاحب اصغر لکھنوی سے مؤلف کو ملی۔

اِس شعر پر مولانا عبدالحلیم شررؔ نے بھی اُردوے معلّٰی علی گڈھ مین اعتراض کیا تھا جسکا جواب پنڈت برج نرائن چکبست نے نہایت قابلیت سے دیا ہو۔ مگر مولف کے خیال ناقص مین صرف بڑے کہدینا کافی تھا۔ یان کے بڑے بھی کہتے ہین جسکی کئی مثالین چکبست نے پیش کی ہین۔ مگر اصل اعتراض مولانا کا چکھے اور چکھنے پر تھا (چکھے) کی جگہ (چکھے) بقول مولانا شرر غیر فصیح ہی نہین غلط ہو) جسکی تردید مین پنڈت صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "اس موقع پر لفظ (غلط) کن معنی مین استعمال کیا ہو۔ ظاہر ہو کہ سودا وغیرہ نے (چکھا) برابر نظم کیا ہو" مگر باوجود کوشش کے کوئی شعر میر یا سودا کا مثال مین پیش نہ کرسکے۔ اِس لفظ کا غیر فصیح ہونا تو خود بھی تسلیم کرتے ہین۔ مگر مین کہتا ہون کہ واقعی غلط ہے۔

رندؔ

کب تک ڈٹے رہوگے بتو نکی گلی مین رندؔ   تلوار کھینچو بھیڑ سے ہٹّے ہو راستہ سے

اصلاح

کب تک ڈٹے رہوگے بتو نکی گلی مین رندؔ   تلوار کھینچو بھیڑ چھٹے راستہ سے

دوسرے مصرع مین اُستاد نے بجائے "ہٹّے" کے "چھٹے" بنایا جس سے شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہوگئی۔ تلوار کھینچنے کی مناسبت سے "چھٹے" کا لفظ کس قدر موزون بنایا گیا۔

رندؔ

مرگیا خاک ہوا گو مرا مدفن نہ رہا   تیر اکھٹکا بھی تو برق شرر افگن نہ رہا

اصلاح

جل گیا خاک ہوا گو مرا مدفن نہ رہا   خوف تیرا بھی تو برق شرر افگن نہ رہا

نوٹ۔ یہ اصلاحین مولوی فصیح اللہ صاحب قائم مرحوم فرنگی محلی تلمیذ صبا مرحوم سے مولف کو ملین۔

پہلے مصرع مین بجائے "مرگیا" کے "جل گیا" برق شرر افگن کی مناسبت سے بنایا دوسرے مصرع مین بجائے "تیرا کھٹکا" کے "خوف تیرا بھی" بنایا جس سے مصرع مین سلاست اور روانی پیدا ہو گئی۔ یہ محل "کھٹکے" کا نہین تھا بلکہ خوف ہی کا تھا جو اُستاد کامل نے بنا کر مطلع کو بلند کر دیا۔

شیخ امام بخش ناسخ[1]

فتح الدولہ بہادر برق ایک دن اپنے اُستاد شیخ ناسخ مرحوم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب برق مرحوم کا کلام اصلاح سے مستغنی ہو چکا تھا اور اِن کی اُستادی کے ڈنکے لکھنؤ مین بج رہے تھے۔ اُستاد نے پوچھا کہ آجکل کوئی نئی غزل کہی ہے برق نے کہا جی ہان۔ کل شب کو ایک مشاعرے مین مزار مین، بہار مین، (اسطرح مین) ایک غزل پڑھی تھی جسکا ایک شعر مشاعرے مین بہت پسند کیا گیا اور اہلِ بزم نے بے انتہا داد دی، شیخ صاحب نے کہا بھئی ہمین بھی سُناؤ۔ آپ نے نہایت فخر کے ساتھ یہ شعر پڑھا ؎

اُس گل نے ایک رات جو پہنا تو بس گیا ۔۔۔ بوئے گلاب آتی ہے موتی کے ہار مین

شیخ صاحب سُن کر چُپ ہو گئے۔ برق کا دل تڑپ اُٹھا کہنے لگے کیا حضرت اسمین کوئی نقص ہے کہ آپ خاموش ہو گئے۔ فرمایا ہان بھئی یہی سوچ رہا ہون۔ اول تو گلاب کے لغوی معنی عرق گل کے ہین؛ دوسرے گلاب کے پھولونکا ہار سوائے اُن لوگون کے جو کسی مندر یا مٹھ کے پوجاری ہون کوئی اور نہین پہنتا مین نے تو کسی شریف مرد آدمی کو

[1] اس اصلاح کو مولف نے حکیم عنایت حسین صاحب بارق لکھنوی سے سُنا جو ایک ذی علم اور معمر بزرگ ہین وہ فرماتے تھے کہ مین نے اِس اصلاح کا ذکر حکیم مسیحا تلمیذ ناسخ مرحوم سے سُنا جن کے سامنے یہ اصلاح دی گئی،

گلاب کے پھولوں کا ہار پہنے نہیں دیکھا۔ ان اعتراضوں کے بعد فرمایا کہ سامنے کی بات ہے دوسرے مصرع کو یوں بنا دو۔ مصرع یہ موتیے کی آتی ہے موتی کے ہار میں ÷ اللہ اللہ کیا اصلاح دی ہے۔ موتی اور موتیے سے جو مناسبت ہے ظاہر ہے۔ بقول ناسخ مرحوم جب گلاب ہندی ہے تو مصرع ثانی میں اضافت کیسی؟ یہ نقص بھی اس اصلاح سے رفع ہو گیا۔

خواجہ وزیر ؎ غضب ہوا کہ کسی سنگ دل پہ دل آیا ÷ الٰہی خیر کہ شیشہ گرا ہے پتھر پر

اصلاح ؎ غضب ہوا کہ بتِ سنگ دل پہ دل آیا ÷ خدا بچائے کہ شیشہ گرا ہے پتھر پر

پہلے مصرع میں سنگ دل کی رعایت سے بت کا لفظ اور دوسرے مصرع میں بجائے "الٰہی خیر" کے "خدا بچائے" بنا دیا حالانکہ الٰہی خیر سے بھی وہی مفہوم ادا ہوتا تھا مگر خدا بچائے نے ایک قسم کی دلاویزی پیدا کر دی اور الٰہی کی "ی" دب کر ادا ہوتی تھی یہ نقص بھی رفع ہو گیا۔

وزیر ؎ جانور جو ترے صدقے میں رہا ہوتا ہے ÷ اے شہ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہے

اصلاح ؎ جو پرندہ ترے صدقے میں رہا ہوتا ہے ÷ اے شہ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہے

جانور میں چرند پرند دونوں آ جاتے تھے اور صدقہ صرف پرندوں ہی پر مخصوص ہے کوّے اور بھجنگے صدقے میں چھوڑے جاتے ہیں اسلئے "پرندہ" کا لفظ بنایا گیا۔

وزیر ؎ جو بہر صلح کسی دن وہ جنگ جو آیا ÷ بڑھا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

اصلاح ؎ جو بہر صلح بھی وہ ترکِ جنگ جو آیا ÷ بڑھا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

ترکوں کی شجاعت اور انکی تلوار مشہور عالم ہے۔ اس مناسبت سے ترک جنگجو کیا خوب بنایا جس سے مطلع کی شان دوبالا ہو گئی اور اب یہ مطلع وزیر کے مشہور مطلعوں میں سے ہے[1]۔

جناب مہدی حسین خانصاحب باد لکھنوی تلمیذ حضرت ناسخ کا شعر یہ تھا ؎

گل گلزار انگاروں کی صورت سے دہکتے ہیں ÷ لگا دی آگ کس کے آتش رخ نکلتا ہیں

اصلاح ؎ گل گلزار انگاروں کی صورت سے دہکتے ہیں ÷ لگا دی آگ کس کے شعلۂ رخ نے نکلتا ہیں

[1] یہ اصلاحیں خواجہ عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی سے مولف کو ملیں وہ بیان فرماتے تھے کہ میں نے تعلق مرحوم مصنف طلسم الفت کی زبان سے یہ اصلاحیں سنکر نوٹ کر لی تھیں۔

آگ لگانے کے لیے "آتشِ رُخ" سے "شعلۂ رُخ" زیادہ موزون ہی کیونکہ مصرع اولی مین بھی انگارونکی صورت سے دہکتے ہین کہا گیا ہی بجائے تکرار کے شعلہ کی لپک نے زیادہ ترقی دی۔

آباد ؎ ہجر مین وصل کو ہم یاد کیا کرتے ہین شاد اپنا دلِ ناشاد کیا کرتے ہین

اصلاح ؎ ہجر مین وصل کو ہم یاد کیا کرتے ہین شاد یونہی دلِ ناشاد کیا کرتے ہین

دوسرے مصرع مین بجائے "اپنا" کے "یونہی" بنا کر مصرع کی معنویت مین اضافہ کر دیا۔ یونہی کے لفظ سے مطلع مین کیسی روانی پیدا ہو گئی۔ اب اِس مطلع کا بیساختہ پن عجیب کیفیت پیدا کر رہا ہے۔

آباد ؎ پانی ہو جائینگے دیکھین گے اگر قامت یار سرو دعوی نہ کرین باغ مین رعنائی کا

اصلاح ؎ قدِ دلجوے صنم کو جو چمن مین دیکھے سرو دعوی نہ کرے باغ مین رعنائی کا

ظاہر ہی کہ اصلاح سے شعر مین کس قدر صفائی اور بندش مین کتنی چُستی پیدا ہو گئی۔

آباد ؎ دوستو صحبتِ احباب غنیمت جانو سامنا کسکو نہین گور مین تنہائی کا

اصلاح ؎ دوستو صحبتِ احباب غنیمت سمجھو سامنا کسکو نہین گور مین تنہائی کا

پہلے مصرع مین بجائے "غنیمت جانو" کے "غنیمت سمجھو" بنایا جس سے شعر مین کسقدر تاثیر پیدا ہو گئی۔

آباد ؎ ایک دن دیکھا تھا تیرے عارضِ شفّاف کو آنکھ نرگس کی بنی ہی چشم حیران باغ مین

اصلاح ؎ ایک دن دیکھا تھا تیرے عارضِ شفّاف کو دیدۂ نرگس بنا ہی چشم حیران باغ مین

پہلے مصرع مین بجائے "تیرے" کے "اُسکے" زیادہ فصیح ہی دوسرے مصرع کی ترمیم سے شعر مین سلاست پیدا ہو گئی۔

آباد ؎ تیری دوری سے کسے وحشت نہین اے رشکِ گُل گُل نے ٹکڑے کر دیا اپنا گریبان باغ مین

اصلاح ؎ تیری دوری سے کسے وحشت نہین اے رشکِ گُل گُل نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا گریبان باغ مین

مصرع ثانی مین "اپنا" حشو تھا کیونکہ جب گُل کا ذکر آگیا تو "اپنا" کی کیا ضرورت تھی۔

اس اصلاح سے شعر مین روانی پیدا ہوگئی اور حشو کا نقص بھی رفع ہوگیا۔

آباد ؎ لکھنا ہی نور روئے صنم آفتاب کا تارِ شعاع مہر ہے رشتہ نقاب کا

اصلاح ؎ لکھنا ہی نور روئے صنم آفتاب کا خطِ شعاع مہر ہے رشتہ نقاب کا

"تار شعاع" سے "خطِ شعاع" نہایت پُرلطف ہی اِس نازک فرق کو اہل مذاق ہی خوب سمجھ سکتے ہین

آباد ؎ نہین پروانے جل جلکر ہوئے ہین ڈھیر تربت پر ہماری غم نے خاکستر کیا ہی شمع سوزان کو

اصلاح ؎ نہین جل جلکے پروانے ہوئے کچھ ڈھیر تربت پر ہماری غم نے خاکستر کیا ہی شمع سوزان کو

پہلے مصرع مین "کر" غیر فصیح تھا۔ اسلیئے تقدیم و تاخیر سے اِس عیب کو رفع کیا۔

آباد ؎ چشمِ اختر پر نظر کرتے ہین راتو نکو جو ہم یاد آجاتے ہین روزن یار کی دیوار کے

اصلاح ؎ دیدۂ انجم رُلاتے ہین تصور مین مجھے پھرتے ہین آنکھو نمین روزن یار کی دیوار کے

اِس اصلاح سے شعر مین کسقدر ترقی ہوگئی مضمون وہی ہی۔ مگر چند لفظونکی ترمیم سے مصرعو نمین کیسی بے تکلفی اور روانی پیدا ہوگئی اور پہلے مصرع مین جو بھونڈا پن تھا جاتا رہا۔ پھرتے ہین آنکھو نمین روزن "اِس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو۔

آباد ؎ بجلی ہمارے اِس دلِ بیتاب پر گری چمکے جو اُسکے دانت دُرِ آبدار سے

اصلاح ؎ بجلی سی گر پڑی دلِ پُر اضطراب پر چمکے جو اُسکے دانت دُرِ آبدار سے

آباد کا پہلا مصرع سُست اور معمولی تھا" اِس" کا لفظ بھی بلا ضرورت تھا۔ اصلاح سے شعر مین صفائی اور بندش مین چستی پیدا ہوگئی اور حشو کا نقص رفع ہوگیا بجلی سی گر پڑی اِس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو واقعی اُستادانہ اصلاح ہے

آباد ؎ جس جا وہ کنگھی کرنے لگے زلف کھول کر مہکا مکانِ خام وہ مشکِ تتار سے

اصلاح ؎ جس جا وہ کنگھی کرنے لگے زلف کھول کر مہکا مکان وہ نکہتِ مشکِ تتار سے

آباد کے مصرع ثانی مین "مکان خام" برائے بیت تھا اُستاد نے نکہت کا لفظ یہان ایسا بنایا جسکی ضرورت تھی

آباد ؎ آباد وصفِ گوہر دندان بہت لکھا یہ بحر بھر گئی ہے دُرِ آبدار سے

اصلاح ؎ آبادوصف گوہر دندان بہت لکھا		لبریز ہے یہ بحر در آبدار سے

ظاہر ہو کہ اصلاح سے شعر مین کسی قدر صفائی پیدا ہو گئی۔ "لبریز ہے" بہت فصیح ہے

آباد ؎ محبت مصحف عارض سے بڑھ جائے یہ خواہش ہے		بہت مین سورۂ اخلاص کو پڑھتا ہون قرآن مین

اصلاح ؎ محبت ہے جسے ہو مصحف جا لون کو کسی صورت		پڑھینگے سورۂ اخلاص کو ہم روز قرآن مین

آباد کا شعر بہت سست اور معمولی تھا گو مضمون پاکیزہ تھا مگر بندش دلپسند نہ تھی اب اصلاح سے اس شعر مین کتنا حسن پیدا ہو گیا۔ قرآن کی مناسبت سے صورت کا لفظ بھی قابل تحسین ہے۔ محبت ہے جسے ہو مصحف جا لون کو کسی صورت۔ اے سبحان اللہ کیا خوب بنایا۔

آباد ؎ رگ جان عاشقان خستہ دل کے ہوے گیسو مین		ذرا آہستہ شانہ کیجیے زلف پریشان مین

اصلاح ؎ رگ جان عاشقو نکے اے پریرو ہو گئے گیسو مین		ذرا آہستہ شانہ کیجیے زلف پریشان مین

پہلے مصرع کی بندش خراب تھی اصلاح سے کسی قدر صاف ہو گیا[1]

ایک دن شیخ ناسخ مرحوم کے سامنے کسی نے میر خلیق مرحوم کے مرثیہ کا یہ شعر پڑھا ؎

لیلاات پڑھا جبکہ اُسے دودھ پلایا		اصغر علی اللہ نگہبان تمھارا

آپ سُنکر مسکرائے فرمانے لگے کہ نہین میر صاحب نے ہرگز یہ نہ کہا ہوگا۔ صحیح لفظ لایلاف ہے اور پھر دوسرے مصرع مین "اصغر علی" کیسا؟ عرب مین ایسے نام نہین سننے مین آئے آپ بھول گئے ہون گے میر صاحب نے ایسے یون کہا ہوگا ؎

پڑھ پڑھ کے لایلاف اُسے دودھ پلایا		پیارے مرے اللہ نگہبان تمھارا

ناسخ مرحوم کی نازک دماغی مشہور تھی مگر یہ اُس زمانہ کی تہذیب تھی کہ اس غلطی کو میر صاحب سے منسوب کرنے کے بجائے شیخ صاحب نے یہ فقرہ فرمایا کہ آپ بھول گئے میر صاحب نے ایسا کبھی نہ کہا ہوگا[2]

[1] یہ اصلاحین حافظ محمد فاروق صاحب تر لکھنوی سے مولف کو ملین جو آپکے اسلاف کی ردی مین اُنکو دستیاب ہوئی تھین

[2] اس اصلاح کی نسبت مختلف روایتین مشہور رہین بعض حضرات کہتے ہین کہ سر مجلس ناسخ نے میر صاحب کو ٹوک کر یہ اصلاح دی تھی۔ واللہ عالم بالصواب۔

منشی مظفر علی اسیر

منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی تلمیذ حضرت اسیر مرحوم کا شعر یہ تھا ؎

غضب داغ تو نے دیئے اے فلک　　کلیجا گُلِ نیلوفر ہو گیا

اصلاح ؎ غضب چٹکیاں ہیں تجھی اے فلک　　کلیجا گُلِ نیلوفر ہو گیا

جناب امیر کے پہلے مصرع میں کلیجے کے گُل نیلوفر ہونے کا ظاہری ثبوت نہ تھا۔ چٹکیوں سے کلیجے کا گُل نیلوفر ہونا بالکل ثابت ہو گیا۔ اللہ اللہ کیا اُستادانہ اصلاح دی۔

اسیر ؎ کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں　　جو جل جاتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

اصلاح ؎ کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں　　جل اُٹھتا ہے جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

"جل اُٹھتا ہے" جو بہت خوب ہے۔ کیونکہ مصرع ثانی میں کئی جیم جمع ہو گئے تھے۔

جناب غضنفر حسین صاحب حکیم خلف اکبر حضرت اسیر مرحوم ؎

گلچیں سے دو قصور ہوئے ایک چھوڑ کے　　بلبل کا دل شکستہ کیا گُل کو توڑ کے

اب اصلاح ملاحظہ ہو۔ دوسرے مصرع کو یوں بنایا (بلبل کے بال باندھے رگِ گل کو توڑ کے) بلبل کے دو قصور جناب حکیم کے مصرع ثانی سے ثابت نہ تھے۔ کیونکہ پھول کے توڑنے ہی سے دل بلبل شکستہ ہو گیا، اسلیئے ایک ہی قصور گلچیں کا ثابت ہوتا ہے۔ اور اب اصلاح سے بلبل کے بال باندھے اور رگِ گُل کو توڑا دونوں قصوروں کی تشریح کر دی گئی۔

میر عابد حسین صاحب عابد سہسوانی ؎

شکوہ ہو شمع سے کیا محفل کی برہمی کا　　دل ہی جلا ہوا تھا وقتِ سحر ہمارا

اصلاح ؎ شکوہ ہو شمع سے کیا محفل کی برہمی کا　　دل ہی بجھا ہوا تھا وقتِ سحر ہمارا

اُستاد اسیر مرحوم نے دوسرے مصرع میں بجائے "جلا" کے "بجھا" بنا دیا وقتِ سحر دل کا بجھا ہونا بہت لطیف ہے اور شمع سے جو بجھ جانے کی شکایت تھی وہ واضح ہو گئی۔

عابد ؎ غصہ آیا تھا تم کو موسیٰ پر طور کو کیون جلا کے خاک کیا
اصلاح ؎ تم کو آیا جلال موسیٰ پر طور کو کیون جلا کے خاک کیا

چونکہ معشوق حقیقی سے خطاب ہو اسلیئے اُستاد کامل نے بجائے "غصہ" کے "جلال" کتنا پُر شوکت لفظ رکھ دیا اِس ایک لفظ سے شعر کس قدر بلند ہو گیا۔ جلال کا کام ہو جلا دینا اسلیئے اسکی اس موقع پر خاص ضرورت تھی۔ بلاغت کی یہ اعلیٰ مثال ہے۔

عابد ؎ تری راہ دیکھنے کا عجب اک مزا تھا ہم کو کہ کسی سے وعدہ ہوتا ہمین انتظار ہوتا
اصلاح ؎ تری راہ تکنے کا بھی عجب اک مرض تھا ہمکو کہ کسی سے وعدہ ہوتا ہمین انتظار ہوتا

پہلے مصرع مین بجائے "دیکھنے" کے "تکنے" نے کس قدر لطف دیا۔ راہ تکنا خاص محاورہ ہو۔ اور بجائے "مزا" کے "مرض" نے شعر مین کسقدر صحت پیدا کر دی۔

عابد ؎ جان حسینون پہ کیون نہ دون عابد کچھ فرشتہ نہین بشر ہون مین
اصلاح ؎ جان پریون پہ کیون نہ دون عابد کچھ فرشتہ نہین بشر ہون مین

پہلے مصرع مین بجائے "حسینون" کے پریون بنایا۔ جان مین اعلان نون فصحا ضروری سمجھتے ہین گو لفظ جان بغیر اعلان نون بھی فصیح ہو مگر غیر صحیح چونکہ مصرع ثانی مین فرشتہ اور بشر کا بھی ذکر ہو اِس مناسبت سے پریون کا لفظ بھی خوب بنایا گیا۔

عابد ؎ دامن مین گُل نہین ہین ظالم کسی شجر کے آنکھون سے گر رہے ہین ٹکڑے دل و جگر کے
اصلاح ؎ حوضون مین گُل نہین ہین ظالم کسی شجر کے آنکھون مین آ گئے ہین ٹکڑے دل و جگر کے

پہلے مصرع مین آنکھ کے لیئے حوضون کا استعارہ کس قدر لطیف ہو اور پھر دوسرے مصرع مین بجائے "آنکھون سے گر رہے ہین" کے "آنکھون مین آ گئے ہین" مطلع کو کسقدر دل آویز کر رہا ہو

عابد ؎ تم نہا کر جو چلے جاؤ تو فرطِ غم سے ہر حباب آبلۂ سینۂ دریا ہو جائے
اصلاح ؎ تم نہا کر جو چلے جاؤ تو سوزِ غم سے ہر حباب آبلۂ سینۂ دریا ہو جائے

فرطِ غم سے آبلہ نہین بنتا تھا۔ سوزِ غم سے آبلہ بن گیا۔ اصلاح اِسی کا نام ہے۔

عابد ہ لبِ خنجر پہ رواں ہیں یہ گلے بسمل کے — حوصلے تو نے نکلنے نہ دیئے قاتل کے

اصلاح ہ لبِ خنجر پہ نئے ہیں یہ گلے بسمل کے — حوصلے تو نے نکلنے نہ دیئے قاتل کے

اس "نئے" کے لفظ نے مطلع میں معنوی خوبیاں کسقدر پیدا کر دیں۔ یعنی بسمل کو خود آرزوئے قتل ہے ایسی حالت میں اگر بسمل کے یہ گلے ہوتے کہ حوصلے تو نے نکلنے نہ دیئے۔ قاتل کے تو مشربِ عاشقی کے خلاف تھے مگر نئے کے لفظ نے بلاغت زبان کا سکہ بٹھا دیا اور اب دوسرے مصرع کا مفہوم بھی پہلے مصرع سے ادا ہو گیا۔

عابد ہ ہوں وہ عاشق کہ مرے بعد مری تربت پر — آرزوئیں مری روتی ہیں گلے مل مل کے

اصلاح ہ ہوں وہ عاشق کہ مرے بعد مری تربت پر — حسرتیں رونینگی آپس میں گلے مل مل کے

مصرع ثانی میں بجائے "آرزوں" کے "حسرتیں" اور بجائے "مری روتی ہیں" کے "رونینگی آپسمیں" بنایا۔ اِس اصلاح سے اوّل تو شعر میں تاثیر پیدا ہو گئی۔ دوسرے یہ کہ مصرع اولیٰ کا یہ ٹکڑا کہ "میرے بعد مری تربت پر" زمانہ مستقبل کی خبر دیتا ہے۔ مگر مصرع ثانی میں "روتی ہیں" زمانہ حال دکھاتا ہے اب "رونینگی آپس میں" اِس ٹکڑے سے پہلے مصرع سے دوسرا مصرع کسقدر دست و گریباں ہو گیا اور پہلے مصرع میں جو کہا گیا تھا اُس دعوے کی تائید کس خوبی سے پیدا ہوئی۔ واقعی ایسی اصلاحیں دینا ایسے ہی باکمال اُستاد کا کام ہے۔

عابد ہ مرے ارمان یوں پورے کئے سوزِ محبت نے — جلا جب دل تو دل سے حسرتیں نکلیں دھواں بنکر

اصلاح ہ مرے ارمان یوں پورے کئے سوزِ محبت نے — پھنکا جب دل تو دل سے حسرتیں نکلیں دھواں بنکر

اُستاد نے مصرع ثانی میں بجائے "جلا" کے "پھنکا" بنایا۔ جلنے اور پھنکنے میں جو نازک فرق ہے اُسے کچھ اہل مذاق ہی سمجھ سکتے ہیں جلنے میں امکان تھا کہ کچھ باقی رہ جائے اور پھنکنے سے یہ ظاہر ہوا کہ دل بالکل جل گیا اب یہاں ایک نازک بات یہ پیدا ہو گئی کہ حسرتیں اُسوقت تک نہ نکلیں جب تک کہ دل بالکل نہ جل گیا۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

شاہ محمود احمد صاحب۔ شریفؔ ردولوی تلمیذ حضرت امیرؔ مرحوم کا یہ شعر تھا ؎

آئینہ پیش رو ہی تو شانہ ہی ہاتھ مین	آنکھون مین ہے حضور کے سُرمہ لگا ہوا

حضرتِ امیرؔ مرحوم یہ شعر سُن کر مُسکرائے اور فرمایا کہ یہ شعر تو اس شعر کا جواب ہے ؎

دندان تو جملہ در دہانند	چشمان تو زیر ابروانند

یہ کہکر پہلے مصرع کو یون درست کیا ؎

عشّاق پر گریگی ضرور آج برقِ طور	آنکھون مین ہو حضور کے سُرمہ لگا ہوا[1]

شریفؔ ؎ اُس سبزۂ خط نے میری لحد پر چڑھائی دوب	سنگِ مزار مین اثر کھر یا ہوا

اصلاح ؎ یہ جذبِ عشق سبزۂ خط تھا کہ بعد مرگ	سنگِ مزار مین اثر کھر یا ہوا

شریفؔ کا پہلا مصرع بہت سُست اور معمولی تھا صرف رعایت لفظی کی بھر مار تھی یعنی سبزۂ خط کے لیئے دوب لائے تھے اب اصلاح سے شعر اچھا خاصا ہو گیا۔

شریفؔ ؎ رویا جو مین فقیر کبھی اپنے حال پر	تختِ روان کی طرح مرا بوریا ہوا

اصلاح ؎ رویا جو مین فقیر کبھی اپنے حال پر	تختِ روان کی طرح روان بوریا ہوا

مصرع ثانی مین بجائے "مرا" کے "روان" بنایا صرف ایک لفظ کے بدل دینے سے شعر اُڑ چلا۔ چونکہ مصرع اولیٰ مین رونے کا ذکر ہو اسی رونے سے بوریا روان ہوا

شریفؔ ؎ عبث پھرا کیئے عشاق تیرے آوارہ	تری گلی مین جو آتے تو وہ بھی پھل جاتے

اصلاح ؎ عبث پھرا کیئے عشاق تیرے آوارہ	تری گلی مین جو آتے تو کچھ وہ پھل جاتے

شریفؔ کے مصرع ثانی مین "بھی" کا ثبوت نہ تھا "کچھ" کا لفظ بنا کر استاد نے شعر کو صحیح کر دیا۔

شریفؔ ؎ کہتا ہو عشق قبر مین مجکو اُتار کر	اُلفت کی راہ طے ہوئی منزل یہی تو ہو

[1] اس اصلاح سے اب یہ شعر کس قدر بلند ہو گیا۔

اصلاح ۔ کہتا ہے عشق قبر میں مجکو اُتار کر — اُلفت کی دیکھ اوّل منزل یہی تو ہے

دوسرے مصرع میں قبر کے لیئے "اوّل منزل" کا ٹکڑا ایسا اُستادانہ رکھدیا گیا ہے جس سے شعر میں ترقی پیدا ہوگئی "دیکھ" کا لفظ بھی اہل نظر کے دیکھنے کا ہے۔[1]

جناب حکیم عابد علی صاحب کوثر خیرآبادی تلمیذ حضرت اسیر و جناب امیر مینائی لکھنوی

کوثر ۔ آج پہلو میں جو وہ غیرت خورشید نہیں — عشرۂ ماہ محرّم ہے مجھے عید نہیں

اصلاح ۔ آج پہلو میں جو وہ غیرت خورشید نہیں — روز عاشور محرّم ہے مجھے عید نہیں

دوسرے مصرع میں بجائے "عشرہ ماہ محرّم" کے "روز عاشور محرّم" بنایا اول تو یہ کہ عشرہ بفتحتین ہے دوسرے عشرہ ماہ محرّم ظاہر ہے کہ محرّم کے دس دن میں سے ہر دن کو کہہ سکتے ہیں مگر "روز عاشور محرّم" سے خاص دسویں محرّم کی تخصیص کی گئی ہے جس سے شعر میں کسقدر ترقی پیدا ہوگئی۔

مومن خانصاحب مومن

مومن خان صاحب مومن دہلوی کے ایک شاگرد جنکا نام صاحب آب حیات کو بھی نہ معلوم ہوسکا یہ مطلع لکھا ۔

ہجر میں کیونکر پھرے دن ہر سو نہ گھبرایا ہوا — وصل کی شب کا سماں آنکھوں میں ہے چھایا ہوا

اصلاح ۔ اس طرف کو دیکھتا بھی ہو تو شرمایا ہوا — وصل کی شب کا سماں آنکھوں میں ہے چھایا ہوا

اہل مذاق جانتے ہیں کہ اس اصلاح سے زمین شعر کا پایہ آسمان سے مل گیا اور خصوصاً واقعیت کے اظہار نے اثر پیدا کردیا۔

انھیں کے ایک اور شاگرد نے الٰہی بخش کا سجع یہ لکھا تھا (ع) مجھ گنہگار کو الٰہی بخش۔ خانصاحب مرحوم نے یوں بنایا (ع) میں گنہگار ہوں الٰہی بخش۔

[1] یہ اصلاحیں جناب مرزا احمد حسین صاحب محبت لکھنوی نے لکھکر مولف کو دی ہیں

اس اصلاح سے اس مصرع مین علاوہ فصاحت کے ایک عجیب معنوی اضافہ ہوگیا۔ یعنی خود الٰہی بخش کا یہ کہنا کہ مین گنہگار ہون کس قدر معنی خیز اصلاح ہے۔
(آب حیات)

مرزا اصغر علیخان نسیم دہلوی ؎

اتنا ہوا ہے غم مجھے ردِّ سوال کا ۔۔۔ دریا بہا دیا عرقِ انفعال کا

اصلاح ؎ اسدرجہ ہی قلق ہے مجھے ردِّ سوال کا ۔۔۔ دریا بہا گیا عرقِ انفعال کا

پہلے مصرع مین بجائے "اتنا ہوا ہی غم" "اسدرجہ ہی قلق" مین کیسی سلاست ہی اور دوسرے مصرع مین بجائے "بہا دیا" کے "بہا گیا" بنایا۔ زمانہ کی قید کے لحاظ سے اب دونون مصرعون مین کسقدر ربط پیدا ہوگیا۔

نسیم ؎ اللہ رے تردّدِ خاطر شبِ فراق ۔۔۔ تودہ بنا ہوا ہون مین گردِ ملال کا

اصلاح ؎ اللہ رے تردّدِ خاطر شبِ فراق ۔۔۔ تودہ بنا دیا مجھے گردِ ملال کا

"تردّدِ خاطر کی کثرتین" اس ٹکڑے نے تودہ بنا دیا۔ اس اصلاح سے اب شعر مین ترقی اور روانی دونون پیدا ہوگئین۔ سبحان اللہ کیا اُستادانہ اصلاح ہے۔

نسیم ؎ زمین پر لوٹتے پائین نہ آنسو دیکھنا اے دل ۔۔۔ یہ نورِ دیدہ ہین آنکھ کے پردے مین پالے ہین

اصلاح ؎ زمین پر لوٹتے پائین نہ آنسو اے دلِ ناداں ۔۔۔ یہ نورِ دیدہ ہین آنکھ کے پردے مین پالے ہین

زمین پر لوٹنے کیلئے دلِ ناداں کی تخصیص قابل داد ہی ایک لفظ ناداں کا ہی جس سے شعر مین ترقی پیدا ہوگئی۔[1]

---

[1] یہ اصلاحین منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی سے سُن کر خواجہ عشرت لکھنوی نے نوٹ کر لی تھین اُن سے مولف کو دستیاب ہوئین۔

شیخ ابراہیم ذوق

ذوق مرحوم نے ایک مشاعرے مین چال کے نکال کے طرح مین غزل پڑھی اُن کے اُستاد شاہ نصیر مرحوم بھی موجود تھے مطلع تھا ؎

نرگس کے پھول بھیجے ہین بٹوے مین ڈال کے — ایما یہ ہے کہ بھیجدے آنکھین نکال کے

شاہ صاحب نے فرمایا میان ابراہیم پھول بٹوے مین نہین ہوتے یون کہو (ع) نرگس کے پھول بھیجے ہین دونے مین ڈال کے + ذوق نے کہا حضرت گستاخی معاف دونے مین رکھنا ہوتا ہی ڈالنا نہین ہوتا زیادہ مناسب یون ہوگا ؎

بادام دو جو بھیجے ہین بٹوے مین ڈال کے — ایما یہ ہے کہ بھیجدے آنکھین نکال کے

جناب ذوق مرحوم کو ایک دن بیٹھے بیٹھے نہ جانے کیا خیال آیا۔ حافظ ویران بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ لوجی ۳۲ برس کی مشق کے بعد آج اصلاح دینی آئی ہی حافظ صاحب نے کہا وہ کیونکر؟ کہنے لگے کہ ایک دن شاہ نصیر مرحوم کسی شاگرد کو اصلاح دے رہے تھے اُس غزل کا ایک مصرع یہ تھا (ع) کھاتی کمر ہے تین بل اک گدگدی کے ساتھ؛ ابتدائے مشق تھی اتنا خیال مین آیا کہ یہان کچھ اور رہونا چاہیئے۔ آج وہ عقدہ حل ہوا حافظ ویران نے پوچھا کہ حضرت پھر کیا؟ فرمایا کمر کو اوپر ڈال دو۔ عرض کی کہ پھر کیونکر کہا یہ مصرع لگا دو ؎

بل ہے کمر کہ زلف مسلسل کے پیچ مین — کھاتی ہو تین تین بل اک گدگدی کے ساتھ

جناب ذوق مرحوم ایک دن دیوان خاص مین کھڑے ہوئے تھے۔ نواب حامد علیخان بہادر نے جو دہلی کے عمائدین مین سے تھے خواجہ وزیر مرحوم کا یہ مطلع سنایا ؎

جانور جو تری صدقے مین رہا ہوتا ہی — اے شہ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہی

ذوق مرحوم نے سُن کر فرمایا کہ صدقے مین اکثر کوا چھوڑاتے ہین اس لیئے

اس اصلاح سے اس مصرع مین علاوہ فصاحت کے ایک عجیب معنوی اضافہ ہوگیا۔ یعنی خود الٰہی بخش کا یہ کہنا کہ مین گنہگار ہون کس قدر معنی خیز اصلاح ہے۔
(آب حیات)

مرزا اصغر علیخان نسیم دہلوی ؎

اتنا ہوا ہے غم مجھے ردِّ سوال کا　　دریا بہا دیا عرقِ انفعال کا

اصلاح ؎ اسدرجہ ہو قلق ہے مجھے ردِّ سوال کا　　دریا بہا گیا عرقِ انفعال کا

پہلے مصرع مین بجائے "اتنا ہوا ہو غم" "اسدرجہ ہو قلق" مین کیسی سلاست ہو اور دوسرے مصرع مین بجائے "بہا دیا گئے" "بہا گیا" بنا یا زمانہ کی قید کے لحاظ سے آب دونون مصرعون مین کسقدر ربط پیدا ہو گیا۔

نسیم ؎ اللہ رے ترددِ خاطر شبِ فراق　　تودہ بنا ہوا ہون مین گردِ ملال کا

اصلاح ؎ اللہ رے ترددِ خاطر شبِ فراق　　تودہ بنا دیا ہے مجھے گردِ ملال کا

"ترددِ خاطر کی کثرتین" اس ٹکرٹے نے تودہ بنا دیا۔ اس اصلاح سے آب شعر مین ترقی اور روانی دونون پیدا ہو گئین سبحان اللہ کیا اُستادانہ اصلاح ہے۔

نسیم ؎ زمین پر لوٹتے پائین نہ آنسو دیکھنا اے دل　　یہ نورِ دیدہ ہمنے آنکھ کے پردے مین پالے ہین

اصلاح ؎ زمین پر لوٹتے پائین نہ آنسو اے دلِ نادان　　یہ نورِ دیدہ ہمنے آنکھ کے پردے مین پالے ہین

زمین پر لوٹتے کیلئے دلِ نادان کی تخصیص قابل داد ہو ایک لفظ نادان کا ہی جس سے شعر مین ترقی پیدا ہو گئی [۱]

---

[۱] یہ اصلاحین منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی سے سُن کر خواجہ عشرت لکھنوی نے نوٹ کر لی تھین اُن سے مولف کو دستیاب ہوئین۔

شیخ ابراہیم ذوق

ذوق مرحوم نے ایک مشاعرے مین چال کے نکال کے اسطرح مین غزل پڑھی اُن کے اُستاد شاہ نصیر مرحوم بھی موجود تھے مطلع تھا ؎

نرگس کے پھول بھیجے ہین بٹوے مین ڈال کے ۔ ایما یہ ہے کہ بھیجدے آنکھین نکال کے

شاہ صاحب نے فرمایا میان ابراہیم پھول بٹوے مین نہین ہوتے یون کہو (ع) نرگس کے پھول بھیجے ہین دونے مین ڈال کے + ذوق نے کہا حضرت گستاخی معاف دونے مین رکھنا ہوتا ہے ڈالنا نہین ہوتا زیادہ مناسب یون ہوگا ؎

بادام دو جو بھیجے ہین بٹوے مین ڈال کے ۔ ایما یہ ہے کہ بھیجدے آنکھین نکال کے

جناب ذوق مرحوم کو ایک دن بیٹھے بیٹھے نہ جانے کیا خیال آیا۔ حافظ ویران بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ لوجی ۳۲ برس کی مشق کے بعد آج اصلاح دینی آئی ہے حافظ صاحب نے کہا وہ کیونکر؟ کہنے لگے کہ ایک دن شاہ نصیر مرحوم کسی شاگرد کو اصلاح دے رہے تھے اُس غزل کا ایک مصرع یہ تھا (ع) کھاتی کمر ہے تین بل اک گدگدی کے ساتھ + ابتدائے مشق تھی اتنا خیال مین آیا کہ یہان کچھ اور ہونا چاہیئے۔ آج وہ عقدہ حل ہوا حافظ ویران نے پوچھا کہ حضرت پھر کیا؟ فرمایا کمر کو اوپر ڈال دو عرض کی کہ پھر کیونکر؟ کہا یہ مصرع لگا دو ؎

بل ہے کمر کہ زلف مسلسل کے پیچ مین ۔ کھاتی ہے تین بل اک گدگدی کے ساتھ

جناب ذوق مرحوم ایک دن دیوان خاص مین کھڑے ہوئے تھے۔ نواب حامد علیخان بہادر نے جو دہلی کے عمائدین مین سے تھے خواجہ وزیر مرحوم کا یہ مطلع سنایا ؎

جانور جو ترے صدقے مین رہا ہوتا ہے ۔ اے شہ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہے

ذوق مرحوم نے سُن کر فرمایا کہ صدقے مین اکثر کوا چھوڑا جاتا ہے اس لیے

زیادہ تر مناسب یون ہے ؎

زاغ بھی گر ترے صدقے مین کہا ہوتا ہو — اے شہِ حُسن وہ چُھٹتے ہی ہُما ہوتا ہو[1]

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

ہز ہائنس نواب یوسف علی خان بہادر ناظمؔ والئ رامپور خلد آشیان کا شعر تھا۔

ناظمؔ ؎ آج وہ لے گیا دل چھین کے میرا مجھ سے — جسکو مٹّی کے کھلونے پہ مچلتے دیکھا

اصلاح ؎ دل کے لینے مین یہ قُدرت اُسے اللہ نے دی — جسکو مٹّی کے کھلونے پہ مچلتے دیکھا

"یہ قدرت اُسے اللہ نے دی" اِس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو سکتی ہے۔ اس اصلاح سے شعر مین معنوی خوبیان کس قدر ترقی کر گئین ایک ایک لفظ گویا جواہر کا ٹکڑا ہے۔ اللہ اللہ اصلاح پر بھی یہ قدرت۔

ناظمؔ ؎ گر نہین تیری کرامت تو یہ کیا ہے ساقی — ہمنے ساغر کو تری بزم مین چلتے دیکھا

اصلاح ؎ ہے یہ ساقی کی کرامت کہ نہین جام کے پاؤن — اور پھر سب نے اُسے بزم مین چلتے دیکھا

اے سبحان اللہ کیا اصلاح دی ساقی کی کرامت کا کیسا بدیہی ثبوت ہے مطلب یہ کہ جام کے پاؤن نہین اور پھر سب نے اُسے بزم مین چلتے دیکھا بغیر پاؤن کے چلنا ناممکن تھا مگر یہ ساقی کی کرامت ہے کہ بزم مین جام بے پاؤن کے چل رہا ہے۔ یہ اصلاح نہین اسے اعجاز کہتے ہین[2]۔

---

[1] اس مطلع کے متعلق مختلف روایتین مشہور ہین بعض حضرات فرماتے ہین کہ اسیرؔ ناسخؔ مرحوم کی اصلاح تھی جسے ہمنے پہلے صفحہ مین لکھدیا منشی امجد علی صاحب شوقؔ قدوائی تلمیذ حضرت اسیرؔ مرحوم فرماتے ہین کہ یہ مطلع اسیرؔ مرحوم کے سامنے پڑھا گیا اور میری زبان سے بجائے "جانور" کے "پرندے" کا لفظ نکل گیا۔ واللہ اعلم بالصواب"

[2] یہ اصلاحین مولوی محمد انعام اللہ خان صاحب عارفؔ منصرم کمشنری لکھنؤ سے موصول ہوئین وہ بیان فرماتے تھے کہ مولوی عبدالرحیم صاحب رامپوری سے یہ اصلاحین مین نے سُنی تھین۔

مولوی عبد الرزّاق صاحب شاکر ؎

مُردمِ چشم سیہ جب نظر آتا ہو ترا　　بیٹھ جاتا ہو مرے دل میں سویدا ہو کر

اصلاح ؎ نظر آتی ہے جہاں مردمکِ چشمِ سیاہ　　بیٹھ جاتی ہو مرے دل میں سویدا ہو کر

مُردم یعنی آنکھ کی پتلی مونث ہو شاکر مذکر لکھ گئے دوسرے معشوق کی قید اس موقع پر زیادہ ضروری نہ تھی لفظ "جہاں" سے قید معشوق جاتی رہی اور عمومیت پیدا ہو گئی یہ اپنا اپنا مذاق ہے۔

مردان علی خان رعنا ؎

گزرا ہی مرا نالہ درِ چرخِ کہُن سے　　تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

اصلاح ؎ گزرا ہی مرا نالۂ دل چرخِ کہُن سے　　تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

رعنا کے مصرع اولی میں "در" زائد تھا اسلیے بجائے اسکے مرزا صاحب نے "دل" بنا کر مطلع کو درست کیا۔　　(عود ہندی)

شمس العلما مولانا الطاف حسین حالی ؎

عمر شاید نہ کرے آج وفا　　سامنا ہے شبِ تنہائی کا

فخر المتاخرین حضرتِ غالب نے یوں بنایا ؎

عمر شاید نہ کرے آج وفا　　کاٹنا ہے شبِ تنہائی کا

اُستاد نے دوسرے مصرع میں بجائے "سامنا" کے "کاٹنا" بنا کر شعر کو بلند تر کر دیا۔ اِس موقع پر کاٹنا ہی زیادہ پُر لطف و معنی خیز ہو کیونکہ یہ لفظ عمر اور شب دونوں میں مشترک ہے ایک لفظ کے بدل جانے سے کسقدر خوبی بڑھ گئی۔

---

[1] یہ اصلاح مولانا نجیب اللہ صاحب فرنگی محلی لکھنوی سے سُنی تھی جنھوں نے خود مولانا حالی کی زبان سے سُنا تھا۔

مفتی میر عباس[1]

جناب مفتی میر محمد عباس اعلی اللہ مقامہ لکھنؤ کے مشہور ادیب و مجتہد تھے ایک دن انکی خدمت مین ذوالفقار الدولہ مصاحب سلطان عالم واجد علی شاہ اختر اردو کا ایک نوحہ لیکر آئے اور کہا حضور اس پر اصلاح دیدین مفتی صاحب نے فرمایا کہ بھئی مین اردو کیا جانون جب انھون نے بیحد اصرار کیا تو کہا اچھا پڑھیئے ذوالفقار الدولہ نے جب یہ شعر پڑھا ؎

شاہ جب مرنے چلے رن مین تو زینب نے کہا اک لحد پہلو مین ہو بھائی بہن کیواسطے

فرمایا کہ پہلا مصرع یون بدل "وقت رخصت شاہ سے زینب نہ اتنا کہہ سکین" وقت رخصت کو کس قدر تنگ ثابت کر دیا کہ جناب زینب اپنے حسرتِ دل کا اظہار بھی نہ کرنے پائین پہلی صورت مین آرزو کے ظاہر ہونے سے شعر زیادہ درد انگیز نہ تھا۔ اسکے علاوہ شعر کی شرعی پہلو سے بھی حفاظت کی[2]

میر انیس مرحوم مفتی صاحب کو ایک مرتبہ اپنا ایک نو تصنیف مرثیہ سنا رہے تھے جب یہ مصرع پڑھا "جب حملہ ور امام کریم النفس ہوئے" مفتی صاحب نے تامل فرمایا اور میر صاحب سے کہا کہ بجائے اس مصرع کے یون لکھ دیجئے تو خوب ہو مصرع

جب حملہ ور امام مسیحا النفس ہوئے

میر انیس کے مصرع مین جو نقص تھا اسکو کس حسن سے رفع کر دیا۔

(حیاتِ دبیر)

---

[1] مفتی صاحب مرحوم کی سوانحعمری حضرت عزیز لکھنوی لکھ رہے ہین جسمین سے یہ اصلاح نقل کی گئی مولف نے اس کتاب کو جستہ جستہ کہین کہین سے سنا ہے۔ تیار ہونے پر یہ کتاب بے مثل ہو گئی۔

میر ببر علی انیس

میر نواب مونس مرحوم نے ایک مرثیہ جس کا مطلع یہ تھا "پھُولا شفق سے چرخ پہ جب لالہ زار صبح" بڑی محنت اور کاوش سے چھ مہینے میں کہا اور میر انیس مرحوم کو یہ کہکر سُنایا کہ اِس مرثیۓ میں اگر ایک اصلاح بھی آپ دیدیں تو مین مرثیہ دیدون۔ آپ نے فرمایا کہ مین مرثیہ لے لون گا اُنھون نے کہا جی ہان اس شرط کے بعد کہا اچھا پڑھیۓ۔ مونس نے پڑھنا شروع کیا جب صبح کی سبزی کا موقع آیا تو مونس نے یہ بند پڑھا ؎

وہ پھُولنا شفق کا وہ مینائے لاجوردمخمل سی وہ گیاہ وہ گُل سبز سُرخ زرد
رکھتی تھی دیکھکر قدم اپنا ہوائے سرد یہ خوف تھا کہ دامنِ گُل پر پڑے نہ گرد

میر انیس مرحوم نے کہا ٹھہر جائیۓ۔ یہ چُپ ہو گئے۔ پھر سوال کیا کہ ان چارون مصرعون مین اگر کہین کوئی سقم ہو تو تین گھنٹے کا وقت دیا جاتا ہی اسے خود درست کر لیجیۓ مونس نے ہر چند بہت غور کیا اور تین گھنٹے کامل اسی کو سوچا کیۓ مگر انھین کوئی غلطی محسوس نہ ہوئی مجبور ہو کر کہا کہ میری نظر مین چارون مصرع صحیح ہین کوئی نقص نہین معلوم ہوتا تب آپنے فرمایا کہ تیسرے مصرع مین آپ کہ گئے ہین کہ رکھتی تھی دیکھکر قدم اپنا ہوائے سرد۔ ہوا کے آنکھین نہین ہوتین پھر وہ کیا دیکھکر قدم رکھ سکتی ہی اِس مصرع کو یون بنا دو "رکھتی تھی پھُونک کر قدم اپنا ہوائے سرد" مونس نے سر جھکا کر عرض کی کہ واقعی جائے اُستاد خالی است۔ لے سبحان اللہ کیا اصلاح دی پھُونک کر قدم رکھنا کتنا پیارا محاورہ ہی اور پھر ہوا کے لیۓ کیسا برمحل ہی۔ میر مونس کو مرثیہ دینا پڑا اور اب یہ مرثیہ میر انیس مرحوم کے مرثیون مین شامل ہے۔

لہ اس اصلاح کا ذکر مین صاحب برادر کوچک مولوی سید سبط حسین مجتہد لکھنؤ سے مولف نے سُنا۔ وہ بیان فرماتے تھے کہ مین نے اپنے بزرگون سے سُنا ہی یہ روایت بہت صحیح ہی۔

مونس سے عرقِ گل اُسے دیتا تھا مناسب صیاد　چیختے چیختے بلبل کی زبان سوکھ گئی

اصلاح سے رُخِ گل دھو کے پلاتا تھا تجھے اے صیاد　چیختے چیختے بلبل کی زبان سوکھ گئی

اللہ اللہ کیا اصلاح دی "رُخِ گل دھو کے پلاتا تھا" اِس ٹکڑے کی تعریف مین زبان اور قلم دونون قاصر ہین کیونکہ عرقِ گل اُسوقت تک بُلبل کو ملنا ناممکن ہی جب تک گل کا عرق نہ کشید ہو اور کوئی عاشق چاہے وہ مر ہی کیون نہ جائے اپنے معشوق پر یہ ستم روا نہ رکھے گا۔ مونس کے مصرع مین جو نقص تھا اُسکو کس حُسن سے رفع کیا۔

میر خورشید علی نفیس مرحوم خلف میر انیس مرحوم کے مرثیہ مین جسکا مطلع یہ تھا۔ "دشتِ غربت مین وطن سے شہ دین جاتے ہین" اسی بند کا آخر مصرع یہ تھا۔ (مصرع) "قطبِ دین نیّرِ افلاک برین جاتے ہین" اِس مصرع کو میر انیس مرحوم نے یون بنایا۔ (ع) "خاک ہونے کے لیئے عرش نشین جاتے ہین" گو نفیس مرحوم کا مصرع بھی نفیس تھا مگر اِس اصلاح سے یہ بند زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔ مناسبت الفاظ کے علاوہ معنوی خوبیان بھی ملاحظہ ہون جسکی داد سوائے دل کے زبان نہین دے سکتی۔ اللہ اللہ (ع) "خاک ہونے کے لیئے عرش نشین جاتے ہین"

میر نفیس مرحوم نے مدینے سے رخصت ہوتے وقت حضرت علی اکبر کو مخاطب کرتے ہوئے جناب صغرا کی زبان سے یہ مصرع فرمایا تھا (ع) "سہرا باندھے ہوئے تم قبر پہ آنا بھائی" اِس مصرع کو جناب انیس مرحوم نے یون بنایا (ع) "سہرا لٹکائے ہوئے قبر پہ آنا بھائی"

سہرا باندھے ہوئے قبر پہ آنا گویا خوشی کی دلیل تھی "سہرا لٹکائے" مین ایک غم کی صورت پیدا ہو گئی۔ نفیس مرحوم کے مصرع مین "تم" کا لفظ بھی بلا ضرورت تھا اِس اصلاح سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا۔[1]

---

[1] یہ اصلاحین جناب مصحف حسین صاحب تعلقدار نواب گنج بارہ بنکی سے معلوم کر کے درج کی گئین۔

انیس مرحوم کے ایک مرثیہ کا مصرع یہ تھا (ع) "جوڑا کمان میں ابن مظاہر نے اپنا تیر"
اس مصرع کو نظر ثانی کے وقت خود ہی یوں بنایا (ع) "جوڑا کمان میں ابن مظاہر نے جھک کے تیر"
پہلے مرحوم کے مصرع میں اوّل تو اپنا کا الف دبتا تھا اور یہ کسی قدر ناگوار تھا۔ دوسرا نقص یہ تھا کہ اپنے کمان میں دوسرے کا تیر تو جوڑتے نہیں تیسرے "اپنا" حشو تھا۔ چوتھی تیر اندازی کی ادا بھی اس مصرع میں نہیں تھی۔ جناب انیس نے ایک لفظ "جھک کے" سے یہ چاروں خوبیاں اس مصرع میں پیدا کر دیں۔[لہ]

مرزا سلامت علی دبیر

منشی محمد اسمٰعیل منیر شکوہ آبادی کا مطلع یہ تھا ؎

موئے خط عارضِ تاباں پہ ہیں آتے جاتے   حبشی ملک سلیماں میں دبے جاتے ہیں

اصلاح ؎ موئے خط عارضِ تاباں پہ ہیں آتے جاتے   مورچے ملک سلیماں میں دبے جاتے ہیں

دبیر مرحوم نے دوسرے مصرع میں بجائے "حبشی" کے "مورچے" کا لفظ بنا کر مطلع کو بلند سے بلند تر کر دیا۔ مناسبت الفاظ کے علاوہ حسن بیان کتنا پیارا اور خوش اسلوب ہو گیا۔ اس مورچے کا لفظ استاد کامل نے ایسا رکھ دیا کہ جسکی داد دینے سے زبان و قلم دونوں قاصر ہیں ایسی ہی ترقیاں یہ بتاتی ہیں کہ اصلاح کس قدر ضروری چیز ہے۔ اس ایک لفظ کے بدل دینے سے مطلع میں جو حسن پیدا ہو گیا وہ مذاق سلیم پر مخفی نہیں۔ فی الحقیقت ایسی اصلاحیں "مشاطۂ سخن" کی جان ہیں۔[لہ]

لہ اس اصلاح کو جناب جاوید لکھنوی سے مولف نے سنا جناب جاوید نے میر نفیس مرحوم سے سنا تھا

لہ اس اصلاح کو مولف نے جناب ذاکر نبیرہ مرزا اوج خلف دبیر مرحوم سے سنا وہ بیان فرماتے تھے کہ میں نے مولوی عبد القوی صاحب بنارسی جو ایک معمر اور قابل بزرگ ہیں اُن سے سنا۔

مرزا اصغر علی خان نسیم دہلوی

مرزا مچھو بیگ عاشق لکھنوی سے

اُٹھ جائیگا وہ غیرتِ گل جبکہ چمن سے
مُرجھائے ہوئے پھول گلستان مین رہین گے

اصلاح سے جائیگی بہار آپ کے ہمراہ چمن سے
مُرجھائے ہوئے پھول گلستان مین رہین گے

عاشق کے مصرع مین پھولون کے مُرجھانے کا کابل ثبوت نہ تھا اصلاح سے صرف پہلے مصرع مین روانی اور ترقی ہی نہین پیدا ہوئی بلکہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ معشوق کے ہمراہ چمن سے بہار جائیگی اور جب چمن سے بہار رخصت ہوئی تو مُرجھائے ہوئے پھول یقینی گلستان مین رہین گے۔

جناب شیفتہ لکھنوی سے[1]

گستاخ ہوئے ہاتھ جنون جوش پر آیا
پابوسی وحشی کو گریبان اُتر آیا

اصلاح سے گستاخ ہوئے ہاتھ جنون جوش پر آیا
پابوسی دامن کو گریبان اُتر آیا

اُستاد نسیم مرحوم نے دوسرے مصرع مین بجائے "وحشی" کے "دامن" بناکر مطلع کو کتنا بلند کر دیا۔ صرف ایک لفظ کی ترمیم سے مطلع مین کیسا حُسن پیدا کر دیا پابوسی دامن کو گریبان کا اُترنا کتنی پُرلطف بات ہے۔

جناب عبداللہ خان مہر لکھنوی ابتدا مین میر ناصر علی صاحب سفیر شاگرد ناسخ مرحوم کے شاگرد تھے مگر بعد کو مرزا اصغر علی خان نسیم دہلوی کے سامنے زانوے ادب تہ کیا۔ تھوڑے ہی دنون کی مشق مین مہر ایسا چمکے کہ اپنے پچھلے اُستاد کے اُستاد شیخ ناسخ پر بھی آوازے کسنے لگے اور علانیہ کہنے لگے کہ

قدر دانِ فکرِ عالی سے یہ پوچھو مہر تم
کون کہتا ہے کہ ناسخ ہمسے بہتر ہو گیا

---

[1] یہ اصلاحین منشی محمد اصغر صاحب اصغر لکھنوی سے مولف کو ملین۔

جب یہ غزل مرزا صاحب کے سامنے پیش ہوئی آپ مقطع کو دیکھکر مسکرائے پھر کچھ دیر غور کرنیکے بعد اسکو بالکل کاٹ کر مندرجہ ذیل مقطع درج کردیا ؎

جان دون اس شکر تاثیر محبت مین مہر ۔۔۔ میری ہچکی سے وہ بیدرد مضطر ہو گیا

یہ بھی ایک اخلاقی اصلاح تھی اسلیئے اُردوئے معلّیٰ ماہ ستمبر ۱۹۱۰ء سے انتخاب کی گئی۔ مہر ؎

خط آیا آمدِ خطِ رخسار یار کا ۔۔۔ لکھا مٹائیے ورق انتشار کا

اصلاح ؎ خط آئے آمدِ خطِ رخسار یار کا ۔۔۔ لکھا کہین مٹے ورقِ انتشار کا

مہر کے پہلے مصرع مین "آیا" کا الف دبکر نکلتا ہی اور دوسرے مصرع کا اسلوب بیان اچھا نہین ہے۔ اِن دونون کمزوریوان کو اُستاد نے کس حسن سے رفع کیا۔ بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ سلاست الفاظ و نفاست بیان کے متعلق کوئی نکتہ ایسا نہین ہی جسکو مرزا صاحب نے بصورت اصلاح شاگرد کو نہ بتایا ہو۔

مہر ؎ اسد رجہ ہی ہر مرغ چمن خوف مین صیاد ۔۔۔ ہر موجِ رگِ گُل پہ ہی زنجیر کا دھوکا

اصلاح ؎ اسدرجہ ہین سب مرغ چمن خوف مین صیاد ۔۔۔ ہر موجِ رگِ گُل پہ ہی زنجیر کا دھوکا

مہر کے پہلے مصرع مین "ہے" اور "ہی" کا تلفظ ایک ساتھ ثقیل ہی۔ نیز "ہر" دونون مصرعون مین اچھا نہین معلوم ہوتا ثقیل تلفظ سے مرزائے مرحوم کو سخت نفرت تھی جہان کہین اسکا شائبہ بھی پاتے فوراً درست ۔ مثلاً۔

مہر ؎ مُسکرانے کا مرے زخم کے ایما یہ ہے ۔۔۔ ایسا نازک تھا تو کیون قتل کو جلاد آیا

اصلاح ؎ مُسکرانے کا مرے زخم کے ایما یہ ہے ۔۔۔ اس نزاکت پہ عبث قتل کو جلاد آیا

دوسرے مصرع مین "ایسا نازک تھا تو کیون" کے بجائے "اس نزاکت پہ عبث" بنایا۔ مہر کے دوسرے مصرع مین ثقالت تھی جسے اس اصلاح سے رفع کیا۔ اسے سبحان اللہ۔ مہر ؎

گرم مضمون سُنکے میرے ٹھیرینگے کیا سرد طبع — پھر جب نکلا کہان پھر ماہ کامل کا پتا

اصلاح — گرم مضمون سُنکے مرے کیا ٹھرتے سرد طبع — پھر جب نکلا کہان پھر ماہ کامل کا پتا

"ٹھیرینگے کیا" مین ثقل تھا بجائے اُسکے "کیا ٹھرتے" کس قدر فصیح ہے۔

پھر — گر زلف کی لہر آئے نہانے مین تجھے شوخ — ہر موجہ دریا پہ ہو زنجیر کا دھوکا

اصلاح — زلفونکی تری لہر نہانے مین گر آئے — ہر موجہ دریا پہ ہو زنجیر کا دھوکا

پہلا مصرع جو بدلا گیا اُسکی خاص وجہ یہ ہے کہ معشوق کے لیئے شوخ کا لفظ بغیر اُس یا وہ کے لکھنا ناجائز ہے۔

پھر — باغ مین غنچہ دہن آیا ہے — پھولی پھرتی ہے صبا کیا باعث

اصلاح — باغ مین ہوگا وہی غنچہ دہن — پھولی پھرتی ہے صبا کیا باعث

اِس شعر کی اصلاح سے بھی یہی ثابت ہے کہ غنچہ دہن کا لفظ بغیر وہ یا اُس کے پہلے مصرع مین پھرنے کہا ہے حضرت نسیم کے نزدیک معشوق کے لیئے بغیر وہ یا اُس کے نظم کرنا ایک قلم غیر فصیح کیا ناجائز ہے۔ اور ہے بھی واقعی۔

پھر — ہنسینگے پھوٹ کر سب آبلے دکلے آب ساقی — شراب سُرخ ہوگی خوشۂ بے تاک سے پیدا

اصلاح — ہنسینگے پھوٹ کر سب آبلے دکلے آب ساقی — شراب سُرخ ہوگی خوشۂ بے تاک سے پیدا

اُستاد نے پہلے مصرع مین بجائے "پھوٹ سکے" "پھوٹ کر" بنا یا پھوٹ کے کہنا غلط نہین بلکہ عام طور سے پھوٹ کر سے زیادہ فصیح سمجھا جاتا ہے مگر اِس خاص موقع پر ر کا سکون یاے مجہول کی ناتمامی آواز کے مقابلے مین کہین زیادہ خوشگوار ہے۔ اہل نظر اِس اصلاح کو دیکھین اور نسیم کے کمال سخن اور سلامتی مذاق کی داد دین مگر جب اِس شعر پر زیادہ غور کیا جائے تو ایک ذرا سا نقص اصلاح کے بعد بھی نظر آتا ہے وہ یہ کہ پہلے مصرع مین بجائے "آب لے" کے اگر "ارے" ہوتا تو اور بھی اِس شعر کی لطافت بڑھ جاتی۔ آب اِس شعر کو "ارے" کے ساتھ یون پڑھیئے —

ہنسیں گے پھوٹ کر سب آبلے دل کے ارے ساقی ... شراب سرخ ہو گی خوشۂ بے تاک سے پیدا

صرف نکات اصلاح دکھانا مقصود ہین نکتہ چینی منظور نہین۔ (اُردوئے معلّی)

نواب عاشور علیخان عاشور لکھنوی

محمد نعیم خان صاحب نعیم لکھنوی ؎

عجب انداز کی بُو یار کے کپڑون سے آتی ہے ... بنا زِ بزم عروسی جھوپڑا اُس گل کے گاذر کا

اصلاح ؎ عجب انداز کی بو ملگجے کپڑون سے آتی ہے ... بنا بزم عروسی جھوپڑا اُس گل کے گاذر کا

جناب نعیم نے مضمون بلاشبہ اچھوتا لکھا تھا مگر دوسرے مصرع مین اُس گل کے الفاظ موجود تھے تو یار کا لفظ حشو ہوا اس حشو کو جناب عاشور نے کس حسن سے دور کیا "ملگجے کپڑے" ہی اس شعر کی جان سمجھیے اللہ اللہ ملگجے کپڑون کی بو سے اُس گل کے گاذر (دھوبی) کا جھوپڑا بزم عروسی بن گیا بالکل نیا اور اچھوتا خیال ہے۔ مولف کی نظر سے اس مضمون کا کوئی شعر اب تک نہین گزرا۔ (از خواجہ عشرت لکھنوی)

آغا حجو ہندی

جناب جاوید لکھنوی بیان فرماتے ہین کہ ایکدن مین اور نواب مہدی حسین صاحب باہر مرحوم اور نواب منے صاحب شہید آغا حجو صاحب ہندی کی خدمت مین حاضر ہوئے پہلے مین نے اپنی غزل سُنائی کسی شعر پر اصلاح کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ اور نہ کہین غزل بھر مین کوئی لفظ بنایا گیا۔ میرے بعد جناب شہید نے یہ مطلع پڑھا ؎

قیس بیچارہ تو مدفن مین اکیلا ہوگا ... قبر پر حضرت لیلیٰ کے بھی میلا ہوگا

آپ سُنکر مسکرائے اور فرمایا کہ "کیا حضرت لیلیٰ کیا آپکی دادی تھین" اس فقرہ کا کہنا تھا کہ سب کو بے اختیار ہنسی آگئی مگر پاس ادب سے کُھل کر نہ ہنس سکے بیچارے شہید تو

سناٹے مین آگئے۔ کہا کہ پھر کیا ہونا چاہیئے۔ آپ نے کہا بھئی دوسرے مصرع کو یون بنا دو
قبر لیلیٰ پہ بھی اک دھوم کا میلا ہوگا"

سید بندہ کاظم جاوید لکھنوی سے

محتسب تحت نہ کر اس سے نہین کچھ حاصل　　　　رنگ نیرنگ مین عالم کے ہے شامل میرا

اصلاح سے مجھکو پروا نہین کچھ آئے خزان جائے بہار　　　　رنگ نیرنگ مین عالم کے ہے شامل میرا

اس اصلاح سے شعر مین کسقدر ترقی پیدا ہو گئی۔ ایسا بیمثل مصرع لگایا کہ اس سے بہتر
اب اس مصرع پر مصرع نا ممکن ہی مصرع کہنا تو آسان ہی مگر مصرع پر مصرع لگانا سخت مشکل ہی۔
ہائے یہی نہین آتا۔

جاوید (مصرع) عقب شاہ صفین تھین یہی کہتی تھی نظر۔
اصلاح (مصرع) عقب شاہ صفین تھین صفت سلک گہر۔
سلک گہر استاد نے یہ ٹکڑا جواہر کا رکھدیا صفونکے لیے سلک گہر موتیونکی لڑی ہی۔ اے
سبحان اللہ سے

قدردان گوہر سخن کے ریاض　　　　منہ مرا موتیون سے بھرتے ہین

(از جاوید لکھنوی)

میر بادشاہ علی بقا خلف صبا لکھنوی

محمد جعفر خانصاحب شیدا لکھنوی سے

دیکھ لین گے وہ کسطرح سر بزم مجھے　　　　انکی آنکھونمین جو تل بھر بھی مروت ہوگی

اصلاح سے دیکھ لین گے وہ کنکھیون ہی سے محفل مین مجھے　　　　انکی آنکھونمین جو تل بھر بھی مروت ہوگی

کنکھیونسے دیکھنا ایک خاص اصلاح ہی جو اہل عاشق مین تیر بنکر کھٹک جاتی ہی یہ محفل تھی اور یہ خوف تھا
کہ معشوق اپنے عاشق کو دیکھے تو ایسا نہ ہو اہل محفل کی نگاہین پڑین جس سے سر محفل ایک قسم
کی رسوائی ہو اسلیئے یہان کنکھیون ہی سے دیکھنا ایک خاص لطف دیتا ہے" (از اصغر لکھنوی)

منشی امیر احمد امیر مینائی رح

جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر حضرتِ جلیل جانشین امیر مینائی رح

زگمت یہ رُخ کی اور یہ عالم نقاب کا　　دامن میں کوئی پھول لیے ہو گلاب کا

اصلاح ؎ رنگت یہ رُخ کی اور یہ عالم نقاب کا　　دامن میں تم تو پھول لئے ہو گلاب کا

بادی النظر میں کوئی اصلاح کی جگہ اصل مطلع میں نہ تھی مگر دوسرے مصرع میں جو ترمیم کی گئی، اُس سے ایک پیارا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ گیا "دامن میں تم تو" ارے تو یہ الفاظ ہیں یا کلیجے کے ٹکڑے واقعی ایسی اصلاحیں دینا اُستاد عدیم النظیر حضرت امیر مینائی ہی کا حصہ ہے

لسان الملک حضرتِ ریاض ؎

نسیم آئی ہے شمع مزارگل کرنے　　وہ اُسکے آنیسے پہلے ہی بجھ گئی ہوگی

اصلاح ؎ نسیم اب آئی ہے شمع مزارگل کرنے　　وہ اُسکے آنیسے پہلے ہی بجھ گئی ہوگی

صرف ایک لفظ "اب" کے اضافہ نے اس شعر کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا سبحان اللہ

ریاض ؎ ہنگام نزع گریہ یہاں بیکسی کا تھا　　آپ ہی بتائیں کون یہ موقع ہنسی کا تھا

اصلاح ؎ ہنگام نزع گریہ یہاں بیکسی کا تھا　　تم ہنس پڑے یہ کون سا موقع ہنسی کا تھا

دوسرے مصرع میں "تم ہنس پڑے" یہ ایک ٹکڑا جو اسکا رکھ دیا جو کہ محاورے میں ڈوبا ہوا ہے۔ ریاض کے مصرع میں ہنسنے کا کافی ثبوت نہ تھا اس سے ہنسنے کا ثبوت شعر میں پیدا ہوگیا۔ اصلاح کیا دی موتی پرو دئیے۔ اُستادی اسی کا نام ہے کہ ایک ٹکڑے کے بدل دینے سے شعر کس قدر بلند ہوگیا۔

ریاض ؎ زرا رد کو تمنا کو تم اپنی　　یہ میرے جان کے پیچھے پڑی ہے

اصلاح ؎ تمنا کو تم اپنی منع کردو　　یہ میرے جان کے پیچھے پڑی ہے

حضرت ریاض کے مصرع میں ایک خفیف سا پہلو خلاف مذاق پیدا ہوتا تھا

یعنی یہ کہ تمنا سے پرہیز کرنے کا شائبہ تھا اصلاح سے یہ نقص رفع ہو گیا اور اب یہ مفہوم پیدا ہوا کہ جان جو کہ خاص تمھاری امانت ہے اُسکی گاہک تمنا نہ ہو۔ اِس اصلاح سے شعر مین جو ادبی خوبیان پیدا ہو گئین وہ بیان مین نہین آسکتین۔

ریاض ؎ لے اُڑے گیسو پریشانی مری آئینے لے بیٹھے حیرانی مری

اصلاح ؎ لے اُڑے گیسو پریشانی مری آئینے سے لے بھاگے حیرانی مری

دوسرے مصرع مین بجائے "لے بیٹھے" کے "لے بھاگے" بنا یا "لے بیٹھے" مین ایک ذم کا پہلو تھا اِس اصلاح سے یہ نقص رفع ہو گیا اور پہلے مصرع مین "لے اُڑے" تھا اسلئے "لے بھاگے" اُس کے مقابل مین خوب ہے۔

جناب مضطر خیر آبادی ؎

داغ ہین سیکڑون نہان دلمین طرفہ پھولا ہے گلستان دلمین

اصلاح ؎ سیکڑون داغ ہین نہان دلمین طرفہ پھولا ہے گلستان دلمین

الفاظ وہی ہین مگر لفظون کے اُلٹ پھیر نے مطلع مین کیسی روانی اور حسن پیدا کر دیا اِدھر تو تعقید دفع ہوئی اُدھر کم مشقی کے عیب کا پردہ رہ گیا۔

شاہزادہ مرزا ولی الدین فدا خلف صاحب عالم شاہزادہ مرزا رحیم الدین حیا دہلوی

؎ بتو پچھتاؤ گے ویران کر کے خانۂ دلکو یہ وہ کعبہ نہین جو گر کے ہو تعمیر کے قابل

اصلاح ؎ بتو پچھتاؤ گے ڈھا کر ہمارے کعبۂ دلکو یہ وہ کعبہ نہین جو گر کے ہو تعمیر کے قابل

فدا کے شعر مین ویران کرنیسے دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا کیونکہ پہلے مصرع مین "ویران کر کے" ہے اور دوسرے مصرع مین کہا جاتا ہے کہ "یہ وہ کعبہ نہین جو گر کے ہو تعمیر کے قابل" ویرانی کے ساتھ انہدام لازم نہین اور اسکی ضرورت تھی تعمیر کے قابل وہی عمارت ہوتی ہے جو ڈھا دی جاتی ہے اب اِس مصرع سے "بتو پچھتاؤ گے ڈھا کر ہمارے کعبۂ دل کو"

دوسرے مصرع کے مفہوم کا ثبوت ہو گیا۔

ہم اپنے مخدوم محترم دوست جناب سیّد زاہد حسین صاحب زاہدؔ رئیس سہارنپور کا کس زبان سے شکریہ ادا کرین کہ موصوف نے ہماری ناچیز استدعا پر خاص توجہ فرما کر اپنے کلام بلاغت نظام پر حضرت امیر مینائی رح کی وہ اصلاحین روانہ فرمائین جن پر حضرت اقدس کے قلم کے لکھے ہوئے نوٹ ہین جو مشاطۂ سخن کے لیے ایک خوش نما زیور اور سخن سنجون کے لیئے ایک دلچسپ منظر ہین۔

زاہد ــ یارب بتانِ ہند جو سجدہ جھکتے ہین　　اِنکے مگر بنائے ہین دل سل تراش کے

اصلاح ــ ایسے جو سنگدل ہین الٰہی بتانِ ہند　　اُنکے مگر بنائے ہین دل سل تراش کے

بیان مین ذرا روانی آگئی اور سنگ دل سے مضمون مصرع ثانی کا ثبوت قوی ہو گیا

امیر فقیر ۔ سنہ ۱۸۹۶ء

زاہد ــ اسطرح محفل مین کیون آئے کہ رسوائی ہوئی　　بال بکھرے مسّی چھوٹی آنکھ شرمائی ہوئی

اصلاح ــ کیون بھری محفل مین یون آئے کہ رسوائی ہوئی　　بال بکھرے ۔ الخ

سلاست بیان کے غرض سے بدلا گیا اور کوئی سقم نہین تھا۔

زاہد ــ اُف وہ جوبن ابھرا ابھرا چال اٹھلائی ہوئی　　اُبلی پڑتی ہے جوانی جوش پر آئی ہوئی

اصلاح ــ اُف غضب جوبن یہ اُبھرا چال اٹھلائی ہوئی　　اُبلی پڑتی ہے ۔ الخ

سلاست بیان کے غرض سے بدلا گیا اور کوئی سقم نہین تھا۔ طرح دامن گلچین سنہ ۱۸۹۶ء

زاہد ــ گل مین جو تمسا ناز نہین ہے نہین سہی　　اچھا بگڑتے کیون ہو تمھین ناز نہین سہی

اصلاح ــ نازک جو تمسے پھول نہین ہین نہین سہی　　اچھا بگڑتے ۔ الخ

گل کی صفت نازک چاہیئے اور تمسا ناز نہین کی جگہ تمھارا سا ناز نہین چاہیئے۔

زاہد ــ تم کہتے ہو کہ زاہدونکا کام کیا یہان　　یون ہو تو ہم بھی نہ ہون زاہد نہین سہی

اصلاح ــ تم کہتے ہو کہ کام یہان زاہدونکا کیا　　یون ہے ۔ الخ۔

زاہدون کا نون دبتا تھا اسلیئے بدلا گیا۔ امیر فقیر۔ اپریل ۱۸۸۶ء

زاہد ۔ دم بوسہ ہوئی خواہش یہانتک کہ ہمنے لب تو لب چوسی زبان تک
اصلاح ۔ دم بوسہ بڑھی خواہش یہانتک کہ ہمنے لب ۔ الخ

مضمون مابعد کی ترقی بڑھی سے خوب ظاہر ہوتی ہے۔

زاہد ۔ نہ بڑھ لے آہ جاکر لامکان تک خدا سے ڈر یہیں آ اب آگے کہانتک
اصلاح ۔ ٹھہر لے آہ جاکر لامکان تک خدا سے ۔ الخ

ٹھہر مین زیادہ سلاست ہے (طرح پیام یار) امیر فقیر اکتوبر ۱۸۸۸ء

اسی زمین مین ایک مطلع ہمین لسان الملک حضرت ریاض کا یاد آ گیا جو آسمان تک پہنچ گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

بڑھی اس دل کی بیتابی کہان تک ہمین ہم ہین زمین سے آسمان تک

زاہد ۔ جب پوچھا دھیان کیا بالکل مرا جاتا رہا بولے جھنجھلا کر کہ ہان جاتا رہا جاتا رہا
اصلاح ۔ جب کہا کیا دھیان بالکل ہی مرا جاتا رہا بولے ۔ الخ

روانی کے لیے بدل دیا ہے۔

زاہد ۔ آہ ہمسے دوستون نے دشمنی کی اسقدر دشمنون کی دشمنی کا سب گلہ جاتا رہا
اصلاح ۔ دوستون نے دوست بنکر دشمنی کی اسقدر دشمنون کی ۔ الخ

بیان مین سلاست اور بندش مین ذرا چستی آگئی اور الفاظ کا تناسب بھی ٹھیک ہو گیا۔ (طرح پیام یار) فروری ۱۸۸۸ء

زاہد ۔ تقاضا ہے کہ اک دل اور دو اور اسپہ طرہ کہین سے لا کے دو چوری کرو چاہو کہین ڈھونڈھو
اصلاح ۔ تقاضا ہے کہ اک دل اور دو ہم لیکے چھوڑینگے کہین سے ۔ الخ

(اسپہ طرہ) کا مقام نہین ہے دوسرے مصرع مین اسی (اک دل اور دو) کا تکملہ ہو اسپر جدا گانہ مضمون سے ترقی نہین ہو مصرعۂ اولی کی ترمیم سے معشوقانہ ضد اور

مچلنے کا اظہار ہو گیا۔

زاہد — گیا جو وقت آج سمجھو گیا پھر کر نہیں آتا ۔۔۔ نپاؤ گے نپاؤ گے کہیں دیکھو کہیں ڈھونڈھو

اصلاح — گیا جو وقت وہ پھر کر نہیں آتا نہیں آتا ۔۔۔ نپاؤ گے نپاؤ گے الخ

مصرعۂ ثانی میں جو (نپاؤ گے) کی تکرار مفید تاکید ہے اُسکے مقابل مصرعۂ اولی میں (نہیں آتا) کی تکرار زیادہ مناسب و موزون ہے۔ امیر فقیر ۱۲- نومبر ۱۸۹۸ع

زاہد — صدقے اس لطف کے کیا لطف ہے یارب تیرا ۔۔۔ اپنے ہر بندے کو دو وقت برابر دینا

اصلاح — صدقے اس دین کے کیا دین ہے یارب تیری ۔۔۔ اپنے ہر بندے کو الخ

چونکہ دوسرے مصرع میں برابر دینے کا بیان ہے اسلیئے پہلے مصرع میں بھی دین کی تعریف زبان و تناسب الفاظ کے لحاظ سے مستحسن و مطبوع ہے۔ امیر فقیر - اپریل ۱۸۹۰ع

زاہد — یہ ضعف ہے کہ پاؤں مرا اب تو راہ میں ۔۔۔ اُٹھتا ہے ہاتھ رکھکے سر دوش نقش پا

اصلاح — یہ ضعف ہے کہ پاؤں مرا اب قدم قدم ۔۔۔ اُٹھتا ہے - الخ

تناسب الفاظ کے علاوہ قدم قدم دوسرے کے دوش پر ہاتھ رکھکر اُٹھنا غایت ضعف کو ظاہر کرتا ہے۔

زاہد — رونی گر کے پڑونکو پہنچتی ہے اُنکے گھر ۔۔۔ ہے میرے آبلوں کا لہو نوش نقش پا

نوش کا قافیہ خوب کہا ہے ماشاء اللہ اور مصرع بھی خوب لگایا سبحان اللہ۔ خور د و نوش زیادہ مستعمل ہے۔ فقط نوش اس محل پر زبان نہیں اور کوئی عیب بھی نہیں مضمون بہت اچھا ہے اور معنًا درست ہے لہٰذا رہنے دیجیے۔[1]

زاہد — زاہد نے نقش پائے صنم کو مٹا دیا ۔۔۔ کچھ ایسے ہوش اُڑے نہ رہا ہوش نقش پا

اصلاح — زاہد نے نقش پائے صنم کو مٹا دیا ۔۔۔ کچھ شوق سجدہ میں نہ رہا ہوش نقش پا

---

[1] چونکہ منشی صاحب قبلہ کو زبان میں تامل ہے اس لئے جو صاحب احتیاط زیادہ کریں انکو اسکی تقلید لازمی نہیں (مؤلف)

نقش پائے صنم کے مٹانے کی علت پوشیدہ تھی شوق سجدہ نے ظاہر کردیا اور التزام نقش پا اور پرستش بیخودی شوق بھی ثابت ہوگئی۔ امیر فقیر ۲۶ فروری سنہ ۱۸۹۱ء

زاہد سہ بدن میں آگ بھڑک جائے جس سے وہ شے لا　　دو آتشہ کوئی کھنچوا کے ساقیا مے لا

اصلاح سہ بدن میں - الخ　　دو آتشہ کوئی سرجوش ساقیا مے لا

ترکیب ذرا اور تیز ہوگئی۔ امیر فقیر - ۲۶ - جولائی سنہ ۱۸۹۱ء

زاہد سہ ہاتھ تک اُسکے جو پہنچ ساغر جام شراب　　کیوں نہ اُس ہاتھ سے ہو پھر ہوس جام شراب

اصلاح سہ ہاتھ تک　الخ　　کیوں نہ میخواروں کو ہو پھر ہوس جام شراب

دوسرے مصرع میں (ہاتھ سے) کی جگہ (میخواروں کو) بنا دیا ہے کیونکہ لطف اسی قدر موزونی میں ہے کہ جب جام شراب کو یہ فخر حاصل ہو کہ اُسکے ہاتھ تک پہنچا ہے تو ایسے جام شراب کی ہوس میخواروں کو کیوں نہو اور جب (اُس ہاتھ) کہیئے گا تو جام شراب کے اُس ہاتھ تک پہنچنے کا کیا فائدہ رہیگا۔

زاہد سہ قافلے ہوش کے رخصت ہوئے میخواروں سے　　شب جو میخانے میں کھڑکا جرس جام شراب

اصلاح سہ قافلے ہوش کے　الخ　　کھٹکے میخانے میں شور جرس جام شراب

جرس کا کھڑکنا فصحا نہیں کہتے اسلیئے بدلا گیا۔ امیر فقیر - ۲۰ - جنوری سنہ ۱۸۹۲ء

زاہد سہ ساقیا لاکھ پلا جام پس جام شراب　　نہ مٹے گی نہ مٹے گی ہوس جام شراب

اصلاح سہ ساقیا لاکھ　الخ　　نہ مٹی ہے نہ مٹے گی ہوس جام شراب

(نہ مٹے گی نہ مٹے گی) سے محض زمانہ آئندہ پایا جاتا تھا اب گزشتہ و حال و آئندہ سب زمانے آگئے۔

زاہد سہ چاٹتا رہتا ہے پیالے ہی کو میخانے میں　　بن گیا شیخ تو بالکل مگس جام شراب

اصلاح سہ کیا بری چاٹ ہے چاٹے ہی چلا جاتا ہے　　بن گیا شیخ تو　الخ

مصرعۂ اول میں پیالے کی چنداں ضرورت نہ تھی معہذا بندش بھی زیادہ چست ہوگئی

امیر فقیر - ۱۲ - فروری سنہ ۱۸۹۳ء

زاہد ۔ شہرت سے نزاکت کے یہ دھوکا ہو انھین بھی   جھک جھک کے وہ خود اپنی کمر دیکھ رہے ہین

صلاح ۔ شہرت سے نزاکت کے یہ دھڑکا ہو انھین بھی   جھک جھک کے ۔ الخ۔

اس محل پر دھوکے سے دھڑکا زیادہ موزون ہے۔ (طرح پیام یار) امیر فقیر ۱۲۔ فروری ۱۸۹۳ء

زاہد ۔ کم نہین درد مے صاف سے ساقی ہرگز   شیشۂ قلب پہ زنگ ہوس جام شراب

صلاح ۔ دُردِ مے عالم مستی مین نظر آتی ہے   شیشۂ قلب پہ گرد ہوس جام شراب

مے صاف مین دُرد کہان۔ اور زنگ کو آئینے سے علاقہ ہے نہ شیشے سے۔

زاہد ۔ مست و مدہوش سے امید ہدایت ہے عبث   رہنما کب ہے صدائے جرس جام شراب

صلاح ۔ کیا خرابات نشینوں سے ہدایت کی امید   رہنما کب ہے الخ

جام تو دوسرونکو مست کرنیوالا ہے خود مست و مدہوش نہین۔ امیر فقیر ۲۵ اگست ۱۸۹۳ء

زاہد ۔ وفور سوزش دل سے بدن مین آگ لگی   یہ آگ گھر کی ہے پھیلی وطن مین آگ لگی

صلاح ۔ بڑھی جو قلب کی سوزش بدن مین آگ لگی   یہ آگ گھر کی الخ

روانی ترکیب کی وجہ سے بدلا گیا مع ہذا سوزش قلب کا بڑھنا آگ پھیلنے کے لیے زیادہ موزون ہے۔   امیر فقیر ۲۲۔ جون ۱۸۹۴ء

زاہد ۔ عرق جبین بت شعلہ تاب یون ہے   عیان ہو آگ مین جیسے طلائے خام کی بوند

صلاح ۔ عرق جبین الخ   بھڑکتی آگ مین جیسے طلائے خام کی بوند

عیان ہونے سے بھڑکتی آگ مین زیادہ گرمی و زور ہے۔

زاہد ۔ ہوا ہو سرد تجھے تو دل شراب چلے   پڑے اگر کوئی ابر سیاہ فام کی بوند

مینہ کی بوند پانی کی بوند درست مگر ابر کی بوند مستعمل نہین۔ امیر فقیر ۳ ستمبر ۱۸۹۴ء

تحریر مابعد: ابر کی بوند بے شک شعرا نے اور شاہ نصیر اور داغ نے کہا ہے۔ اس سے یہ غلط نہین کہا جا سکتا لیکن اپنی اپنی پسند ہے زبانون پر مستعمل نہونے سے میری طبیعت اسکو پسند نہین کرتی اور اگر آپ اپنے کلام مین لکھنا چاہتے ہین تو چندان مضائقہ بھی نہین۔

زاہد ۔ جگر کو گرمیٔ بنتِ عنب نے پھونک دیا حلال کر دیگی زاہد کو یہ حرام کی بوند
اصلاح ۔ جگر کو گرمی الخ حلال کر گئی زاہد کو یہ حرام کی بوند

کر دے گی۔ کی بجائے اول کا گرنا ناپسند کر کے اسکی جگہ (کر گئی) بنا نا ٹھیک ہے

امیر فقیر ۱۹ ستمبر ۱۸۹۵ء

زاہد ۔ پٹک پٹک کے نہ سر عندلیب مرجائے صبا قفس میں نہ پیغام بہمن دے لا
اصلاح ۔ پٹک پٹک کے الخ صبا چمن میں نہ پیغام بہمن دے لا

بہمن دیے خزان کے دیتے ہیں شعر کے معنی اس صورت میں بھی درست ہو سکتے ہیں۔ مگر ہمارے بہار اگر ہوتے تو وہ بلبل کی بیتابی کے واسطے زیادہ مناسب ہوتے جیسا کہ شعرا کہا کرتے ہیں آپ بجائے قفس کے چمن کر دیا گیا ہو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ بلبل جو چمن میں مصروفِ عیش بہار ہو اسکو آکر پیام خزان نہ سنا مبادا سر پٹک پٹک کر مرجائے۔ امیر فقیر ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء

زاہد ۔ سنگِ درِ حرم پہ اُسے جا کے کیا رکھین جو سر کہ کھا چکا ہو ترے سنگِ در کی چوٹ
اصلاح ۔ سنگِ درِ حرم پہ اُسے کیا جھکائیے جو سر کہ ۔ الخ

(رکھین) مین آپ بخفیف کاف کو فصحا خلاف فصاحت جانتے ہین۔

زاہد ۔ خالق جو عمر دے تو قوی بھی عطا کرے بلعیم کیطرح سہے نہ کرے دوش و سر کی چوٹ

تمھارے اس شعر کے معنی مین نہین سمجھا کہ بلعیم کیطرح دوش و سر کی چوٹ کیا چیز ہے یہ مضمون غالبًا کسی قصّہ سے متعلق ہوگا جو مجھے معلوم نہین۔ امیر فقیر ۴ مارچ ۱۸۹۶ء

تحریر مابعد۔ بلعیم باعور کا حال جو تم نے لکھا ہو کہ بنی اسرائیل کا ایک بڑا عالم و عابد تھا جو بڑھاپے اور کثرتِ زہد و عبادت سے ایسا نحیف و ضعیف ہو گیا تھا کہ تلامذہ اُسکو پوٹلی مین باندھ کر دوش و سر پہ لیے پھرا کرتے تھے انشا نے بھی اپنے مقطع مین کہا ہے۔
انشا ۔ حاسد تو ہے کیا چیز کرے قصد جو انشا تو توڑ دے جھٹ بلعیم باعور کی گردن

مین نے دیکھا آپ وہ شعر بے تکلف رکھنے کے قابل ہے۔ امیر فقیر ۱۹ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء

زاہد ہ وہ جو رنگ رنگ کے قصر تھے وہ تماشا تھین جو عجیب تھین | وہان صرف اب ہین کھنڈر پڑے نہ وہ نقش ہے نہ نگار ہے

صلاح ہ وہ جو رنگ رنگ کے الخ | کھنڈر اب وہان نظر آتے ہین نہ وہ نقش ہے نہ نگار ہے

الفاظ ہندیہ مین سے آخر کا حرف گرتا ہے بیچ کا حرف نہین گرتا فلہذا وہان کی تصحیح کر دی گئی۔

زاہد ہ تری بات ثابت ہو وفا کوئی کیا یقین کیجیے بھلا | کبھی اس سے وعدہ وعید ہین کبھی اس سے قول و قرار ہے

قرار بمعنی اقرار عربی و فارسی مین تو نہین ملتا البتہ بغیر واو عطف قول قرار کو جس طرح آپ نے اردو کر لیا ہے اسکا مضائقہ نہین۔

زاہد ہ جنھین شوق تام و نشان تھا ابھی فکر تھی یہی ہان تھا ۔ انھین یون فلک نے مٹا دیا نہ نشان ہے نہ مزار ہے

صلاح ہ جنھین شوق تھا کہ نشان رہے کوئی یادگار مکان رہے ۔ انھین یون الخ

اضافت کی حالت مین اعلان نون جائز نہین۔ امیر فقیر ۱۴ جولائی سنہ ۱۸۹۷ء

زاہد ہ ارم ہو حرم ہو دیا دیر ہو | ہمین صرف ذوق نظر چاہیے

صلاح ہ ارم ہو حرم ہو کہ بتخانہ ہو | ہمین صرف الخ

"دیا" اب بالکل متروک ہے اس جگہ صرف "یا" بولتے ہین یا کاف سے کام لیجیے جو "یا" کے معنی مین آتا ہے۔

زاہد ہ حقیقت ہی ہے فی الحقیقت مجاز | نگاہ حقیقت نگر چاہیے۔ مگر دیدۂ حق نگر چاہیے

یہ دونون مصرعے اچھے ہین مگر تناسب الفاظ کے لحاظ سے مصرعۂ اوّل اوّل ہے

امیر فقیر ۱۴ جولائی سنہ ۱۸۹۷ء

زاہد ہ حیران ہون اللہ عجب ذات ہے تیری | پوشیدہ نگاہون سے بھی اور نور نظر بھی

صلاح ہ حیران ہون الخ | پوشیدہ نگاہون سے بھی اور پیش نظر بھی

نگاہون سے پوشیدہ کے مقابل پیش نظر چاہیے نور نظر ہونے سے سامنے ہونا نہ پایا گیا۔

زاہد ۔ شب ہو چکی پیری کی نمایاں ہے سحر بھی — اُٹھو کہیں نہ آہ کہ ہے درپیش سفر بھی

اصلاح ۔ شب ہو چکی ۔ الخ — بیدار ہو زاہد کہ ہے درپیش سفر بھی

بیدار ہو کہنا زیادہ مناسب مقام ہے اور اُٹھو کے ساتھ کہیں کچھ بے ضرورت بھی تھا۔

زاہد ۔ تھا کون جو سُنکر مری مرنے کو نہ رو دیا — ہاں ایک وہ کافر کہ ہوئی آنکھ نہ تر بھی

اصلاح تھا کون الخ — ہاں ایک وہ کٹّر کہ ہوئی آنکھ نہ تر بھی

بیدردی اور سنگدلی کٹّر کہنے سے زیادہ واضح ہو گئی معہٰذا آنکھ کی بھی صفت ہے۔

زاہد ۔ گو خوش ہوں یہ سُنکر کہ ہے تم سے بھی محبت — نشتر سے سوا کر گئی ہے کام "مگر" بھی

اصلاح ۔ گو خوش ہوں یہ سُنکر تمہیں ہے مجھ سے بھی اُلفت — نشتر سے ۔ الخ

بندش ذرا صاف ہو گئی اسلیئے بدل دیا ورنہ اور کوئی عیب نہ تھا۔ شعر ہذا کی ردیف نے کیا لطف دیا ہے ۔ بارک اللہ۔

زاہد ۔ وہ کہہ کے "مگر" چُپ ہم اقرار ہوئے ہیں — کچھ کم نہیں انکار سے اُنکی یہ "مگر" بھی

اصلاح ۔ وہ چُپ ہم اقرار "مگر" کہہ کے ہوئے ہیں — کچھ کم نہیں ۔ الخ

قافیئے نے کیا لطف دیا ہے ۔ سبحان اللہ۔

زاہد ۔ مرغانِ گلستاں پہ بلا کچھ تو ہے آئی — سُونا ہے چمن پھرتے ہیں اُڑتے ہوئے پر بھی

اصلاح ۔ مرغانِ گلستاں پہ بلا آئی ہے کچھ تو — سُونا ہے چمن ۔ الخ

تقدیم و تاخیر سے ترکیب ذرا صاف ہو گئی۔

زاہد ۔ دھڑکا شب تار ایک لحد کا ہی نہیں ہے — سُنتے ہیں کہ اس شب کی قیامت ہے سحر بھی

اصلاح ۔ دھڑکا شب تار ایک لحد ہی کا نہیں ہے — سُنتے ہیں ۔ الخ

(ہی) کلمۂ انحصار لحد کے بعد چاہیئے ۔ سبحان اللہ کیا شعر ہوا ہے ۔ امیر فقیر ۳۰ ۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۷ء

زاہد ۔ یوں عیاں تر دامنی سے پاکدامنی ہوئی — مے بھی پی تو جامہ احرام میں چھانی ہوئی

اصلاح — یون ہم تردامنی سے پاکدامنی ہوئی   مے کبھی پی تو جامۂ احرام مین چھپائی ہوئی

تردامنی و پاکدامنی کا اکٹھا ہونا عیان ہے جسمین زیادہ لطافت ہے۔

زاہد — ہے اگر غیرت نہ آئیگی حیا پھر وصل مین   رات اسنے خواہ نخواہ [?] ٹھانی کی وہ ٹھانی ہوئی

اصلاح — باحیا ہے تو نہ آئیگی حیا پھر وصل مین   رات اس۔ الخ

ترکیب زرا صاف ہوگئی اور لفظی تناسب بھی ہوگیا۔

زاہد — دبگئی چوٹی جو کروٹ مین تو یون چلا کر کہا   کیون مرے پیچھے پڑی ہو کیون تم لپٹی [?] ہو

اصلاح — دبگئی چوٹی جو کروٹ مین تو جھنجھلا کر کہا   کیون مرے الخ

جھنجھلا کر زیادہ مناسب و صاف ہے۔ امیر فقیر ۲۲ جولائی ۱۸۹۸ء (طرح دانت پینا گئین)

زاہد — خم مے رکھدیا لا کر اگر مانگی پیالی ہے   خدا رکھے مرے ساقی کو کیا ہی ظرف عالی ہے

اصلاح — خم مے رکھدیا ہے لاکے جب مانگی پیالی ہے   خدا رکھے۔ الخ

دونون جگہ فعل بھی یکسان ہوگیا اور ترکیب بھی صاف ہوگی۔

زاہد — چڑھاتی جاتی تھی خم کے خم کبھی اور اب یہ حالت ہے   دوا کیطرح پی جاتی فقط آدھی پیالی ہے

اصلاح — چڑھاتے جاتے تھے۔ الخ   دوا کیطرح پی جاتی کوئی آدھی پیالی ہے

فقط سے کوئی زیادہ اچھا ہے کیونکہ فقط سے تعین مقدار ثابت ہوتا ہے اور کوئی سے تقریباً۔

امیر فقیر ۱۲ مارچ ۱۸۹۹ء (طرح دامن گئین)

زاہد — کیا وصف ہو اس خالق بیچون و چرا کا   یہان دور سے سبحانک لا علم لنا کا

یان اور وان یا یہان اور وہان بروزن فاع فصحائے لکھنؤ اب نہین لکھتے لیکن

آپ چونکہ دہلی کی زبان پسند کرتے ہین اور اُسی کا اتباع کرتے ہین اسلیے آپ لکھیے۔

زاہد — واقف نہین کوئی میرے انداز بیان سے   جو ہے وہ یہان بولتا ہے اپنا ہی بھاکا

اصلاح — واقف نہین الخ   ہر شخص یہان بولتا ہے اپنا ہی بھاکا

بیان کی ترکیب زرا صاف ہوگئی۔   امیر فقیر ۲۴ اپریل ۱۸۹۹ء

زاہد — جب یہ کہتا ہون کہ لا دو دل تمہین کیا دیکھکر ہنس کے فرماتے ہین وہ اپنا کلیجا دیکھکر

اصلاح — جب یہ کہتا ہون الخ ناز سے کہتے ہین وہ اپنا کلیجا دیکھکر

اس محل پر ناز زیادہ موزون ہے

زاہد — پائے خم پر آج زاہد خم ہین کیون انسے کہو آپ یہ سجدہ کدھر کرتے ہین قبلہ دیکھکر

اصلاح — پائے خم پر حضرت زاہد ہین خم کہدے کوئی آپ یہ سجدہ الخ۔

بیان و ترکیب کی صفائی کے لیئے بدل دیا۔

زاہد — تیغ ناحق کھینچتے ہو دم ہی بسمل مین نہین ہاتھ روکو کیا ستم کرتے ہو۔ ہا ہا۔ دیکھکر

اصلاح — تیغ کیسپر تولتے ہو دم ہی بسمل مین نہین ہاتھ روکو الخ۔

تولنے مین جو خوبی ہے وہ کھینچنے مین نہین۔ ماشاء اللہ چشم بد دور کیا قافیہ اور کس خوبی سے نظم کیا ہے۔ اب تو آپ زبان اور محاورات خوب ہی لکھتے ہین۔ امیر فقیر یکم اکتوبر ۱۸۹۹ء

زاہد — مانع ہین مے سے قاضی و مفتی و محتسب پیدا ہوئے ہین حلق کے دربان نئے نئے

اصلاح — مانع ہین مے سے شحنہ قاضی و محتسب پیدا ہوئے۔ الخ

مفتی فتویٰ دیدیتا ہے روکنے کے لئے شحنے کا ہونا ضروری تھا قافیہ نئے پہلو سے کہا ہے۔ بارک اللہ۔ امیر فقیر ۱۰۔ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء

زاہد — ادائین یہ ساقی کی زاہد کو بھائین کہ جھٹ توڑ بیٹھا وہ دیندار توبہ

بھانا پسند آنا کے معنی مین فصحائے لکھنو نہ بولتے ہین نہ لکھتے ہین اگر اہل دہلی بولتے ہین تو آپ شوق سے لکھیئے توسیع زبان کا بھی آپ کو بہت خیال ہے امیر فقیر ۲۶۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

حکیم برہم صاحب ایڈیٹر و پروپرائٹر اخبار مشرق گورکھپور۔

برہم — غضب کی شوخیان کرنے لگی ہے نظر کس سے ارے ظالم لڑی ہے

اصلاح — غضب کی۔ الخ ارے ظالم نظر کس سے لڑی ہے

برہم کا دوسرا مصرع ذرا الجھا ہوا تھا تعقید بھی تھی۔ انھین الفاظ کو استاد کامل نے کس حسن سے الٹا کہ شعر فصیح تر ہو گیا اور تعقید کا عیب بھی رفع ہو گیا۔

برہم ۔ نکلتی ہی نہین دل سے یہ ظالم — نظر انداز سے ایسی گڑی ہے
اصلاح ۔ نکلتی ہی۔ الخ — نگاہِ یار کچھ ایسی لڑی ہے

اصل دوسرے مصرع مین اسکا پتا نہ تھا کہ کسکی نظر انداز سے گڑی ہے۔ آپ نگاہ یار سے شعر کا صحیح مفہوم ادا ہوگیا۔ اور باہم دونون مصرعوںمین ربط بھی پیدا ہوگیا۔

برہم ۔ دربان سے پوچھتا ہے یہ دشمن کہ سچ بتا — کل تک یہان پڑا تھا وہ بیمار کیا ہوا
اصلاح ۔ دربان سے پوچھتا ہے یہ عیسیٰ نفس بتا — کل تک یہان پڑا تھا جو بیمار کیا ہوا

پہلے مصرع مین "عیسیٰ نفس" کا ٹکڑا بیمار کی مناسبت سے کسقدر موزون ہے اور دوسرے مصرع مین بجائے "وہ" کے "جو" بنا کر اثبات ردیف کا لطف دوبالا کر دیا۔

برہم ۔ ہو حق کی اب صدا ہو نہ شور نشاط ہو — تیرا عروج خانۂ خمار کیا ہوا
اصلاح ۔ ہو حق کی اب صدا ہے نہ جوش نشاط ہے — سُنسان کیون ہے خانۂ خمار کیا ہوا

پہلے مصرع مین بجائے "شور" کے "جوش" بنایا شور نشاط کی ترکیب اچھی نہ تھی شور ماتم کہتے ہین۔ نشاط کے لیے جوش ہی کچھ مناسب ہے دوسرے مصرع مین بجائے "تیرا عروج" کے "سُنسان ہے" بنایا "تیرا عروج" گو غلط نہ تھا۔ مگر جب نہ ہو حق کی صدا نہ جوش نشاط۔ تو محل سُنسان ہی کا تھا جو استاد عدیم النظیر نے بنا دیا۔ اہل مذاق ذرا غور سے اس اصلاح کو دیکھین اور حضرت کے کمال سخن کی داد دین۔

برہم ۔ چھو لو نہین غیر کے تو نہین وہ چلا گیا — باسی گلے کا ہار ترے یار کیا ہوا
اصلاح ۔ چھو لو نہین غیر کے تو نہین لگ گیا کہین — اُترا ہوا گلے کا ترے ہار کیا ہوا

پہلے مصرع مین "وہ چلا گیا" یہ ٹکڑا ثقیل اور مذموم تھا۔ بجائے اسکے "لگ گیا کہین" کسقدر فصیح ہے۔ اور اس ترمیم سے شعر فصیح اور بامحاورہ ہوگیا۔

برہم ۔ آبرو گر کے تو قدمون پہ بڑھانا اپنی — دیکھکر انکو نہ لے اشک تھا ہو جانا
اصلاح ۔ آبرو لوٹ کے قدمون پہ بڑھانا اپنی — دیکھکر اُن کو۔ الخ

پہلے مصرع مین بجاے "گر کے" "لوٹ کے" بنایا "تو" کا لفظ پہلے مصرع مین زائد تھا۔ "لوٹ کے" سے سلاست اور روانی پیدا ہو گئی اور حشو کا عیب بھی رفع ہو گیا۔

برہم – ہو گئی غیر اُسے دیکھ کے حالت میری
جان جاتی ہو کہ آتی ہو طبیعت میری

اصلاح – ہوتی ہو غیر اُسے دیکھ کے حالت میری
جان جاتی ہو ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ہو گئی" کے "ہوتی ہو" کیونکہ دوسرے مصرع مین "جان جاتی ہو" کہا گیا ہو اسلیئے پہلے مصرع مین "ہوتی ہو" بنایا جسنے تقابل کا لطف پیدا کر دیا۔

برہم – کسکے حُسن کے پرتو نے کر دیا بیتاب
جو آج برق سر طور تلملاتی ہے

اصلاح – یہ کسکے حُسن کے پرتو نے کر دیا بیتاب
جو آج ۔ الخ

اِس اصلاح سے شعر مین صفائی پیدا ہو گئی۔

برہم – بہت قریب مگر ہے بہار کا موسم
کلی کلی مرے دامن کی مُسکراتی ہو

اصلاح – بہت قریب ہو شاید بہار کا موسم
کلی کلی مرے دامن کی مُسکراتی ہو

اِس اصلاح سے شعر مین جو خوبیان پیدا ہو گئین وہ زبان قلم سے ادا نہین ہو سکتین حضرت برہم نے اس شعر مین بہار کا ایک ایسا دلفریب سین دکھایا ہو کہ جسکے لطف کچھ دل ہی اُٹھا سکتا ہو۔ اصلاح نے سونے مین سُہاگے کا لطف دیا ہو۔ اِس زمین مین اِس سے بہتر شعر نکالنا مشکل ہی نہین بلکہ ناممکن ہو۔ گو "مگر" کے معنی بھی یہان "شاید" کے ہین۔ مگر "شاید" سے شعر مین جو سلاست اور روانی پیدا ہو گئی وہ محتاج بیان نہین

جناب عابد حسین صاحب عابد سہسوانی۔

عابد – دل کیا دیا ہو پہلو سے نقدِ وفا دیا
ہم خود بگڑ گئے مگر اُن کو بنا دیا

اصلاح – دل کیا دیا خزانۂ نقدِ وفا دیا
ہم خود بگڑ گئے ۔ الخ

نقدِ وفا کے لیے "خزانہ" کا لفظ گویا جواہر کا ٹکڑا رکھدیا جس سے مطلع کی شان دوبالا ہو گئی اور پہلے مصرع مین "پہلو" کا واو بھی گرتا تھا جو کہ ناجائز ہے۔ اصلاح سے

یہ نقص بھی رفع ہو گیا۔

عابد: سبب یہ پوچھو کلیجے پہ داغ کھانیکا — نتیجہ ہی یہ حسینون سے دل لگانیکا

اصلاح: سبب نہ پوچھ الخ — یہ پھل ملا ہی حسینون سے دل لگانیکا

پہلے مصرع مین داغ کا ذکر ہی۔ اِس مناسبت سے دوسرے مصرع مین "پھل" کا لفظ بنایا گیا پھول مین پھل پیدا کر کے تشبیہ کی تجدید کر دی۔

عابد: نکلا ہے ابھی میرا جنازہ — یہ بھی کوئی وقت ہے خوشی کا

اصلاح: ہے آنکھونکے سامنے مری لاش — یہ بھی کوئی وقت ہے ہنسی کا

اصلاح مین آنکھونکے سامنے لاش دکھائی گئی ہی اور دوسرے مصرع مین بجائے خوشی کے ہنسی بنایا ہی۔ عابد کے شعر مین خوشی کا ثبوت نہ تھا اور اب ہنسی سے شعر مین یہ معنی پیدا ہوے کہ مری لاش آنکھونکے سامنے ہی اور تم ہنس رہی ہو یہ وقت ہنسی کا نہین ہی کا آجانا خلاف فطرت نہین۔ شوخی اور کم سنی کا اقتضا ہی کہ بات بات پر ہنسی آئے اور خوشی کا اظہار اُسوقت تک ناممکن ہی کہ جب تک پہلے مصرع مین سامان خوشی دکھایا جائے۔ اللہ اللہ کیا اُستادانہ اصلاح ہے۔

عابد: نظر اُن سے لڑا کے دیکھ لیا — دلپہ تلوار کھا کے دیکھ لیا

اصلاح: نظر اُن سے لڑا کے الخ — برچھیان دلپہ کھا کے دیکھ لیا

گو تلوار سے بھی نظر کو استعارہ کرتے ہین مگر برچھیون نے شعر پر صیقل کر دی۔

عابد: تھام کر ہم جگر کو بیٹھ گئے — تمنے جب آنکھ اُٹھا کے دیکھ لیا

اصلاح: ہم کلیجا پکڑ کے بیٹھ گئے — تمنے جب آنکھ الخ

پہلے مصرع کی تبدیلی نے جو خوبیان پیدا کر دی ہین اُن کا لطف دل ہی اُٹھاتا ہی اگر اظہار کیا جاے تو شاید کمی کا اظہار ہو۔

عابد: بدگمان کیون ہوئے تو دیکھ نہ لو داغ وفا — چاک کرتے ہین ابھی ہم جگر و دل اپنا

اصلاح ؎ بدگمان کیوں ہے تو دیکھ نہ تو داغ وفا — ہم ابھی چاک کئے ڈالتے ہیں دل اپنا

جناب عابد کے پہلے مصرع میں داغ وفا کے دکھانے کا ذکر کیا گیا ہے اور دوسرے مصرع میں جگر و دل کے چاک کرنے کو کہا ہے۔ داغ وفا کا تعلق صرف دل کے لیئے بہت ہی موزوں ہے جگر کی ضرورت نہ تھی۔ اِس اصلاح سے یہی عیب نہیں رفع ہوا بلکہ شعر میں روانی بھی پیدا ہو گئی۔

عابد ؎ رکھنا اچھی طرح دیکھو یہ کھو نہ جائے — دیتے ہیں اپنی نشانی تمھیں ہم دل اپنا

اصلاح ؎ کھو نہ دینا کہیں لے جان یہ عہد کر لو — دیتے ہیں۔ الخ

اصل پہلے مصرع میں طرح کی "ح" تقطیع سے گر رہی تھی۔ اِس لیئے اصلاح دیگئی جس سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا اور ضعف نظم کا بھی جاتا رہا۔

عابد ؎ خبر کچھ ایسی سُنائی ہے جاکے حیرت ناک — کہ نامہ بر انھیں وہ نامہ بر کو دیکھتے ہیں

اصلاح ؎ بہم ہوئی ہے خدا جانے گفتگو کیسی — کہ نامہ بر الخ

اِس اصلاح سے شعر میں کسقدر بلاغت پیدا ہو گئی۔ بہم ہوئی ہے خدا جانے گفتگو کیسی اِس مصرع نے شعر میں ایک خاص حُسن پیدا کر دیا۔ اب اِسکی معنوی خوبیاں ملاحظہ ہوں۔ خدا جانے نامہ بر نے کیا کہا اور پھر اُسکا جواب کسی نے کیا دیا کہ ایکدوسرے کو دیکھ رہے ہیں وہ منظر دکھایا گیا ہے جو اکثر مشاہدے میں آتا رہتا ہے۔

عابد ؎ تری گلی سے پھرا ہے اُسی گھڑی سے ہم — پھرا ہوا نظر نامہ بر کو دیکھتے ہیں

اصلاح ؎ تری گلی سے یہ کیا دیکھکر پھرا ہے کہ ہم — پھرا ہوا۔ الخ

پہلا مصرع اُلجھا ہوا تھا اب "تری گلی سے یہ کیا دیکھکر پھرا ہے" اِس ٹکڑے نے شعر میں کیا کیا معنی پیدا کر دیئے۔ اِس اصلاح سے شعر میں معنویت پیدا ہو گئی۔

عابد ؎ اپنی ہم آبرو نہیں دلکی ہم آرزو نہیں — داغ دلِ عدو نہیں کوئی ہمیں مٹائے کیوں

اصلاح ؎ عزت آبرو نہیں حسرت آرزو نہیں — داغ دلِ عدو۔ الخ

عزت و آبرو نہین حسرت و آرزو نہین اِس انداز بیان کا کیا کہنا جسکی داد دینے سے زبان قاصر ہے۔

عابد ۔ داب دینے سے غرض لاش ہماری یارو — دیر کی خاک سہی کعبہ کی مٹی نہ سہی

اصلاح ۔ ہی غرض لاش کو پیوند زمین ہونے سے — دیر کی ۔ الخ

جناب عابد کے پہلے مصرع مین "داب دینے" کا ٹکڑا ذم کا پہلو لیئے ہوئے تھا۔ "پیوند زمین" نے شعر مین بلاغت و فصاحت پیدا کر دی اور ذم کا نقص بھی رفع ہو گیا۔

عابد ۔ نزع کے وقت کوئی غیر نہ پہچانیگا — موت کے پردے مین کہجاؤ عیادت میری

اصلاح ۔ نزع کے وقت الخ — موت کے بھیس مین کرجاؤ عیادت میری

اُستاد عدیم النظیر نے بجائے "پردے" کے "بھیس" کا لفظ ایسا برمحل رکھدیا کہ جس کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہے۔

عابد ۔ یہی غمخوار ہی اپنا شب تنہائی مین — داغ کو ہمنے کلیجے سے لگا رکھا ہے

اصلاح ۔ یہی دلسوز ہی اپنا شب تنہائی مین — داغ کو الخ

اُستاد نے پہلے مصرع مین بجائے "غمخوار" کے "دلسوز" بنایا داغ کے لیئے "دلسوز" کس قدر صرف بامحل ہی۔ ایک لفظ کے بدلنے سے شعر شعر ہو گیا۔ فی الحقیقت اصلاح اِسی کا نام ہے۔

عابد ۔ دفن کر کے مجھے ہٹ جاؤ کہ تمسے پہلے — نوحہ گر میری لحد پر مرے ارمان ہونگے

اصلاح ۔ دفن کر کے مجھے ہٹ جاؤ کہ تمسے چھپکر — نوحہ گر میری الخ۔

پہلے مصرع مین بجائے "تمسے پہلے" کے "تمسے چھپ کر" بنا کے شعر کو بلند تر کر دیا۔ تمسے چھپ کرنے جو لطف دیا اُسکے مزے کچھ دل ہی اُٹھاتا ہی اللہ اللہ کیا اصلاح دی ہے عام قاعدہ ہی کہ جب کسی سوگوار کے سامنے کوئی روتا ہی تو اُسکا غم تازہ ہو جاتا ہے مرنیوالے کی یاد کلیجے مین چٹکیان لے کر بے چین کر دیتی ہی اسلیئے معشوق سے خطاب ہی

کہ تم بہت چاہتے ہو چھپکر مرے ارمان نوحہ گر ہو ن گے یا یہ کہ میری قبر پر کسی کا رونا تمھاری خلاف ہوگا اسلیئے چھپ کر رونا مقصود ہی اور اسکے علاوہ کئی معنوی صورتین پیدا ہوتی ہین لفظ کیا ہی معنوی طلسم ہی جسمین نیرنگ معانی کا ہجوم ہی۔ واقعی اصلاح نہین اعجاز ہے۔

عابد ۔ جسنے پہلو سے دل چھپڑا یا تھا | اب وہ آنکھین چرائے جاتا ہی
اصلاح ۔ لیسنے پہلو سے دل چھڑا یا تھا | یہ جو آنکھین چرائے جاتا ہی

اصلاح کیا دی تصویر کھینچ دی اب زبان کی لطافت اور شعر مین جو بیساختہ پن پیدا ہوگیا اسے بھی ملاحظہ فرمایئے۔

عابد ۔ دلکے دینے مین نہ جھگڑا ہو نہ قضا کوئی | بس غرض یہ ہی کہ چھوڑے نہ تقاضا کوئی
اصلاح ۔ دل کے دینے مین۔ الخ | بات اتنی ہی کہ چھوڑے نہ تقاضا کوئی

دوسرے مصرع مین بجائے "بس غرض یہ ہی" کے "بات اتنی ہی" بنادیا۔ اب بات بن گئی۔

عابد ۔ غسل و تکفین کو ہم بعد فنا سمجھے | یار نہلاتے ہین پوشاک بدلنے کیلیے
اصلاح ۔ دم تکفین جو دیا غسل تو ہم یہ سمجھے | یار نہلاتے ہین پوشاک بدلنے کیلیے

اصل مصرع کسی قدر اُلجھا ہوا تھا اسی مضمون کو اُوستاد نے اپنے الفاظ مین نظم کر دیا

عابد ۔ گرمیان وصلت کی یاد آئین جو فرقت مین کبھی | دل جلانیکو ہماری داغ حرمان ہو گئین
اصلاح ۔ ہجر مین جب یاد آئین وصل کی وہ گرمیان | دل جلانیکو ہماری آہ سوزان ہو گئین

پہلے مصرع مین "وصلت" کا لفظ پڑا تھا جسے بعض اساتذہ نے غیر فصیح سمجھ کر متروک کر دیا ہی دوسرے مصرع مین بجائے "داغ حرمان" کے "آہ سوزان" کتنا موزون ہی کیونکہ داغ حرمان دل جلانے کے لیئے ناکافی تھا اور آہ سوزان نے دل کا جلانا ثابت کر دیا۔

عابد ۔ دیکھتے ہی جلوۂ رخسار حیران ہو گئین | آتے ہی آگے ترے پُتلی پریشان ہو گئین
اصلاح ۔ دیکھتے ہی الخ | تیرا سایہ پڑتے ہی پُتلی پریشان ہو گئین

دوسرے مصرع مین پریونکی مناسبت سے سایہ کا لفظ بنایا گیا جس سے بندش مین

چُستی اور مطلع مین روانی پیدا ہو گئی۔

عابد — طرّہ و جیغہ و سرپیچ ہین طرفہ لیکن   طرّہ خوبی مین ہو ان تینو نکے اوپر سہرا

اصلاح — طرّہ و جیغہ و سرپیچ ہین سب چڑھی کے   دلکے لینے مین مگر طرّہ ہو سب پر سہرا

پہلے مصرع مین "ہین طرفہ لیکن" کے بجائے "ہین سب چڑھی کے" بنایا" اور دوسرے مصرع مین "تینو نکے اوپر" مین رکاکت اور ذم کا پہلو بھی تھا اسلئے بدلا گیا جس سے شعر بہت صاف ہو گیا اور ذم کا پہلو بھی نکل گیا۔

عابد — نہین ہلتا یہ ہوا سے ترے رُخ پر سہرا   پڑھ رہا ہی سبقِ مصحفِ اطہر سہرا

اصلاح — نہین ہلتا یہ الخ   پڑھ رہا ہی سبقِ مصحفِ انور سہرا

دوسرے مصرع مین بجائے "اطہر" کے "انور" بنایا۔ مصحف کی صفت اطہر تحصیل حاصل تھی مگر لفظ انور مصحف پر نورٌ علیٰ نور ہو گیا۔

عابد — نامہ ہمارا دیکھ کے اُنسے عتاب ہین   قاصد کا سر اُتار کے بھیجا جواب مین

اصلاح — نامہ ہمارا۔ الخ   قاصد کے ہاتھ کاٹ کے بھیجے جواب مین

سر اُتارنا گو غلط نہ تھا۔ مگر قاصد کے ہاتھ کا قصور تھا۔ کیونکہ وہ خط ہاتھ مین لایا تھا اسلئے دوسرا مصرع یون بدلا گیا "قاصد کے ہاتھ کاٹ کے بھیجے جواب مین" اب اس سے شعر مین صفائی پیدا ہو گئی۔

جناب حکیم عابد علی صاحب کوثر خیر آبادی سے

بند محرم کے نہ کس کر باندھو   دیکھو یہ فتنے اُبھر آئین گے

اصلاح — بند محرم کے الخ   اور یہ فتنے اُبھر آئین گے

دوسرے مصرع مین بجائے "دیکھو" کے "اور" بنایا جس سے شعر مین کسقدر ترقی پیدا ہو گئی

کوثر — کہا جو اُنسے عنایت کبھی ہو گی   بگڑ کے بولے اگر جان پر بنی ہو گی

اصلاح — کہا جو۔ الخ   تو ہنس کے بولے کہ جب جان پر بنی ہو گی

دوسرے مصرع کی ترمیم سے مطلع مین کسقدر صفائی پیدا ہو گئی اور لفظ "جب" سے پہلے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا۔

کوثر ـ مری خوشی سے عدو کو ملال ہوتا ہے　　مری ملال سے اُس شوخ کو خوشی ہو گی

اصلاح ـ مجھی ملال سے اپنے ملال ہی تو یہ ہے　　کہ میری رنج سے اغیار کو خوشی ہو گی

اِس اصلاح سے شعر مین ایک خاص ادا پیدا ہو گئی "مجھے ملال سے اپنے ملال ہی تو یہ ہی" اِس مصرع کی فصاحت و بلاغت کا کیا کہنا۔ دوسرے مصرع مین "اُس شوخ کو خوشی ہو گی" کا ٹکڑا بھلا نہ معلوم ہوتا تھا "اغیار کو خوشی ہو گی" بہت خوب ہے۔

کوثر ـ لحد پہ چادرِ گل نت نئی پڑی ہو گی　　ہماری قبر دُلہن کیطرح سجی ہو گی

اصلاح ـ لحد پہ چادرِ گل زور اِک نئی ہو گی　　ہماری قبر ۔ الخ

اصلاح سے روانی اور فصاحت پیدا ہو گئی۔

کوثر ـ کسر نہ رونے مین اے چشم تر اُٹھا رکھنا　　زرا جو تھم گئے آنسو تو کرکری ہو گی

اصلاح ـ جھپک نہ جائے مری آنکھ ابر تر سے کہین　　زرا جو تھم گئے آنسو بڑی ہنسی ہو گی

ابر تر سے آنکھ کا تقابل مزہ دے گیا مصرع ثانی مین بجائے "کرکری" کے "ہنسی" خصوصًا رونے کے مقابلہ پر کس قدر پُر لطف ہے۔

کوثر ـ خدنگِ ناز کے ٹھہرے دل و جگر طالب　　جو تیر آئیگا کیا کیا کشاکشی ہو گی

اصلاح ـ خدنگِ ناز کے طالب ہین دل جگر دونون　　بڑے مزے کی کشاکش مین دل لگی ہو گی

اصلاح سے پہلا مصرع صاف ہو گیا دوسرے مصرع مین کوثر صاحب کہہ گئے تھے "جو تیر آئیگا کیا کیا کشاکشی ہو گی" خدنگ ناز جب پہلے مصرع مین موجود ہی تو تیر کا ذکر بیکار ہی اسلئے یہ مصرع نہایت عمدہ بنایا گیا کہ "بڑے مزے کی کشاکش مین دل لگی ہو گی" "دل لگی" کے لفظ نے اِس شعر کو اور دل آویز کر دیا۔

کوثر ـ کبھی تو بیٹھین گے زانو دبا کے خلوت مین　　وہ دن بھی آئیگا اُنسے کھُلی ڈُلی ہو گی

اصلاح ۔ کبھی تو پیچ سے اُٹھے گا شرم کا پردہ کبھی تو اُنکی مری بے تکلفی ہوگی

مضمون وہی ہی مگر اُستاد نے اپنے الفاظ مین کس حُسن سے نظم کر دیا۔

کوثر ۔ مری طرح مری شمع لحد بھی روتی ہی تمام عمر مین شاید کبھی ہنسی ہوگی

اصلاح ۔ مری۔ الخ۔ مجھے تو یاد نہین ہی کبھی ہنسی ہوگی

پہلے سے اب شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہوگی۔

کوثر ۔ ہمارے ہاتھون نے لوٹی ہی وصل کی دولت ضرور شرم وحیا اُنکی کوستی ہوگی

اصلاح ۔ شرارتون سے جلایا ہی وصل میں اُسکو ضرور اُن کی حیا ہمکو کوستی ہوگی

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین معنویت پیدا ہوگئی دوسرے مصرع مین شرم وحیا قریب المعنی ہین صرف حیا کافی ہی "ہمکو کوستی ہوگی" اس ٹکڑے سے شعر مین صفائی پیدا ہوگئی۔

کوثر ۔ نہوگا گوشۂ دل میہمان سے خالی سدھاریگا جو الم غم کی چھاونی ہوگی

اصلاح ۔ نہوگا گوشۂ الخ سدھاریگی جو خوشی غم کی چھاونی ہوگی

دوسرے مصرع مین "سدھاریگا جو الم" کے بجائے "سدھاریگی جو خوشی" کس قدر فصیح ہی الم کا استعمال اس موقع پر اچھا نہ تھا خوشی ہی کا محل اچھا معلوم ہوتا ہی۔

کوثر ۔ یاس وحسرت درد وغم رنج والم اے فلک اتنی مصیبت ایکدم کیواسطے

اصلاح ۔ یاس وحسرت الخ اے فلک اتنے مصائب ایکدم کیواسطے

دوسرے مصرع مین بجائے "اتنی مصیبت" کے "اتنے مصائب" بنایا جس سے پہلے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہوگیا کیونکہ پہلے مصرع مین یاس وحسرت درد وغم وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہی۔

کوثر ۔ جسقدر تقدیر مین ہی وہ پہنچتا ہی ضرور سعی لاحاصل تلاش بیش وکم کیواسطے

اصلاح ۔ جسقدر الخ سعی لاحاصل ہی رزق بیش وکم کیواسطے

دوسرے مصرع مین "تلاش" کا لفظ زائد تھا۔ اسلئے اُستاد نے بجائے اُسکے "رزق"

کا لفظ بنا کر شعر کو درست کر دیا۔

کوثر: اقرار وصل پر وہ ڈھٹائی سے کہتے ہیں — سو بہانِ روح ہو گیا اشطار کیا ہوا
اصلاح: جب عہدِ وصل یاد دلاتا ہوں میں انہیں — کہتے ہیں مری چڑ ہو لی اقرار کیا ہوا

ظاہر ہی کہ اِس اصلاح سے شعر میں ایک حُسن پیدا ہو گیا دوسرے مصرع میں "سوہانِ روح" معشوق کے لیئے اچھا نہ تھا۔ چڑ کا لفظ اس موقع کے لیئے خاص طور سے موزون ہی

کوثر: کِسکی خدنگِ ناز نے گھائل کیا تجھے — ہر دم کراہتا ہی دلِ زار کیا ہوا
اصلاح: کِسکی خدنگ الخ — کیون تو کراہتا ہی دلِ زار کیا ہوا

اصلاح سے اثباتِ ردیف کا لطف دوبالا ہو گیا۔

کوثر: نظارۂ جمال سے غش کھا کے گر پڑے — تم کو خبر نہین سرِ دربار کیا ہوا
اصلاح: موسیٰ نقاب اُٹھتے ہی غش کھا کے گر پڑے — پوچھا تو ہوتا طالبِ دیدار کیا ہوا

اصل شعر بہت اُلجھا ہوا تھا۔ کون غش کھا کے گر پڑا اس کا پتا نہ تھا۔ اِس اصلاح سے پہلا مصرع بہت صاف ہو گیا اور دوسرے مصرع نے تو قیامت ہی ڈھا دی "پوچھا تو ہوتا طالبِ دیدار کیا ہوا" اَب یہ شعر زمین سے آسمان پر پہنچ گیا

کوثر: آنکھوں سے مثلِ باغِ ارم چھپ گیا ہو — کھُلتا نہین ہی آج دریار کیا ہوا
اصلاح: خلوت ہی کس سے ہو لا تو خبر اے نگاہِ شوق — کھُلتا نہین جو آج درِ یار کیا ہوا

پہلے مصرع پر جو اصلاح دیگئی ہی اُسکا حُسن ذرا اہلِ نظر دیکھین نگاہِ شوق کی رسائی کہانتک دکھائی گئی۔ نگاہِ شوق کو اساتذہ نے یہانتک تو کہا ہی آتش مرحوم فرماتے ہین "نگاہِ شوق رخنہ کرتی ہی دیوارِ آہن میں" دوسرے مصرع میں "جو" کے لفظ سے ردیف نے کیا لطف دیا۔ اللہ اللہ کیا اصلاح دی۔

کوثر: جسکا پڑی شراب کا واعظ کو تو کہون — بندہ نواز برسونکا انکار کیا ہوا
اصلاح: توبہ کیطرح ٹوٹ پڑے ہے یہ شیخ جی — وہ اتقا کا پاس وہ انکار کیا ہوا

اصلاح مین پہلے مصرع کی بلاغت ملاحظہ ہو "تو کسطرح شیخ کاٹے پہ ٹوٹ پڑتا" اِس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو معنوی خوبیان کسقدر پیدا ہو گئین۔ دوسرا مصرع بھی خوب بنایا گیا اب باہمی دونون مصرعون مین کسقدر ربط پیدا ہو گیا۔

کوثر سے ہم گر چکے زمین مین تو آئے وہ پوچھنے — ہر دم کراہتا تھا جو بیمار کیا ہوا
اصلاح سے جب دم نکل چکا تو کہا اُس مسیح نے — اب کیون کراہتا نہین بیمار کیا ہوا

اصلاح سے شعر مین ترقی ہی نہین ہوئی بلکہ مصرعۂ ثانی مین جان پڑ گئی "کیا ہوا" اب اس ردیف نے کیا لطف دیا۔ اے اب کیون کراہتا نہین بیمار کیا۔

کوثر سے بادہ کشی کی تاک مین ہندرہے فروش — زاہد سے پوچھو خرقہ و دستار کیا ہوا
اصلاح سے کیا کر دیا لباس تقدس بھی رہن مے — زاہد سے پوچھو جبّہ و دستار کیا ہوا

پہلے مصرع مین "لباس تقدس" کا ٹکڑا اِس شعر کے لئے خلعت فاخرہ بنگیا اور مصرع ثانی مین بجائے "خرقہ" کے "جبّہ" لباس تقدس کا کافی ثبوت بنکر شعر کو کتنا دلاویز کر رہا ہی۔ ایک نازک بات یہ ہی کہ خرقہ کے ساتھ جو دستار ہی اسکے ساتھ فعل تذکیری یعنی "کیا ہوا" کانون کو بھلا نہین معلوم ہوتا۔ اور جبّہ کے ساتھ لفظ دستار اسقدر لپٹا ہوا ہی کہ گویا پورا ٹکڑا بحالت تذکیر ہو گیا یہ ایک عجیب و غریب اصلاح ہی جس کا لطف ہر ایک نہین اُٹھا سکتا۔

کوثر سے نگاہ مہر سے وہ وصل کا انکار کرتے ہین — یہی میٹھی چھُری عاشق سے حق مین زہر قاتل ہی
اصلاح سے نگاہ لطف اُنکی دیکھکر کہتا ہی دل میرا — یہی میٹھی چھُری۔ الخ

اصل مصرع مین نگاہ مہر سے انکار وصل کرنا ایک نا ممکن امر تھا کیونکہ جب انکار تو پھر مہربانی کہان رہی اب اصلاح سے یہ نقص رفع اور حسن پیدا ہو گیا نگاہ لطف کو پہلے میٹھی چھُری کہا اور پھر اُسی کو زہر قاتل بنایا۔ اِن دونون کا ثبوت پہلے مصرع سے ثابت کر دیا گیا کیونکہ نگاہ لطف اُن کی دیکھکر کہتا ہی دل میرا۔ دل کا کہنا بھی

مزے کی بات ہے دیکھنے والے دیکھیں اور ایسی اصلاحوں سے سبق حاصل کریں۔

کوثر ؔ تھکے ماندے مسافر قافلہ چھوٹا کمر ٹوٹی　　گھٹا گھنگھور اندھیری رات کالے کوسوں منزل ہے

اصلاح ؔ تھکا ماندا مسافر راہِ گیسو میں مرا دل ہے　　گھٹا گھنگھور۔ الخ

مصرعِ ثانی کی مناسبت سے "راہِ گیسو" بنا کر مطلع کر دیا گیا اب گھٹا گھنگھور اور کالی رات دونوں سے مناسبت پیدا ہو گئی۔ اور یہ کمزوری بھی رفع ہو گئی کہ جب کمر ہی ٹوٹ گئی تو ماندگی کا اظہار کیا۔

کوثر ؔ فنونِ ساحری میں سامری شاگرد خاص اسکا　　لگاوٹ میں وہ چشمِ فتنہ زا استاد کامل ہے

اصلاح ؔ فنونِ ساحری۔ الخ　　فسوں سازی میں چشمِ فتنہ زا استاد کامل ہے

مصرعِ ثانی میں "لگاوٹ" کا یہ محل نہ تھا "فسوں سازی" سے مضمون مصرعۂ ثانی کا ثبوت قوی ہو گیا۔

کوثر ؔ کہیں شخصِ قیس بنکر نالہ و فریاد کرتا ہے　　پہنکر حُسن کا جامہ کہیں لیلیِ محمل ہے

اصلاح ؔ کہیں ہوتا ہے سرگرمِ فغاں قیسِ حزیں بنکر　　پہن کر۔ الخ۔

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر میں سلاست پیدا ہو گئی اور دونوں مصرع برابر کے ہو گئے۔

کوثر ؔ بشکلِ وامقِ محزوں کبھی دل تنگ و نالاں ہے　　برنگِ عارضِ عذرا کبھی وہ زیبِ محفل ہے

اصلاح ؔ بشکلِ وامقِ نالاں کبھی ہوتا ہے فریادی　　برنگِ عارض۔ الخ

اس اصلاح سے شعر میں سلاست پیدا ہو گئی۔

کوثر ؔ چھپانا رازِ الفت تاڑنے والوں سے مشکل ہے　　گواہِ دردِ فرقت خود مری بیتابیِ دل ہے

اصلاح ؔ چھپانا۔ الخ　　گواہ دردِ الفت خود مری بیتابیِ دل ہے

دوسرے مصرع میں بجائے "فرقت" کے استاد کامل نے "الفت" کا لفظ ایسا ترقی خیز رکھدیا کہ جس کے مزے کچھ دل ہی اٹھاتا ہے۔ چونکہ پہلے مصرع میں رازِ الفت کا ذکر ہے اسلیے دوسرے مصرع میں بھی دردِ الفت ہی کو گواہ بیتابی دل بنایا۔

کوثر ۔ ایمان سمجھ کے مصحفِ رُخ کو لیا جو چوم انصاف کیجیئے میں گنہگار کیا ہوا

اصلاح ۔ قرآن سمجھ کے بوسۂ عارض اگر لیا انصاف کیجیئے ۔ الخ

پہلے مصرع میں "مصحف رُخ" کے بجائے "عارض" اور "ایمان" کی بجائے "قرآن" کیا خوب بنایا۔

مولوی برکت اللہ صاحب رضا فرنگی محلی لکھنوی۔

رضا ۔ ہر گلی کوچے ترے ظلم کا شہرا ہوگا ایسا قاتل تو مری قتل سے رسوا ہوگا

اصلاح ۔ اُنگلیاں اُٹھینگی وہ شہر میں شہرا ہوگا ایسا قاتل الخ

جناب رضا کا پہلا مصرع ذرا سست تھا "اُنگلیاں اُٹھینگی وہ شہر میں شہرا ہوگا" اس سے صفائی اور روانی پیدا ہو گئی۔

حکیم محمد افتخار علی صاحب جگر بسوانی۔

جگر ۔ خوش نصیبی ہی جو لبریز ہوا ساغر عمر لب بلب ہونے ہی ساقی ترے پیمانے سے

اصلاح ۔ خوش نصیبی الخ لب بلب ہو کے چھلکتے ہوئے پیمانے سے

پہلے مصرع میں ہی "لبریز ہوا ساغر عمر" اس مناسبت سے "چھلکتے ہوئے پیمانے سے" کیا خوب بنایا۔

جگر ۔ کسی بت کے یہ خستہ حالو نمیں ہی جگر ہی تو اللہ والو نمیں ہے

اصلاح ۔ کسی بت کے آشفتہ حالو نمیں ہی جگر ہی الخ

پہلے مصرع میں بجائے "خستہ حالوں" کے "آشفتہ حالون" بنایا ایک لفظ کے بدلنے سے مطلع میں کتنی ترقی پیدا ہو گئی "یہ" کا لفظ بھی پہلے مصرع میں ملا ضرورت تھا کیونکہ دوسرے مصرع میں "جگر ہی تو اللہ والون میں ہی" کہا گیا ہی اس اصلاح سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا ہے۔

جگر ۔ تمھاری سامنے تو ہم انگوٹھی پہنے لیتے ہیں ہمیں فرقت میں یہ ظالم نشانی مار ڈالیگی

اصلاح ۔ تمھاری ۔ الخ مگر فرقت میں یہ ظالم نشانی مار ڈالیگی

پہلے مصرع مین جب ہم کا لفظ موجود ہی تو دوسرے مصرع مین "ہمین" حشو تھا۔ بجائے اُسکے حضرت نے "مگر" بناکر مصرع کو چُست کر دیا اب اِس اصلاح سے حشو کا نقص بھی رفع ہو گیا

جگر۔ جاگا ہو نہین تو پوچھ رہا ہون ہر ایک سے	جو ہمکنار خواب مین تھی وہ کدھر گئی
اصلاح۔ چونکا ہو نہین تو پوچھ رہا ہون ہر ایک سے	جو ہمکنار الخ

خواب دیکھکر انسان چونک پڑتا ہی۔ اِس محل پر بجائے "جاگا" کے "چونکا" ہی نہایت موزون ہے۔

جگر۔ اُٹھنے کو روز حشر اُٹھے میری آہ سے	او سونیوالے تو نہ اُٹھا خوابگاہ سے
اصلاح۔ اُٹھنے کو لاکھ حشر اُٹھے میری آہ سے	آو سونیوالے۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "روز" کے "لاکھ" بنایا جس سے شعر مین کسقدر زور پیدا ہو گیا۔

جگر۔ کیون دیکھتے ہو سوئے فلک وہم ہی مجھے	بجلی چُرا نہ لے کہین شوخی نگاہ سے
اصلاح۔ کیون دیکھتے ہوئے فلک مُسکرا کے تم	بجلی چُرا۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "وہم ہی مجھے" کے "مُسکرا کے تم" بنایا "مُسکرانے" سے اُستاد عدیم النظیر حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نئی بجلی بنا دی جو جناب جگر کے وہم مین بھی نہ تھی۔ اور پھر دوسرے مصرع مین "بجلی چُرانہ لے کہین شوخی نگاہ سے" اللہ۔ اللہ "مُسکرا کے تم" اِس ٹکڑے سے دو بجلیون کا تصادم کیا قیامت ڈھا رہا ہی واقعی ایسی ہی اصلاحین خدائے سخن منشی امیر احمد امیر مینائی کی اُستادی اور کمال فن کا پتا دیتی ہین۔

جناب ضمیر حسن خان صاحب دل شاہجہان پوری۔

دل۔ دلِ صد چاک مین دیکھا رُخ روشن اُنکا	ہمنے نظارہ کیا ہی پسِ چلمن اُنکا
اصلاح۔ دلِ صد چاک مین دیکھا الخ	ہمنے نظارہ کیا ڈالکے چلمن اُنکا

چلمن ہندی۔ ترکیب فارسی کی متحمل نہ تھی۔ اسلیئے دوسرا مصرع بدلا گیا "ہی" بھی زائد تھا۔

دل ؎ جسکی قسمت مین لکھی ہو وہ نہین مٹ سکتی ... بل نکلجائے تری زلف کا ممکن ہی نہین

اصلاح ؎ جسکی خلقت مین لکھی ہو وہ نہین مٹ سکتی ... بل نکل جائے الخ

پہلے مصرع مین بجائے "قسمت" کے اُستاد نے "خلقت" بناکر شعر مین ترقی پیدا کردی۔ اس موقع پر "خلقت" ہی نہایت موزون تھا۔

دل ؎ جان و دل ناز کو نہ دین گے ہم ... مستحق نصف کی ادا بھی ہے

اصلاح ؎ جان و دل دو نون دو نہ غمزے کو ... مستحق نصف الخ۔

پہلے مصرع مین اصلاح سے صفائی پیدا ہو گئی لطف بیان بڑھ گیا معشوق کو مخاطب کرنا مزہ دے گیا۔

دل ؎ دل کی اُمید بر نہین آتی ... موت آتی نظر نہین آتی

اصلاح ؎ دل کی الخ ... ہم کو آتی نظر نہین آتی۔

ہمکو آتی نظر نہین آتی۔ اس تکرار نے شعر مین ترقی پیدا کر دی۔

دل ؎ قیس پہنچا ہے دو ر ناقہ سوار ... گرد بھی اَب نظر نہین آتی

اصلاح ؎ قیس کیا دیکھتا ہی ناقے کو ... گرد بھی۔ الخ

اصل مصرع زرا اُلجھا ہوا تھا اسلوب بیان بھی اچھا نہ تھا اب اس مصرع سے "قیس کیا دیکھتا ہی ناقے کو" شعر مین صفائی اور روانی پیدا ہو گئی دوسرا مصرع گویا اسی مصرع کا محتاج تھا

دل ؎ مجھ سے بیمار پہ یہ ظلم و ستم ... تجکو اے چارہ گر نہین آتی

اصلاح ؎ مجھ سے بیمار پر یہ ظلم افسوس ... تجکو اے الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ستم" کے "افسوس" بنایا جس سے معنوی خوبیان ترقی کر گئین

دل ؎ نکلجائین گے اسطرح میرے ارمان ... کوئی آہ بن کر کوئی جان بنکر

اصلاح ؎ نکلجائین گے رفتہ رفتہ سب ارمان ... کوئی آہ۔ الخ

"رفتہ رفتہ سب ارمان" یہ ٹکرا اُستادانہ رکھدیا۔ "اسطرح میرے ارمان" مین

یہ بات کہاں مطلب یہ کہ دل مین ارمانون کی کثرت ہی رفتہ رفتہ سب نکل جائین گے
کوئی آہ بن کر کوئی جان بنکر۔

دل ؎ یہ داغ کتنا ہون بھی ہون کوئی چیز گر — جو دلمین رکھتے ہین عاشق چھپا چھپا کر کہ
اصلاح ؎ یہ درد کہتا ہے مین بھی ہون کوئی چیز مگر — جو دل مین الخ

بجائے "داغ" کے مصرعۂ اولی مین "درد" بنایا داغ سے سوا درد کو چھپنے سے مناسبت
ہے اور ایک عجیب عاشقانہ انداز ہے۔

دل ؎ آبلون کو پھوٹنے کا شوق ہے — ٹوٹتے رہتے ہین نوک خار پر
اصلاح ؎ آبلون کو الخ — ٹوٹ کر گرتے ہین نوک خار پر

دوسرے مصرع مین بجائے "ٹوٹتے رہتے ہین" کے "ٹوٹ کر گرتے ہین" بنایا ٹوٹ کر
گرنا ایک محاورہ ہی اس اصلاح سے شعر کی روانی بھی بڑھ گئی اور ایک محاورہ بھی نظم ہو گیا۔

دل ؎ شمع تھی بالین پہ وہ بھی ہی خموش — کون روتا ہے ترے بیمار پر
اصلاح ؎ شمع تھی۔ الخ — کون آب روئے ترے بیمار پر

"آب روئے" نے شعر مین جان ڈال دی "کون روتا ہی" اسکے معنی کچھ اور تھے
اور "کون آب روئے ترے بیمار پر" اسکے معنی روشن ہین مطلب یہ کہ شمع بھی بالین پہ
خاموش ایسی بجھی ہوئی ہی اب کون ترے بیمار پر روئے اس اصلاح سے شعر مین بے تکلفی
اور بیساختگی پیدا ہو گئی۔

دل ؎ میخانے مین جو توڑے خم و ساغر — شیشہ کیطرح دل بھی مرا ٹوٹ گیا ہی
اصلاح ؎ میخانے مین اٹھائے جو پٹکا ہی زمین پر — شیشہ کی۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "خم و ساغر" کے "پٹکا ہے زمین پر" بنایا توڑنے اور پٹکنے کا نازک
فرق اس اصلاح مین دکھایا گیا ہی جسے اہل مذاق ہی خوب سمجھ سکتے ہین چونکہ
مصرعۂ ثانی مین "شیشہ کیطرح" موجود ہی اسلیے "پٹکا ہے زمین پر" اسکی ضمیر شیشہ

قرار ۔ حلق پر خنجر وہ پھیرین گے قرار — یون تری حسرت نکالی جائیگی

اصلاح ۔ حلق پر الخ — دل کی حسرت یون نکالی جائیگی

دوسرے مصرع مین بجائے "یون تری" کے "دل کی" بنایا حسرت کا تعلق دل سے ہے اسلئے دوسرا مصرع بدلا گیا۔

قرار ۔ جان کر زلف پریزاد کا مائل مجکو — چھوڑے بیٹھے ہین اسیران سلاسل مجکو

اصلاح ۔ جان کر گیسوئے پرپیچ کا مائل مجکو — گھیرے بیٹھے ہین اسیران سلاسل مجکو

اصل شعر کسی قدر اُلجھا ہوا تھا "زلف پریزاد" کے بجائے پہلے مصرع مین "گیسوئے پُرپیچ" بنایا۔ اب پہلے مصرع مین زلف پُرپیچ مشبہ اور دوسرے مصرع مین سلاسل مشبہ ہے اور بجائے "چھوڑے بیٹھے" کے "گھیرے بیٹھے ہین" یہ ٹکڑا بھی زلف پرپیچ سے کس قدر لپٹا ہوا ہے اب اس شعر کی صفائی اور روانی کا کیا کہنا۔

قرار ۔ ٹپکتا ہے نگاہ شرگین سے — اُٹھائیگی کوئی فتنہ زمین سے

اصلاح ۔ ٹپکتا ہے — اُٹھیگا اب کوئی فتنہ زمین سے

دوسرے مصرع مین "اُٹھائیگی" کے بجائے "اُٹھیگا اب" بنایا جس سے بیان و ترکیب ذرا صاف ہو گئی۔

قرار ۔ احباب چارہ ساز بنے ہین شب فراق — تبدیل ہو نہ صورت زخم جگر کہین

اصلاح ۔ ہمدرد چارہ ساز بنے ہین شب فراق — تبدیل ہو۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "احباب" کے "ہمدرد" بنایا کیونکہ صورت زخم جگر کی تبدیلی جو عاشق کو گوارا نہین ہے اسی صورت مین زیادہ ہوتی ہے جبکہ ہمدرد چارہ ساز بن جائین۔ یا چارہ ساز ہمدرد ہو جائین۔ ہمدردی ایک ایسی صفت ہے جسمین احتمال تبدیلی زخم جگر بہ نسبت احباب کے زیادہ ہے۔ عجیب و نازک اصلاح ہے

مکرمی ضمیر حسن خان صاحب دل شاہجہانپوری بیان فرماتے ہین کہ حضرت

شاہ حافظ احمد حسن صاحب احمد مرحوم شاہجہانپوری نے ایک مرتبہ میرے ذریعہ سے کچھ
اپنا کلام حضرت کی خدمت میں بھیجا جس میں ایک مسدس اُردو سرمدشاہؒ کی فارسی
غزل پر تھا۔ اُس مسدس کا ایک بند یہ تھا۔

سحر ہے اُن کی نگاہ شرمگین جو ہوئی غارت گر ایمان و دین
شعلۂ حُسنِ نگار نازنین سوخت بیو جہم تماشا رابین
کشت بیجرم مسیحا رابین

اِن مصرعوں کو مولانا خیال اور جناب احسان شاہجہانپوری نے بھی سُنا تھا۔
اور بیحد داد دی تھی مگر جب منشی صاحب قبلہ کی نظر سے یہ مسدس گزرا آپنے
جو نوٹ اس پر تحریر فرمایا وہ دیکھنے کی چیز ہے ایسی نازک بات بتائی کہ خیال اور
احسان کے ذہن میں بھی نہ آئی آپنے تحریر فرمایا کہ اِس مطلع میں قافیہ تماشا و مسیحا
اور ردیف " را بین " ہے۔ پس ایسی حالت میں اگر اِس مطلع پر اُردو کے مصرعے
لگائے جائیں گے تو فارسی کے مطلع میں ایطا کا عیب پیدا ہو جائیگا۔ جناب خیال
مرحوم نے منشی صاحب قبلہ کا نوٹ دیکھکر کہا کہ واقعی جائے اُستاد خالی است۔

جناب لطافت مرحوم خلف امانت مرحوم

جناب عباس حسین صاحب فصاحت لکھنوی سے

وہ گھر میں اپنے بیٹھے ہیں عاشق پہ تنگ ہے اے چرخ دیکھ جور و جفا کا یہ ڈھنگ ہے
صلاح ہ وہ گھر میں جھینکے بیٹھے ہیں عاشق پہ تنگ ہے اے چرخ سیکھ جور و جفا کا یہ ڈھنگ ہے

جناب لطافت نے پہلے مصرع میں بجائے " اپنے کے " " چھپکے " بنایا اور دوسرے مصرع میں بجائے دیکھ کے
" سیکھ " بنا کر مطلع کو نہایت دلفریب کر دیا۔ " وہ گھر میں چھپکے بیٹھے ہیں " واہ کیا انداز بیان ہے چھپکے بیٹھنا واقعات پر
روشنی ڈالتا ہے اُس پر طرہ۔ اے چرخ سیکھ اِس ٹکڑے نے مطلع کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا۔ سُبحان اللہ۔

نوٹ۔ بجائے " پہ تنگ " کے اب " تنگ " مستعمل ہے۔ جو کہ فصیح تر ہے۔ (مولف)

منشی محمد اسمٰعیل منیر شکوہ آبادی

قبل اسکے کہ ہم اپنے محترم دوست عالیجناب سید محمد نوح صاحب شہیر تعلقدار و آنریری مجسٹریٹ مچھلی شہری کے کلام پر حضرت منیر کی اصلاحین درج کرین۔ اُن کا گرامی نامہ بجنسہ نقل کئے دیتے ہین اسمین بھی کچھ نہ کچھ کام کی باتین، ناظرین کو مل ہی جائینگی۔ گو "مشاطۂ سخن" "مرقع ادب" نہین کہ اسمین خطوط بھی درج کیئے جائین مگر اس خط مین اصلاح ہی کے متعلق چند سطرین لکھی گئی ہین۔ اسلیئے اس خط کا درج کرنا مولف کے خیال مین ضروری ہے۔

خط

مچھلی شہر

۲۶۔ اگست سنہ ۱۹۱۷ء

دل گم گشتہ مرا آج اُسے کیا یاد آیا — تو وہ لینے جو ادھر ناوکِ بیداد آیا

نہ جگر سینے مین باقی ہے نہ دل پہلو مین — اب مین تیرِ نظرِ یار کو کیون یاد آیا

کرم گستر [illegible]۔ کارڈ بعد مدت آیا اتنی ہی یاد فرمائی کا شکریہ۔ اصلاح اساتذہ کا بصورت کتاب شائع کرنا آپکی حُسن ایجاد و ذہن نقاد کا نتیجہ ہے۔ عمدہ تجویز ہے۔ دنیائے ادب مین یہ پہلی کتاب ہوگی۔

جناب اُستادی اعلی اللہ مقامہ کے خطوط و مسودہ اصلاحی اب موجود نہین زمانہ اصلاح کو چالیس برس سے زیادہ گزرا۔ زبانی کہانتک یاد رہ سکتا ہے پھر بھی جو کچھ اسوقت تک حافظہ مین ہے اُسے لکھتا ہون۔

غزل پر اصلاح بہت کم ہوئی یا کم ہوتی تھی اسے یقینی یاد رکھیئے کہ ایام شاگردی مین زیادہ سے زیادہ شاید میری دس غزلون پر اصلاح کی نوبت آئی تھی۔ ہان فن کے متعلق روزانہ کتابت فن آموزگاری قواعد وغیرہ وغیرہ کی ہدایتین اور تعلیمین جاری

رہتی تھیں - یہ انھیں مرحوم کا فیض فن آموزی ہے کہ زمرۂ شعرا میں میرا بھی نام داخل
کیا جاتا ہے - صد ہا متروکات و قیود پر جناب مرحوم کی جیسی جامعیت و پرگوئی تھی
محتاج بیان نہیں - اصلاح کا طریقہ یہ تھا کہ معمولی کہنے والوں کو شرف شاگردی بھی
حاصل نہیں ہو سکتا تھا - ہاں جو خوش گو تھے انھیں بھی ابتدا غزل کا اصل مسوّدہ
واپس نہ جاتا تھا بلکہ اصلاحی اشعار اور مطلع شعر علیحدہ کاغذ پر کسی سے صاف
کرا کے بھجوا دیتے تھے جب اعتماد ہو جاتا تھا اور دیکھ لیتے تھے کہ اس میں کچھ مادہ
قابلیت آگیا ہے تو اصلاح کم ہونے لگتی تھی اور اصل کاغذ پر اصلاح بھیجی جاتی تھی -

حقیر شہیر

شہیر — شوخیٔ رفتار ناز اے فتنۂ قامت دیکھنا ‏ ‏ ٹھوکریں کھاتی ہے اٹھتے پر قیامت دیکھنا
اصلاح — رتبۂ حسن خرام اے فتنۂ قامت دیکھنا ‏ ‏ دیتی ہے تعظیم اٹھ اٹھ کر قیامت دیکھنا

"رتبۂ حسن خرام" نے جو آفت ڈھائی اور مطلع کو بلند کیا وہ شوخیٔ رفتار ناز
میں کہاں اور پھر دوسرے مصرع میں دیتی ہے تعظیم اٹھ اٹھ کر قیامت دیکھنا اللہ رے
رتبۂ حسن خرام جس کی تعظیم اٹھ اٹھ کر قیامت دے رہی ہے -

شہیر — وہ محبت سے کسی کا وقت رخصت دیکھنا ‏ ‏ وہ مرا گھبرا کے منہ با چشم حسرت دیکھنا
اصلاح — وہ لگاوٹ سے کسی کا وقت رخصت دیکھنا ‏ ‏ وہ مرا سوئے فلک با چشم حسرت دیکھنا

پہلے مصرع میں بجائے "محبت" کے "لگاوٹ" کا لفظ کتنا برمحل ہے محبت کی نظر اور
لگاوٹ کی نظر میں جو نازک فرق ہے وہ کچھ اہل مذاق ہی جانتے ہیں - دوسرے مصرع
میں "وہ مرا سوئے فلک با چشم حسرت دیکھنا" کیسے مزے کی بات ہے - ادھر کسی کا
وقت رخصت لگاوٹ کی نظر سے دیکھنا - اور مرا سوئے فلک دیکھنا ایسا منظر ہے
جو بالعموم محبت بھری نگاہوں سے گزر چکا ہوگا اور پھر چشم حسرت کو مخاطب کرنا
بھی ایک لطیف خیال ہے مؤلف کی رائے ناقص میں ایک استادانہ خوبی اس

اصلاح سے پیدا ہو گئی وہ یہ کہ جب معشوق نے نگاہ محبت سے دیکھا تو صدمہ کم ہونا چاہیئے
یعنی صرف رخصت کا رنج اب لگاوٹ نے حسرت واندوہ سے معمور کر دیا اصلاح
اِسی کا نام ہے)

شعر ۔ ہنستے ہین غیر ولسے ہین وہ مجکو جلانے کیلئے — یار وہین برق تبسّم کی شرارت دیکھنا
اصلاح ۔ گرمیان غیر ونسے ہین میرے جلانے کیلئے — یار کے برق تبسّم کی شرارت دیکھنا

پہلا مصرع سُست تھا مگر اب "گرمیان غیر ونسے ہین" اِس ٹکڑے نے جلانے کا
ثبوت دیدیا اسکے علاوہ ایک محاورہ بھی نظم ہو گیا دوسرے مصرع مین "یار" کا لفظ بضرورت
سمجھکر کامل فن اُستاد نے "یار کے برق تبسّم کی شرارت دیکھنا" بنا کر شعر کو پُر لطف کر دیا۔

شعر ۔ قبر کو ٹھکراتے ہین وہ ہائے جائے فاتحہ — بعد مرنے بھی ہے یہ مجھ سے کدورت دیکھنا
اصلاح ۔ فاتحہ کے بدلے ٹھکراتے ہین وہ تربت مری — بعد مرنے بھی یہ ہے مجھ سے کدورت دیکھنا

اصلاح سے شعر مین سلاست اور روانی پیدا ہو گئی۔

شعر ۔ یہ کیا ممکن کسیکا طائر جان اُس سے بچ جائے — بجھایا تیغ قاتل نے بھی ایسا جال جوہر کا
اصلاح ۔ تلاش اِس آب و دانے کی ہے سب کے طائر جان کو — بچھاتی کیون نہین ہے تیغ قاتل جال جوہر کا

پہلے شعر معمولی تھا اب اِس آب و دانے کے لطیف استعارے نے پہلے مصرع مین کیسی
دلاویزی پیدا کر دی اور دوسرے مصرع مین بھی پہلے کے بہ نسبت صفائی اور روانی پیدا ہو گئی۔

شعر ۔ گلا کٹنے سے رہجائے نہ آئے قاتل نزاکت سے — مجھے ڈر ہے کہین دم چڑھ نہ جائے تیرے خنجر کا
اصلاح ۔ گلے پر میرے پہلے ہی پہل چلتا ہے او قاتل — مجھے ڈر ہے الخ

پہلے مصرع کے بدلنے سے شعر مین جو نزاکت پیدا ہو گئی اُسکی کیا تعریف ہو سکتی ہے
پہلے ہی پہل خنجر قاتل کا گلے پر چلنا اسکا احتمال ہوتا ہے کہ کہین اُسکا دم چڑھ نہ جائے مطلب یہ کہ
ابھی اے قاتل ترا خنجر سفاکی اور قتل مین مشّاق نہین ہے۔ اسلیئے مین ڈرتا ہون کہ کہین
اُسکا دم چڑھ نہ جائے۔ اللہ اللہ اتنی تکلیف بھی قاتل کے خنجر کی بسمل کو گوارا نہین۔

اُستادانہ اصلاح ہے۔

شہیر ۔ جھانکنے پر عاشقوں کے خون تھوکیں مدام
دیدۂ جلاد تیرا روزنِ دیوار ہے

اصلاح ۔ جھانکنے پر الخ
دیدۂ مریخ تیرا روزنِ دیوار ہے

دوسرے مصرع میں بجائے "دیدۂ جلاد" کے "دیدۂ مریخ" کا ایسا اُستادانہ ٹکڑا رکھدیا جس سے شان اُستادی ظاہر ہوتی ہے اب عاشقوں کے خون ہونیکا کافی ثبوت پیدا ہوگیا۔ گو دیدۂ جلاد سے بھی وہی مفہوم ادا ہوتا تھا مگر دیدۂ مریخ سے اور ترقی ہوگئی۔

شہیر ۔ پی پی دعائیں دیتے ہیں تیرے قتیلِ ناز
آبِ حیات ہے ترے خنجر کی دھار میں

اصلاح ۔ لب تشنگانِ ذبح کا کیونکر نہ ہو ہجوم
آبِ سبیل ہے ترے خنجر کی دھار میں

پہلے مصرع میں "پی پی" میں جو ثقالت تھی اُسے کس حُسن سے رفع کیا۔ لب تشنگانِ ذبح کا کیونکر نہ ہو ہجوم۔ اس بندش میں چستی آگئی۔ معنوی خوبیاں پیدا ہوگئیں۔

شہیر ۔ نچوڑے جب نہاکر بال اداسے میرے دلبر نے
دکھایا ابرِ گیسو نے ترشح ابرِ گوہر کا

اصلاح ۔ عرق آلودہ ہے ایک ایک بال اُس حور پیکر کا
دکھایا ۔ الخ

پہلے مصرع میں "اداسے نچوڑنے" کی تخصیص بلا ضرورت سمجھکر پہلوانِ سخن حضرت منیر نے مصرع بدلدیا۔ ظاہر ہے کہ اس اصلاح سے شعر کسی قدر صاف ہوگیا۔

شہیر ۔ نہیں معلوم مرغِ نامہ بر پر کیا ہوا گذری
ہمارے آنسوؤں میں رنگ ہے خونِ کبوتر کا

اصلاح ۔ خبر پائی جو مرغِ نامہ بر کے ذبح ہونے کی
ہمارے آنسوؤں ۔ الخ

"مرغِ نامہ بر کے ذبح ہونے سے" آنسوؤں میں رنگ خونِ کبوتر کا ہونا ثابت کردیا گیا گو یہی مفہوم جناب شہیر کے مصرع سے بھی پیدا ہوتا تھا مگر اصلاح سے صاف ہوگیا۔

شہیر ۔ فقیرِ عشق کو کیا اس سے بڑھکے حاجت ہے
گلیمِ کہنہ پھٹا بوریا غنیمت ہے

اصلاح ۔ فقیرِ عشق ۔ الخ
چٹائی ٹوٹی پھٹی کملی بھی غنیمت ہے

مصرع ثانی میں ترمیم اسوجہ سے کی گئی کہ پھٹا بوریا خلاف محاورہ ہے۔ ٹوٹا یا شکستہ بوریا صحیح ہے۔

میر الطاف حسین صاحب ثریا منشی منیر مرحوم کے ارشد تلامذہ میں تھے اور بڑے کہنہ مشق اور نازک خیال شاعر تھے اس شعر پر ان کو بڑا ناز تھا ؎

پڑے رہے ہین دور سے پھندے کمندِ حسن کے ۔۔۔ خود بخود کچھ دل کھنچا جاتا ہی اپنا سوئے دوست

جسنے سُنا بیحد داد دی مگر جب اُستاد منیر مرحوم کے سامنے یہ شعر پڑھا آپنے اُسے یون بنایا ؎

پڑے رہے ہین دور سے پھندے کمندِ حسن کے ۔۔۔ خود بخود یا دل کھنچا جاتا ہی اپنا سوئے دوست

دوسرے مصرع مین بجائے "کچھ" کے اُستاد کامل نے "یا" کا لفظ رکھدیا کیونکہ لفظ کچھ سے شعر بے معنی ہوا جاتا ہی یعنی جب خود بخود دل کھنچتا ہو تو کمندِ حسن کے پھندے بیکار ہوئے جاتے ہین۔ اسلیے بجائے "کچھ" کے "یا" کا لفظ اُستاد نے ایسا معنی خیز رکھدیا کہ جسکی داد سوائے دلکے زبان کیا دے سکتی ہی۔ ای سبحان اللہ

جناب مولوی عبد الرحیم صاحب کلیم لکھنوی ؎

بنائی کس لیے مسجد قریب بتخانہ ۔۔۔ ضرور نیتِ زاہد مین کچھ فتور آیا

اصلاح ؎ بنائی کس لیے مسجد قریب میخانہ ۔۔۔ ضرور نیتِ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "بتخانہ" کے "میخانہ" بنایا جس سے فتور کے معنی کسقدر بسیار ہو گئے

کلیم ؎ وہ حال ہی کہ جو لا کھون مین کہہ نہین سکتا ۔۔۔ نہ پوچھ داورِ محشر گناہ کا باعث

اصلاح ؎ وہ راز ہی کہ جو لاکھون مین کہہ نہین سکتا ۔۔۔ نہ پوچھ۔ الخ۔

پہلے مصرع مین بجائے "حال" کے "راز" بنایا جس سے شعر مین کتنی ترقی پیدا ہو گئی حال تو صورت سے بھی ظاہر ہو سکتا ہی مگر راز بغیر کہے نہین کھُل سکتا۔ عمدہ اصلاح ہے۔

کلیم ؎ پیر مغان دکھاے کرامات کچھ اگر ۔۔۔ بہنے لگے جہان مین دریا شراب کا

اصلاح ؎ ہو جائے نام کو جو کچھی شوق میکشی ۔۔۔ بہنے لگے۔ الخ

پہلا مصرع خوب بنایا۔ کرامات پیر مغان معشوق کی شوق میکشی پر صدقے۔ اللہ اللہ

کلیم ؎ زمین کوئے جانان کو پہنچکر آسمان پایا ۔۔۔ مقابل مہر مہ سے ہو گیا نقشِ قدم میرا

پہلا مصرع یون بنایا یعنی منزلِ مقصود مین آکے پہنچا ہون جس سے صفائی پیدا ہو گئی۔

نواب فصیح الملک داغ دہلوی

اعلیٰ حضرت ہز ہائنس میر محبوب علی خان بہادر آصف سلطان دکن خلد آشیان کا مطلع تھا ؎

چہرے سے اُنکے رنگ جو ٹپکا عتاب کا — کیا ہو چلا ہے رنگ گلابی نقاب کا

اصلاح ؎ چھپتا نہیں چھپائے سے جہرا عتاب کا — ہوتا چلا ہے رنگ گلابی نقاب کا

جس شان کا شاہانہ مطلع تھا اُسی مرتبہ کی اصلاح بھی دی اب اس مطلع کی تعریف مین زبان و قلم دونوں قاصر ہین۔ اللہ۔ اللہ۔ چھپتا نہین چھپائے سے جہرا عتاب کا اور پھر اُسپر یہ قیامت "ہوتا چلا ہے" اس اُستادانہ ٹکڑے کی داد کیا دی جاسکتی ہے۔ زمانہ کی قید نے اس مطلع کو آسمان پر پہنچا دیا ایسی اُستادانہ اصلاح دینا واقعی فصیح الملک حضرت داغ ہی ایسے کہنہ مشق اُستاد کا حصہ ہے۔ اصلاح کیا دی موتی پرو دیئے۔[1]

جناب سید علی احسن صاحب احسن مارہروی ؎

دیکھنے کے لیئے آیا ہے زمانہ اُسکو — اک تماشا ہے مسافر بھی سفر سے پہلے

اصلاح ؎ دیکھنے کے لیے آتا ہے زمانہ اُسکو — اک تماشا ہے۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "آیا" کے "آتا" بنا دیا۔ احسن کے مصرع مین "آیا ہے" نے آنیوالوں کی آمد کو ختم کردیا تھا جس سے اگرچہ شعر کا مطلب پورا حاصل ہوتا ہے مگر کوئی خاص لطف نہ تھا اور "آتا ہے" سے آنے والون کی کوئی حد مقرر نہین ہوسکتی اور وہی تماشا معہ ہوتا ہے جس کے مشتاق بڑھتے چلے جائین ایک لفظ کے بدلنے سے شعر مین کس قدر لطف پیدا ہوگیا۔

[1] مولف کو یہ اصلاح مولوی محمد انعام اللہ خان صاحب عارف سنصرم کمشنری لکھنؤ سے ملی۔ جنھون نے خود اپنے اُستاد داغ مرحوم سے سُنا تھا۔

احسن ـ نہیں اٹھتیں نہیں ملتیں نہیں کھلتیں آنکھیں　　شرم ہو نشہ ہو یا نیند تمھیں آئی ہو

اصلاح ـ نہیں کھلتیں نہ اٹھتیں نہیں ملتیں آنکھیں　　شرم ہو ۔ الخ

اس اصلاح سے شعر میں کسقدر بلاغت پیدا ہو گئی۔ احسن کے پہلے مصرع میں تینوں باتیں موجود تھیں مگر ترتیب نہ تھی کھلنا مقدم ہے۔ اسکے بعد اٹھنا اور پھر ملنا۔ اس ترتیب سے واقعیت پیدا ہو گئی جو کہ پہلے نہ تھی۔

احسن ـ کسیدن بیخودی میں جا پڑے تھے انکے سینے پر　　بس اتنی سی خطا پر ہاتھ کچلے اسنے پتھر سے

اصلاح ـ کسیدن بیخودی میں جا پڑا تھا انکے سینے پر　　بس اتنی سی خطا پر ہاتھ کچلا اسنے پتھر سے

پہلے مصرع میں "جا پڑے" کی جگہ "جا پڑا" اور دوسرے مصرع میں "کچلے" کے بجائے "کچلا" بنایا اب اس اصلاح سے بیخودی پورے طور سے ثابت ہو گئی ورنہ حالت بیخودی میں دونوں ہاتھوں کا سینے پر جا پڑنا عین ہوشیاری سمجھی جائیگی۔

احسن ـ بات دل کی نہ کہو بزم میں احسن ان سے　　وہ لڑائی کو ہیں تیار کہا اور ہوئی

اصلاح ـ شامت آ جائیگی احسن جو کہا کچھ منھ سے　　وہ لڑائی ۔ الخ

اصل مصرع میں بات دل کی بزم میں کہنے کو کہا گیا تھا۔ اس خصوصیت کی چنداں ضرورت نہ تھی کیونکہ دوسرے مصرع میں یہ کہا جاتا ہے کہ "وہ لڑائی کو ہیں تیار کہا اور ہوئی" جبکہ کوئی لڑائی ہی پر آمادہ ہو تو پھر اسکی کیا ضرورت کہ وہ دل ہی کی بات سن کے لڑینگے زبان سے کوئی بات نکلی اور لڑائی رکھی ہے۔ اس اصلاح سے زبان کا لطف بڑھ گیا اور زوائد بھی رفع ہو گئے۔

احسن ـ خدا پرسش کریگا حشر میں اپنی خدائی کی　　بھلائی کی بھلائی سے برائی کی برائی سے

اس مطلع پر فصیح الملک حضرت داغ مرحوم نے یہ لطیفہ جملہ لکھکر واپس کیا کہ "آپ غزل کہہ رہے ہیں یا وعظ" مطلب یہ کہ مطلع رنگ تغزل سے باہر ہے اس لئے غزل میں نہ رہنا چاہیے۔

حسن ؎ ڈیوڑھی کی خیر کہہ کے لگائی جو اک صدا گھر سے نکل ہی آئے سمجھ کے گدا مجھے

اصلاح ؎ اِس در کی خیر کہہ کے لگائی جو اک صدا گھر سے ۔ الخ

اِس در کی خیر کہہ کے لگائی جو اک صدا ۔ یہ مصرع کس قدر محاورے مین ڈوبا ہوا ہے۔ جنھین زبان کا مزا ہے وہ اِس اصلاح کی داد دین گے ۔ اور حضرت داغ مرحوم کے کمالِ سخن اور سلامتی مذاق پر وجد فرمائین گے ۔ واقعی اصلاح اِسی کو کہتے ہین ۔

حسن ؎ ہمارے قتل پر یہ دو کہ ہر بار کیسی ہے ارادہ ہے تو بسم اللہ یہ تکرار کیسی ہے

اصلاح ہمارے قتل پر الخ ۔ ارادہ ہے تو بسم اللہ کر تکرار کیسی ہے

حسن کے دونون مصرعون مین "یہ" کا تو تکو بھلا نہ معلوم ہوتا تھا اسلئے دوسرے مصرع مین بجائے "یہ" کے "کر" بنایا جو نہایت فصیح ہے یعنی ارادہ ہے تو بسم اللہ کر تکرار کیسی ہے ۔

حسن ؎ رکھا ہے کیا ہے حضرتِ دل باغِ عشق مین آ کر ٹٹول لیجئے رنج و محن کے پھول

اصلاح ؎ رکھا ہے ۔ الخ حسرت کے اسمین پھول ہین تو رنج و محن کے پھول

ٹٹولنا فصحائے دہلی کی زبان نہین ہے شاید قصبات مین بولتے ہون اسلئے دوسرا مصرع بدل گیا

حسن ؎ کیون دستِ شوق صبح کو بستر سے چن نہ لے ہین یہ بسے ہوئے تری نازک بدن کے پھول

اصلاح کیون چشمِ شوق صبح کو بستر سے چن نہ لے ہین یہ ۔ الخ

دستِ شوق سے چشمِ شوق مین زیادہ عاجزانہ اشتیاق اور حسن لحوظ رکھا گیا ہے بے مثل اصلاح ہے

حسن ؎ گلدستہ ہے جو آپکی آنکھون کے سامنے شامل اسی مین ہے دلِ ناشاد کے پھول

اصلاح ؎ گلدستہ ہے ۔ الخ شامل اسی مین ہے دلِ مجروح کے پھول

دوسرے مصرع مین بجائے "دلِ ناشاد" کے "دلِ مجروح" بنایا دلِ مجروح کو عرق آلودگی کی رنگینی سے گلدستہ مین رکھا دیا

حسن ؎ تحیر مین پڑ رہے ہین لوگ کیسی رونمائی ہے نظر نیچی کئے ہین تیری صورت دیکھنے والے

اصلاح ؎ تحیر مین پڑے ہین لوگ کیسی خود نمائی ہے نظر نیچی کئے ہین ۔ الخ

بجائے "رونمائی" کے "خود نمائی" سے شعر مین معنوی خوبیان پیدا ہو گئین ۔

احسن ۔ چمن کی سیر کرتے ہیں چمن کے پھول جلتے ہیں — مرے افسردہ دل کے داغ حسرت دیکھنے والے

اصلاح ۔ نظر پڑتی ہی اس گلزار پر منہ پھیر لیتے ہیں — مرے افسردہ دل کے داغ الخ

پہلے مصرع کے بدل دینے سے شعر میں ایک حسن پیدا ہو گیا مطلب یہ کہ مرے افسردہ دل کے داغ حسرت دیکھے نہیں جاتے۔ دیکھنے والے منہ پھیر لیتے ہیں۔ یہ افسردگی ہے۔

احسن ۔ حسینوں کو تم دیکھا کرو حسینوں کی بہت دیکھینگے — ترس گئی ہیں نہ آنکھیں حسینوں کی آنکھیں حور و غلمان بھی

اصلاح ۔ حسینوں کو الخ — نہ حسینوں کی نہ آنکھیں حسینوں کی یہ حور و غلمان بھی

"نہ حسینوں کی نہ حسینوں کی" اس فقرہ کی تکرار ہی یہی تکرار ہی جیسے بحر فصاحت کی لہریں اور دریائے حسرت کی موجیں کہنا چاہیئے۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

جناب مولوی محمد انعام اللہ خان صاحب عارف متخلص ہم کشمیری لکھنؤ سے

عارف ۔ مشتاق ہم دل اور ابھی جو دیکھا کا — کیا اسکو مزہ دے گئی بیداد کسی کی

اصلاح ۔ مشتاق ہو دل چاٹ پڑی ہو جسے جب — کیا اسکو الخ۔

استاد داغ مرحوم نے پہلے مصرع میں "چاٹ پڑی ہو جسے جب" یہ استادانہ ٹکڑا رکھدیا جس سے شعر میں ایک مزہ پیدا ہو گیا کیونکہ دوسرے مصرع میں "مزہ دے گئی بیداد کسی کی" کہا گیا ہے اسکے لئے "چاٹ پڑی ہو" کیا خوب بنایا۔ محاورہ بھی یہی خوش اسلوب تھا۔

عارف ۔ گر تجھے جلوہ دکھانا ہو تو ہاں جلوہ دکھا — حسن کا تیرے جہاں کوئی تماشائی نہ ہو

اصلاح ۔ حشر برپا ہو الگ تجکو وہاں جلوہ دکھا — حسن کا ۔ الخ

پہلے مصرع کے بدل دینے سے شعر میں کس قدر ترقی پیدا ہو گئی۔

عارف ۔ گالیاں شام سے وہ تا بہ سحر دیتے ہیں — بس مرے کان شب وصل میں بھر دیتے ہیں

اصلاح ۔ گالیاں ۔ الخ — یوں مرے کان شب وصل میں بھر دیتے ہیں

دوسرے مصرع میں بجائے "بس" کے "یوں" بنایا۔ یوں سے پہلے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا اور دوسرے مصرع کی روانی بڑھ گئی۔ یعنی یوں مرے کان شب وصل میں بھر دیتے ہیں۔

عارف ۔ ہائے کہنا ناز سے انکا جگایا کیوں مجھے　　　طالع بیدار کو بیدار ہونے دیجیے

اصلاح ۔ آپ میرے ساتھ ہوتے ہیں پاسبانی کیلئے　　　طالع بیدار کو الخ

پہلا مصرع جناب عارف کا کچھ الجھا ہوا سا تھا۔ دوسرے مصرع کی مناسبت سے پہلا مصرع کیا خوب بنایا۔ پاسبانی کا ٹکڑا اس شعر کی جان سمجھیے۔

عارف ۔ یہ ہم غریبوں سے اچھا نہیں ہے دل کا غبار　　　اس آئینے کو مکدر نہ کر خراب نہ کر

اصلاح ۔ سبھی یہ کہتے ہیں اچھا نہیں ہے دل کا غبار　　　اس آئینے کو ۔ الخ

"سبھی یہ کہتے ہیں" اس ٹکڑے سے آب زبان کا لطف کتنا بڑھ گیا۔

عارف ۔ خود گلا کاٹا ہی دیکھی ہو جو اسکی نازکی　　　ہو اگر انصاف قاتل چوم لے بسمل کے ہاتھ

اصلاح ۔ خود گلا کاٹا ہو نازک دیکھ کر قاتل کے ہاتھ　　　ہو اگر الخ

پہلے مصرع کو بدلکر مطلع کر دیا۔ اب اس مطلع کی نزاکت اور شان ملاحظہ فرمائیے۔ خود گلا کاٹا ہو نازک دیکھ کر قاتل کے ہاتھ۔ اس مصرع کی کیا تعریف ہو سبحان اللہ۔

جناب آغا رفیق بلند شہری ۔

نفرت تھی بزم شعر سے کل تک تو زاہدا　　　آج آئے شاعروں میں عجب بے حیا ہیں آپ

اصلاح ۔ نفرت تھی بزم شعر سے کل تک تو شیخ جی　　　آج آئے شاعروں میں ۔ الخ

زاہدا کا استعمال لفظ ندا یہ کے ساتھ اکثر اساتذہ متاخرین نے ترک کر دیا ہے حضرت داغ بھی اسی کے عامل ہیں اسلئے پہلے مصرع میں بجائے "زاہدا" کے "شیخ جی" بنایا اور خوب بنایا۔

رفیق ۔ ابتو رفیق جان لب آیا فراق سے　　　ابتو نہ جائیں مظہر نور خدا ہیں آپ

اصلاح ۔ ابتو رفیق الخ　　　لیجے خبر کہ مظہر نور خدا ہیں آپ

رفیق کے دوسرے مصرع کی ترکیب اچھی نہ تھی کیونکہ پہلے مصرع میں بھی "ابتو" اور دوسرے مصرع میں بھی وہی ترکیب آپڑی ہے۔ اس تکرار نے شعر کو بیمزا کر دیا تھا اسلئے یہ مصرع بدلا گیا۔

رفیق ۔ تری نظر نے مجھے اس طرح بیقرار کیا　　　[illegible]

اصلاح ۔ تری نگاہ نے کچھ ایسا دلپہ وار کیا جگر نے زخم کے ہونٹوں سے دلکو پیار کیا

ظاہر ہے کہ پہلے مصرع کی ترمیم سے مطلع مین کسیقدر صفائی اور بندش مین چستی پیدا ہوگئی

رفیق ۔ دیکھئے کیا چیر اُس کا فرادا کے کمین ہے تیر کا پہلو ہے جو پہلو کسی محفل مین ہے

اصلاح ۔ دیکھئے کیا ۔ الخ تیر کا انداز ہے انداز جو محفل مین ہے

"تیر کا پہلو" محاورہ کے خلاف تھا خصوصاً اس موقع پر اسلئے "تیر کا انداز" بنایا ۔

رفیق ۔ پاؤن پڑتا ہے جہان مجنون کا نوک خار پر کہتی ہے لیلیٰ کہ یہ کانٹا بھی میرے دل مین ہے

اصلاح ۔ پاؤن پڑتا ۔ الخ کہتی ہے لیلیٰ کہ یہ کانٹا ہمارے دلمین ہے

مصرع ثانی مین "بھی" کا کوئی خاص ثبوت نہ تھا اسلئے بجائے اسکے "ہمارے" بنا کر مصرع کو درست فرمایا ۔

رفیق ۔ آج وہ خنجر لئے بیٹھے ہین دست ناز مین دیکھئے رنگ شہادت کسکے آب گل مین ہے

اصلاح ۔ آج وہ خنجر لئے بیٹھے ہین اپنے ہاتھ مین دیکھئے رنگ الخ ۔

بجائے "دست ناز" کے "اپنے ہاتھ" بنایا ۔ اپنے ہاتھ کی تخصیص نے لطف پیدا کر دیا ۔[1]

منشی ذوالفقار علی گوہر ۔

بزم عدو مین کیا نہ ہوا اور کیا ہوا کہتا ہے صاف آپ کا سرمہ بہا ہوا

اصلاح ۔ مرگ عدو مین کیا نہ ہوا اور کیا ہوا کہتا ہے ۔ الخ

اُستاد نے پہلے مصرع مین بجائے "بزم" کے "مرگ" کا لفظ بنایا ۔ اس اصلاح نے اس خاص فعل کو ثابت کر دکھایا جسکی وجہ سے سرمے کے بہنے نہ بہنے سے اشتباہ تھا اور ایک طفیلی پہلو بھی اس شعر سے نکل گیا جسنے شعر کو مذاق سلیم سے بالکل گرا دیا تھا ۔

نواب عزیز جنگ بہادر عزیز حیدر آبادی ۔

کیا جانیں آب تیغ کی لذت جناب خضر نازان ہین وہ تو اپنے ہی آب حیات پر

اصلاح ۔ کیا جانیں ۔ الخ مرتے ہین وہ تو چشمۂ آب حیات پر

دوسرے مصرع مین بجائے "نازان ہین" کے "مرتے ہین" بنایا ۔ اس مرنیکی لفظ نے شعر مین جان ڈال دی ہے ۔ (جلوۂ داغ)

[1] یہ اصلاحین خود آغا رفیق صاحب نے لکھکر مرحمت فرمائین مولف شکر گزار ہے ۔

منشی امیر اللہ تسلیم لکھنوی

حضرت تسلیم مرحوم کی اصلاحین سید ضمیر الدین احمد صاحب عرش گیاوی نے جو بھیجی ہین اُسمین منشی صاحب مرحوم کے قلم کے لکھے ہوئے نوٹ قابل دید ہین۔ جناب عرش اپنے عنایت نامہ مین تحریر فرماتے ہین کہ آپ کی بار بار کی یاددہانی اور اپنی معذوریان نیز خاموشی پر کمال ندامت ہو۔ بہرحال آج دیوان قدیم نکالنا پڑا۔ اُستاد تسلیم کی اصلاح اور اُن کا سوادِ خط دیکھکر زمانہ قدیم کا نقشہ آنکھو نکے سامنے پھر گیا۔ خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت مین جگہ دے۔ باوجود صد و سال کے نہایت زندہ دل اور فن شعر سے باخبر تھے جس کا اندازہ اِن شعرونکی اصلاح سے ہوجائیگا۔

ضمیر الدین احمد عرش گیاوی

عرش ؎ مرے نالون سے ہوتا ہی یقین آج — اُڑے گی مثل ذرّے کے زمین آج

نالے سے زمین کو کیون ضرر ہوگا یون کہو — فلک بھی ہوگا پابوس زمین آج

عرش ؎ جہان کل دیکھتے تھے ایک مجمع — نظر آتا وہان کوئی نہین آج

مصرع ثانی مین تعقید ہے یون بناؤ — وہان کوئی نظر آتا نہین آج

عرش ؎ ہون سرخرو جہان مین وہ دن خدا کرے — میرا ازل سے داغ سے انگیا کے پان پر

کیا چھاتیان کاٹ کھاؤگے ؎

اب شاعری کے بدلے فقط رہ گئی جگت — لے جان پہنو انگرکھا ہاتھی کے تھان کا

یہ شعر غزل سے نکال ڈالو۔ رشتات کا زمانہ گیا۔

عرش ؎ اُس سادہ دل نے مجکو جو دیوانہ کردیا — زنجیر ناپسند ہوئی ناگوار طوق

سادہ دل احمق کو کہتے ہین پہلے مصرع کو یون بنادو۔ اُس سادہ رو نے مجکو جو دیوانہ کردیا

عرش ؎ تنگ ہے یہ عرش فکر روزگار دہر سے — اب تو کردو اُسکی تم حاجت روا یا غوث پاک

روزگار بمعنی چاکری اُردو ہی اور روزگارد ہر ایک معنی اس مصرع کو یون بنا دو

"تنگ ہے یہ عرش فکر انقلاب دہر سے"۔

عرش ؎ غضب کا حسن ہے خال لب جان بخش دلبر مین — کوئی کشتی روان ہی موج بحر آتش تر مین

خال مشبہ ہی کشتی مشبہ بہ ہی ان دونون مین وجہ تشبیہ کیا ہی صرف الفاظ جمع کر دینے سے کیا فائدہ شعر نکال دو۔

عرش ؎ نظر آتے نہین ہنستے مین دندان — گرے ہین اُسکے مُنھ سے پھول جھڑ کے

پھول جھڑنا اور چیز ہی نظر آنا اور شے اِس سے تو یہ پایا جاتا ہی کہ اُسکے دندان پھول بن کے جھڑ گئے۔ اسے غزل سے نکال دو۔

عرش ؎ حلقے آنکھ مین یہان لپنے پڑے جاتے ہین — ہی اُدھر عیش وہان کچے گھڑے جاتے ہین

کچے گھڑے کیا معنی ہین سچے گھڑے کی بمعنی شراب سُنا ہی۔ مگر خاص لوگون سے نہین۔

عرش ؎ جبرئیل تو گیا اُسکا تصور بھی نہ پہنچے — ہی عرش سے اونچا کہین ایوان بتان بس

بھائی اتنا کفر اچھا نہین۔

عرش ؎ تار کفن کی ساتھ کھُلو وہ بستہ روز مرگ — تسبیح عمر مین نہین دانے انار کے

ضلع جگت کہنے لگے۔

عرش ؎ بعد مُردن ہون بخت سیہ کا مشکور — تیرگی مونس و ہمدم لحد تار مین ہی

مشکور بمعنی شاکر غلط ہی بجائے "مشکور" کے ممنون بنا دیجئے۔ بعد مرُدن ہون بخت سیہ کا ممنون

جناب سید فضل الحسن صاحب حسرت موہانی ؎

ستم ہو جائے تمہید کرم ایسا بھی تا کہ ہو — بتا تاثیر وفا لے ضبط غم ایسا بھی تا کہ ہو

اصلاح کے بعد — محبت مین بتا اے ضبط غم ایسا بھی تا کہ ہو

دوسرے مصرع مین بجائے "بتا تاثیر وفا کے" "محبت مین بتا" بنا دیا۔ اب اس مطلع کی بلندی اور معنوی خوبیان ملاحظہ فرمائیے "بتا تاثیر وفا" مین شان اُردو کہان جو اصلاح نے پیدا کر دی
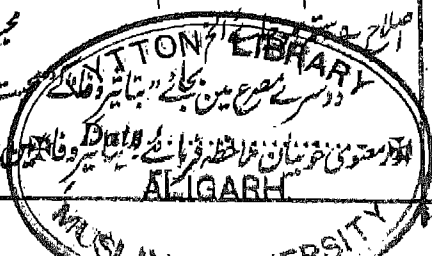
اساتذہ جب تک اُردو کے شعر مین اُردو کا لفظ مل سکے فارسی الفاظ نہین آنے دیتے

حسرت ؎ جفائے یار کے شکوہ نہ کرا ہی رنج ناکامی　　　سکون و نا اُمیدی ہون ہم ایسا بھی تو ہوتا ہے

اصلاح ؎ جفائے یار الخ　　　اُمید و یاس دونون ہون ہم ایسا بھی تو ہوتا ہے

دوسرے مصرع مین بجائے سکون و نا اُمیدی کے " اُمید و یاس " کا ٹکڑا کس قدر لطیف رکھدیا

اب پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے ربط ہو گیا مطلب یہ کہ جفائے یار کے شکوے لے رنج ناکامی کر کیونکہ اُمید و یاس دونون ساتھ ہون ایسا بھی ہوتا ہے اُمید کیساتھ یاس کا ہونا کتنی لگتی ہوئی بات ہے جو ہر وقت مشاہدہ مین آتی رہتی ہے۔ اُمید جفائے یار کے شکوے نہین کرنے دیتی۔ مگر یاس رہ رہ کر ابھارتی ہے۔ ان دونون نے ملکر عاشقِ جانباز کو کشمکش مین ڈال رکھا ہے مگر ادبِ عشق یہی کہتا ہے کہ جفائے یار کے شکوے زبان پر نہ آنے پائین اور مذہبِ عشق مین دلدادگانِ اُلفت کا یہی مشرب ہے۔ جناب حسرت کے مصرع ثانی مین " سکون و نا اُمیدی " کا ٹکڑا کچھ بے جوڑ سا تھا جسکو یادگارِ نسیم حضرتِ تسلیم نے کیا خوب بنایا۔ اُستادانہ اصلاح ہے اسی سبحان اللہ

حسرت ؎ وقارِ صبر کھویا گریہائے بیقراری نے　　　کہین لے اعتبارِ چشمِ نم ایسا بھی ہوتا ہے

اِس شعر پر حضرتِ تسلیم نے یہ نوٹ لکھکر قلم زد کر دیا۔ کہ آب چشم نم متروک ہے۔ چشم پُرنم صحیح ہے۔　　　(اُردوئے معلّٰی)

جناب محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی جو پہلے مولوی عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی کے شاگرد تھے اور پھر حضرتِ تسلیم مرحوم کو اپنا کلام دکھانے لگے۔

شوق ؎ اتنے ارمان ہین اے شوق ہمارے دل مین　　　آرزو ڈھونڈھتی ہے راہ نکلنے کے لیے

اصلاح ؎ حسرتین بھر گئین اے شوق یہانتک دل مین　　　آرزو ڈھونڈھتی ہے الخ

حسرت و ارمان کا جو نازک فرق اس اصلاح مین دکھایا گیا ہے وہ دیکھنے کی چیز ہے " حسرتین بھر گئین اے شوق یہان تک دل مین " اس " یہان تک " کی کیا تعریف ہو سکے مطلب یہ کہ حسرتین یہان تک دل مین بھر گئین ہین کہ آرزو نکلنے کے لیے راہ ڈھونڈھ رہی ہے

شوق ۔ چمن میں کس لئے آ کر پھول توڑے   تو یاد آ گیا دل دُکھانا کسی کا

اصلاح ۔ چمن میں جو گلچیں نے کچھ پھول توڑے   تو یاد آ گیا الخ

پہلے مصرع میں بجائے "کسی نے" کے "گلچیں" اور "آکر" کی جگہ "کچھ" بنایا۔ پھول توڑنے کیلئے "گلچیں" کا لفظ ضروری تھا۔   (از خواجہ عشرت لکھنوی)

جناب منشی گور پرشاد صاحب قیس لکھنوی سے

خوشی سے ہنس کے کہتے ہیں دہانِ زخم بسمل کے   یہی جی چاہتا ہے چوم لیں ہم ہاتھ قاتل کے

لبِ گویا یہ کہتے ہیں دہان زخم بسمل کے   یہی جی۔ الخ

پہلے مصرع میں "لبِ گویا" کے ٹکڑے نے مطلع کی شان کو دوبالا کر دیا۔

قیس ۔ اے صبا رہنے نہ دی کوچے میں اس کے خاک تک   اور ہوا خواہی جتاتی ہے تو مجھ برباد سے

اصلاح ۔ اے صبا۔ الخ   اور ہوا خواہی کا دم بھرتی ہے مجھ برباد سے

دوسرے مصرع میں بجائے "جتاتی ہے تو" کے "دم بھرتی ہے" بنایا صبا کی مناسبت سے دم بھرنا خوب ہے اور جب مصرع اولیٰ میں صبا کو مخاطب کیا تو مصرعۂ ثانی میں "تو" کا لفظ لانا ضرور نہ تھا اس اصلاح سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا۔ اور مصرع میں سلاست پیدا ہو گئی۔

قیس ۔ شبِ فرقت میں ہائے ہوئی ہے یہ مری شکل مہیب   ملک الموت مجھے دیکھ کے ڈر جاتے ہیں

اصلاح ۔ شبِ فرقت میں وہ صورت ہے کہ مرنا مشکل   ملک الموت۔ الخ

پہلے مصرع میں بجائے "ہوئی ہے یہ مری شکل مہیب" کے "وہ صورت ہے کہ مرنا مشکل" ایسا معنی خیز ٹکڑا اُستاد نے رکھ دیا کہ جس سے شعر کا مرتبہ بہت بلند ہو گیا۔ مصرع میں بلاغت کے علاوہ روانی بھی پیدا ہو گئی۔

قیس ۔ باسی ہو کر لطف دیتی ہے فزوں وقت سحر   ہلکی ہلکی بھینی بھینی خوشبو اُن کے ہار کی

اصلاح ۔ باسی ہو کر اور بھی ملتی ہے دل وقت سحر   ہلکی ہلکی الخ

قیس کے پہلے مصرع کی بندش ذرا اُلجھی ہوئی تھی۔ اُستاد تسلیم مرحوم نے اصلاح

کیا دی موتی پرو دیے ۔ باسی ہو کر اور بھی ملتی ہو دل وقت سحر۔ باسی ہارون کی بو جن کے دماغون مین بسی ہوئی ہو۔ اُن آوارگان کوئے اُلفت سے اس مصرع کی نزاکت اور واقعیت پوچھیئے۔ مجھے اسی مضمون کا ایک شعر اپنے کسی دوست کا یاد آگیا۔ نام تو نہ بتاؤنگا مگر ناظرین کرام کی دلچسپی کے لیئے شعر لکھے دیتا ہون۔ ملاحظہ ہو ؎

نہین معلوم کیسی بو ہو ان چوٹی کے ہارون مین ۔۔۔ سحر کیطرح ٹوٹتے ہین باسی پھول یار دمین

حقیقت تو یہ ہو کہ ایسی اصلاحین دینا ایسے ہی کامل الفن اُستاد کا حصہ ہے[1]

جناب عظمت علی صاحب حسرت لکھنوی ؎

حسرت ؎ شوق دیدار مین بیتاب جاتا ہو دل ۔۔۔ سُن لیا ہو کہ پس پردہ قیامت ہو گی

اصلاح ؎ شوق دیدار نے ہلچل سی مچادی دل مین ۔۔۔ سُن لیا الخ

ایک لفظ "ہلچل" کا اضافہ کسقدر مناسب اور معنی خیز ہو خصوصًا قیامت کے لئے تو قیامت ہی ہے۔

حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی

جناب انور حسین صاحب آرزو جانشین جناب جلال لکھنوی ۔

آرزو ؎ پایا نہ شائبہ بھی اُس گُل کی رنگ و بو کا ۔۔۔ سبزہ ہوئے نہ زہر کھایا لالے نے خون تھوکا

اصلاح ؎ پایا نہ شائبہ ۔ الخ ۔۔۔ سبزہ ہے زہر اُگلا لالے نے خون تھوکا

دوسرے مصرع مین بجائے "زہر کھایا" کے "زہر اُگلا" بنایا۔ زہر اُگلا" اس محاورے نے مطلع کو اور بلند کر دیا۔ اب پہلے سے کس قدر ترقی ہو گئی۔

ابو الصواب مولانا رعب شاہ آبادی ؎

رنگ رُخ اُڑ کر مرا ہو گیا اُس گُل کی شمیم ۔۔۔ شہرت حسن بنا راز غم افشا ہو کر

[1] یہ اصلاحین خود جناب قیس نے لکھکر مولف کو مرحمت فرمائین آپکی اس عنایت کا دلی شکریہ۔

اصلاح ۔ نرگس کے رخ اُڑ کے مزا ہوگیا اُس گل کی مہک شہرت حسن بنا راز غم افشا ہوکر

اُستاد نے پہلے مصرع میں بجائے "شمیم" کے "مہک" بنایا۔ اُردو کے شعر میں جہانتک اُردو کا لفظ ملے۔ اساتذہ فارسی کا لفظ نہیں آنے دیتے"۔ اسلیئے حضرت جلال نے بجائے "شمیم" کے "مہک" بنایا۔

جناب منشی میکولال صاحب عشرت جانشین جلال لکھنوی ؎

جب یہ چہل بل دیکھی بھالی جائیگی کس سے پھر حالت سنبھالی جائیگی

اصلاح ۔ جب یہ چہل بل الخ کس سے پھر نیت سنبھالی جائیگی

دوسرے مصرع میں بجائے "حالت" کے "نیت" بنایا یہاں نیت ہی کا لفظ نہایت مناسب تھا۔ کیا خوب اصلاح دی۔

عشرت ۔ میں غش میں ہوں جو بوسۂ گیسوئے یار سے غل ہے یہ مرگیا اثر زہر مار سے

اصلاح ۔ میں غش میں ہوں جو بوئے خوش زلف یار سے غل ہے ۔ الخ

پہلے مصرع میں "بوسۂ گیسو" کی جگہ "بوئے خوش" بناکر شعر کو درست کیا "بوسۂ گیسو" سے مولف کے کان آشنا نہیں۔ بوئے خوش خوب بنایا۔ صلِّ علیٰ۔

عشرت ۔ کھیلیں گے ہم شکار ابلہ مدعا ضرور گلچھرے ہیں چلائینگے گولی کباب کی

اصلاح ۔ کھیلیں گے الخ گلچھرے ہیں لگائینگے گولی کباب کی

دوسرے مصرع میں بجائے "چلائینگے" کے "لگائینگے" بناکر مصرع کو درست فرمایا گولی لگانا محاورہ خواص ہے۔ گولی چلانا عوام کہتے ہیں۔

نوٹ

افسوس کہ جلال مرحوم کی اصلاحیں زیادہ نہ مل سکیں اسکی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ جناب آرزو نے اس کا وعدہ فرمایا تھا کہ میں اُستاد مرحوم کی اصلاحیں منگوا دونگا مگر وہ بیچارے خود اپنی پریشانیوں میں مبتلا ہوگئے۔

منشی احمد علی شوقؔ قدوائی

قطعۂ تاریخ

مولوی محمد حسین صاحب محویؔ لکھنوی سے

کیوں نہ پامالِ ملال و حزن ہوں اہلِ وطن　　صدمۂ تجہیز و تکفین پہنچا جو در رنج و محن

اصلاح ۔ کیوں نہ ۔ الخ　　جوششِ رنج و الم ہو کثرتِ رنج و محن

محویؔ کے دوسرے مصرع کی ترکیب اور رنج و محن سے خراب ہو گئی تھی ۔ اس سبب تھوڑا سا تصرف کر کے کسقدر چست و صاف کر دیا سبحان اللہ اصلاح ایسی ہوتی ہیں ۔

محوی ۔ موم ہو جاتے کڑے دل وعظ کی تاثیر سے　　کچھ عجب تھا دلربا اُس مرد کا طرزِ سخن

اصلاح ۔ موم ہو جاتے ۔ الخ　　کچھ عجب دلکش تھا اُس مرحوم کا طرزِ سخن

دوسرے مصرع میں تھا دلربا اُس مرد کے لفظوں سے بندش خراب ہو گئی تھی ۔ اُسکی جگہ تعقید ہٹا کے "دلکش تھا اس مرحوم" بنا کر جان ڈال دی ۔ اب ارباب ذوق دیکھیں کہ کیا بات پیدا ہو گئی مصرع کسقدر بلند ہو گیا ۔

دوسرا قطعۂ تاریخ

محوی ۔ بزم عشرت تا ہی غم وا ہو گئے ہو کیوں　　زخم دل میں کیوں ترقی ہو رہا ناسور کیوں

اصلاح ۔ بزم عشرت ہے ۔ الخ　　زخم دل کیوں بڑھ گیا ہے پڑ گیا ناسور کیوں

دوسرے مصرع میں "ترقی ہو رہا" کچھ بے جوڑ الفاظ تھے ۔ ایک ہی قسم کے مضمون کی ضرورت تھی اور زخم کے لیئے ترقی کا لفظ بھی اچھا نہ تھا ۔ اُستاد نے یون بنا دیا "زخم دل کیون بڑھ گیا ہے پڑ گیا ناسور کیون" آپ دیکھیے کہ علاوہ تجنیس لفظی و خطی کے کس قدر صاف مصرع ہو گیا ۔ معانی اور بیان دونوں کی خوبیان پیدا ہو گئین ۔

محوی ۔ یہ تو غم کس لیئے ہو پامال پر آیا ہے محیط　　یہ مسلمانوں کی بستی ہو گئی بے نور کیوں

اصلاح ← سایۂ غم کسلئے بھوپال پر ہو آب محیط — یہ مسلمانونکی بستی ہوگئی بے نور کیون

"پرتو" کی جگہ پہلے مصرع مین "سایہ" بنایا۔ اور یہ فرمایا کہ پرتو کا لفظ غم یا تاریکی کے لیئے نہین بلکہ سایۂ ہونا چاہیئے روشن د نور کے لیئے پرتو اچھا ہے۔ یہ نکات جاننا اور بنانا حقیقتاً ایسے ہی مسلّم الثبوت اُستاد کا کام ہے۔

محوی ← عقل و دانش نے مجھے تسکین دیکر یون کہا — خود بھی شکوہ ہو سُن بھی اسقدر رنجور کیون

اصلاح ← عقل و۔ الخ — صبر کر اب صبر کر ہو اسقدر رنجور کیون

دوسرا مصرع کسقدر اُلجھا ہوا تھا۔ اور لفظ شکوہ بالکل بے موقع تھا۔ لہذا اُستاد نے مصرع بدل کر اپنے کمال اُستادی کا ثبوت دیا۔

محوی ← حیف دُنیا سے گئے سور بقا عبد العزیز — کھو گیا یارب جو د و اعظِ مشہور کیون

اصلاح ← حیف دُنیا۔ الخ — ہو گیا پنہان جمال و اعظِ مشہور کیون

دوسرے مصرع مین "یارب" بالکل حشو تھا اور "وجود کھو گیا" مہمل اب اصلاح سے مصرع کی جو کچھ حالت ہو گئی ظاہر ہے۔ سبحان اللہ۔

محوی ← دیکھو یہان مرقع عبرت ہو گل ہان — حاصل ہو لطف باغ مرے دل کے داغ مین

اصلاح ← دیکھو یہان۔ الخ — ہو لطف باغ میرے دلِ داغ داغ مین

دوسرے مصرع مین ایک آنچ کی کسر تھی پورا مطلب دا نہ ہوا تھا۔ لہذا یون بدلا گیا۔

محوی ← بُلبُل بکلی نکتہ چین ہو خدا خیر ہی کرے — محوی غزل سرا ہو حریفونکے باغ مین

بُلبُل کا نکتہ چین ہونا کسی نے نہین لکھا لہذا یہ غلط تھا اور اُسے حریف قرار دینے کی کوئی وجہ نہین لہذا اُستاد کامل نے اس مقطع کو یون بنایا۔

رنگین بیانیون کا جمے رنگ یارب آج — محوی ہو نغمہ سنج حریفونکے باغ مین

محوی ← جب سے آیا ہے ماہ ساون کا — کیسا دلکش سمان ہو گلشن کا

اصلاح ؎ رنگ جب سے جما ہے ساون کا خوب دلکش سمان ہے گلشن کا

اب پہلے کے بہ نسبت شعر خوب مرغوب ہو گیا۔ اول مصرع مین محاورے کی کتنی خوبی پیدا کر دی۔

محوی ؎ آتے بادل کے دل کے دل سارے ان کے انداز ہین بہت پیارے

اصلاح ؎ آتے بادل کے دل کے دل کالے جھومتے ہین یہ جیسے متوالے

اوّل مصرع مین "سارے" کی جگہ "کالے" بنا دیا اور دوسرا مصرع اتنا بلند کر دیا کہ شعر زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔

محوی ؎ زاید اُمید سے بھی یہ برسا آ گئے پور یک بیک دریا

اصلاح ؎ زاید اُمید سے جو یہ برسا ساحلون سے نکل گئے دریا

دوسرے مصرع مین "یک بیک" حشو تھا۔ بجائے اسکے "ساحلون سے نکل گئے" کتنی پیاری اصلاح ہے۔ دوسرے مصرع کی روانی و بلندی قابل دید ہے۔ پہلے مصرع مین "بھی" بجائے "بھی" کے "جو" خوب بنایا۔

محوی ؎ اُف چلی کس غضب کی تیز ہوا ننھا ننھا کلیجا کانپ اُٹھا

اصلاح ؎ اُف چلی۔ الخ۔ دل کچھ ایسا ڈرا کہ کانپ اُٹھا

ننھا ننھا کلیجا اس موقع پر اچھا نہ تھا۔ دوسرے مصرع کی ترمیم سے عمومیت بھی پیدا ہو گئی۔ لطف زبان و بیان بھی نمایان ہو گیا۔ ۲۱-جولائی ۱۹۱۱ء

محوی ؎ ہوا ثابت یہ بلبل کے بیان سے کہ گل ہین تنگ جور باغبان سے

اصلاح ؎ ہوا ثابت یہ بلبل کی فغان سے کہ گل ہین۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "بیان" کے "فغان" بنا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسی لفظ کا یہ شعر محتاج تھا اور جو بات اب پیدا ہو گئی اُسکا بیان کرنا دشوار ہے۔ ۲۱-اگست ۱۹۱۱ء

محوی ؎ یہ کہتا ہے ٹپک کر قطرۂ اشک مین گم گشتہ ہون اپنے کاروان سے

اصلاح ۔ یہ کہتا ہے ٹپک کر قطرۂ اشک — کہ مین چھوٹا ہون اپنے کاروان سے

ترمیم سے آپ کس قدر صحیح معنی پیدا ہو گئے اور مصرعۂ اولیٰ کو مصرعۂ ثانی سے کس قدر تناسب پیدا ہو گیا۔

محوی ۔ قیامت ہے دل مظلوم کی آہ — گزر جاتی ظالم آسمان سے

اصلاح ۔ قیامت ہے ۔ الخ — کہان پہونچی گزر کر آسمان سے

"کہان پہونچی" کی بلاغت کی کوئی انتہا نہین آپ دوسرا مصرع کس قدر بلیغ ہو گیا۔

محوی ۔ دم غم مجکو عاشق ہین تمھارے — زرا اتنا تو کہدو آسمان سے

اصلاح ۔ نہ لٹے صدمے تمھارے عاشقون کو — زرا اتنا ۔ الخ

محوی کا پہلا مصرع اُلجھا ہوا تھا۔ اُسکو کس خوبی سے درست فرمایا کہ آپ پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے کتنا ربط پیدا ہو گیا۔ خوبی اصلاح یہ ہی کہ آپ شعر کو پڑھیے تو اور ہی لطف دے گا۔ محوی — ہ ستمبر ۱۹۱۱ء

رُباعی

اس ہستی کا اعتبار ناداں کرین — زیست ہی کیا کہ آخر کار مرین
ہمنے تو یہ عمر کھو کے سیکھا محوی — قابو ہو تو دُنیا مین قدم ہی نہ دھرین

اول شعر کے مصرعۂ اول مین "ہستی" کی "ی" گر گئی جو فارسی لفظ ہونے کی وجہ سے جائز نہین مگر اس طرح بنانا کہ لطف شعر زیادہ اور شعر بلند پایہ ہو جائے یہ حضرت شوق ہی کا کام ہے حضرت نے یون درست فرمایا۔

اس زیست کا اعتبار ناداں کیجئین — جینا ہے وہ کیا کہ آخر کار مرین

محوی ۔ تو چرخ چنبری کا تو نظر ہے شاید — پیوند دل ہوا اُسکا لخت جگر ہے شاید

اصلاح ۔ کیا چرخ چنبری کا تو نظر کہون مین — چھوٹا سا لیا قمر کا لخت جگر کہون مین

اول تو لفظ "شاید" پہلے مصرع مین اچھا نہ تھا۔ اور دوسرا مصرع بہت اُلجھا ہوا اور

خراب تھا اس اصلاح سے شعر اچھا خاصا ہوگیا۔ یہ نظم "تارا" الہ آباد کے مشہور رسالہ ادیب میں چھپی ہے۔ یکم جولائی سنہ ۱۹۱۱ع

محوی — پائی ہیں تو نے تجھ میں شان کرشمہ سازی ہو اپنے شائقوں سے گرم نظارہ بازی

شائقوں کا لفظ نکال کر اس شعر کو یوں درست فرما کر بلند تر کر دیا اور اب پہلے سے بہت صاف و پاکیزہ ہوگیا۔ اصلاح ملاحظہ ہو۔

کیا تیری آنکھ کو ہے فکر کرشمہ سازی کیوں جانتی ہیں سب ہے نظارہ بازی

اوپر سے جو استفہامیہ اشعار چلے آرہے تھے اب اسمیں بھی وہ التزام برقرار رہا پہلے نہ تھا۔ اور بھاری بھاری الفاظ بھی نکل گئے۔ اور اب کچھ اور ہی خوبی پیدا ہوگئی

محوی — تو او سپہر گردان گرم سفر نہیں ہے یہ بام آسمان پر رقصان کوئی حسین ہے

اس شعر کے پہلے مصرع میں "سپہر گردان" اچھا نہ تھا اور "بام آسمان" کا ٹکڑا دوسرے مصرع میں لہذا یوں بنایا گیا ہے

پُر نور تیرا رُخ ہے روشن تری جبین ہے تارا ہے یا فضا میں رقصان کوئی حسین ہے

محوی — جگنو ہے آسمان کا یا آگ کا شرارا رہتا ہے رات بھر تو بے شبہ عالم آرا

اصلاح — جگنو میں تجھکو سمجھوں یا آگ کا شرارہ رہتا ہے۔ الخ

"آسمان کا جگنو" اول مصرع میں صحیح نہ تھا۔ لہذا اس نقص کو رفع فرما دیا اور یوں بنا یا "جگنو میں تجھکو سمجھوں یا آگ کا شرارا" دوسرا مصرع بدستور رکھا۔

محوی — سو جا اُٹھ کے محوی اب نیند آرہی ہے یہ تیرگی بھیانک ہمکو ڈرا رہی ہے

دوسرا مصرع بہت بھدا تھا اور الفاظ موٹے موٹے آگئے تھے لہذا مصرع اولی کو مصرع ثانیہ قرار دیا اور پہلا مصرع یہ لکھ دیا ہے "کالی گھٹا سے ظلمت دنیا پہ چھا رہی ہے"

اسی نظم میں ایک شعر یہ تھا ہے

کیا دور سے نمایاں تجھ میں چمک دمک ہے بقعہ ہے نور کا تو یا اختر فلک ہے

اصلاح ؎ کیا دور سے نمایاں تیری چمک دمک ہے ۔ تو رونقِ فضا ہے تو زینتِ فلک ہے

اوّل مصرع میں "مجھ میں" کی جگہ "تیری" بنایا اور دوسرے مصرع میں "بقعہ ہے نور کا" یہ الفاظ اچھے نہ تھے مصرع کی بندش سست تھی۔ لہذا مصرع بدلکر اسکو چست کیا۔

نظم ادائے بے نیازی اصلاح شدہ ۱۲ فروری ۱۹۱۱ء

محوی ؎ مرے دلکو بھا گئی ہے یہ ادائے بے نیازی ۔ کہ ہے بے نیاز ہوکر تمھیں پاس دلنوازی
اصلاح ؎ مرے دلکو بھا گئی ہے یہ ادائے حسنِ دلکش ۔ کہ ہے بے نیاز ہوکر تمھیں پاسِ دلنوازی

پہلے مصرع میں بجائے "بے نیازی" کے "حسنِ دلکش" بنایا اور یہ نوٹ تحریر فرمایا کہ "قطعہ میں مطلعوں کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہونا معیوب نہیں بلکہ نہ ہو تو بہتر تاکہ قصیدے کی شان نہ پیدا ہو۔ لہذا مصرعۂ اوّل کا قافیہ نکالنا پڑا"

محوی ؎ جو دکھاؤ اپنی صورت کہ ہے یہ بھی اک قیامت ۔ تو نہ عاشقوں کو کھلکے شبِ ہجر کی درازی
اصلاح ؎ جو سحر پہ منحصر ہو رخِ مہروش کا جلوہ ۔ تو نہ ۔ الخ۔

اول مصرع میں "کہ ہے یہ بھی اک قیامت" حشو اور ڈھیل سا تھا اور مصرع بہت ہلکا تھا ترکیب بھی چست نہ تھی۔ لہذا اسکو بدل دیا "جو سحر پہ منحصر ہو" اس سے دوسرے مصرع میں جان پڑ گئی اور دونوں مصرع اب دست و گریباں ہو گئے۔ اور بندش الفاظ کسقدر پیاری رہی۔ الفاظ بھی عمدہ لائے گئے۔

محوی ؎ کوئی مر مٹے ستم کش تو جھلک تم دکھاؤ ۔ وہی وعدہ روزِ محشر کی کروگے حیلہ سازی
اصلاح ؎ کوئی مر مٹے گا لیکن نہ جھلک دکھاؤگے تم ۔ وہی وعدہ ۔ الخ

پہلے مصرع کی بندش خراب تھی۔ اور چست ہونیکی ضرورت تھی اور ترکیب بھی بودی تھی۔ لہذا آپ "نظر شوق" اسکو بدستور رہنے دیسکتی تھی لہذا پہلے مصرع کو بدلکر چست کردیا۔ دیکھیے الفاظ وہی ہیں مگر اب شعر میں جان آگئی اور کسقدر چست مضبوط ہو گیا

یہ تمھارا آستان ہی کہ یہ دیر یہ حرم ہی — یہین جمع ہین برہمن یہین جمع ہین نمازی

اصلاح ؎ یہ تمھارا آستان ہی کہ ہی دیر بھی حرم بھی — یہین جمع ۔ الخ

پہلے مصرع کو ایک ادنیٰ تصرف سے چُست کر دیا اب کچھ اور ہی بات پیدا ہو گئی۔

محوی ؎ کسی سنگ ولسے آہونکا جو حوصلہ بڑھایا — تو کریگی نرم محوی اُسے تیری دلگدازی

اصلاح ؎ کسی سنگ دل سے جلکر جو ہی ہین گرم آہین — تو کریگی ۔ الخ۔

اوّل مصرع اِس مقطع کا بھی درست و چُست نہ تھا اور نہ کوئی مناسبت مصرعۂ ثانیہ سے رکھتا تھا اسلیئے ترمیم کیا گیا اب دوسرے مصرع سے کسقدر چسپان ہوگیا اور رعایت بھی پیدا ہو گئی

قطعۂ تاریخ مثنوی عاجز اصلاح شدہ ۱۲-فروری سنہ ۱۹۱۱ء

محوی ؎ الفاظ درست بند و شین چُست — انداز بیان بھی ہے بے مثل

دوسرے مصرع کو یون بنایا "انداز بیان کا بھی ہی بے مثل" اور یہ نوٹ لکھدیا نون کا اعلان "ز" کی ترکیب اضافی سے غلط ہو گیا تھا۔

محوی ؎ قصّہ کا پلاٹ ہو خوش اسلوب — افسانہ ہے یا پری ہے بے مثل

پہلا مصرع بالکل بے تکا تھا۔ پلاٹ کی صفت خوش اسلوب کیسے ہو سکتی ہے۔ اِس سبب سے شعر یون کر دیا گیا ؎

اللہ رے شوخی مضامین — جو لفظ ہے وہ پری ہے بے مثل

اب جس قدر ترقی اور رعد گی شعر کو حاصل ہو گئی وہ محتاج بیان نہین۔

نظم مجمع احباب اصلاح شدہ ۱۷-فروری ۱۹۱۱ء

محوی ؎ مایوسیو نمین اُمید اُسنے دلائی مجھکو — ٹوٹے ہوئے دلونکی اُسنے بڑھائی ہمت

دوسرے مصرع مین ٹوٹے ہوئے دلونکی ہمت بڑھانا کچھ بے تکی سی بات تھی اِس

سبب سے تصرف کرنا پڑا اور ایسا تصرف کیا کہ مصرع زمین سے آسمان پر پہنچ گیا اور پہلے
مصرع کے مقابلہ مین بہت خوب ہو گیا "مجبور یون مین اسنے دل کی ٹہہ لی ہمّت"
اب دیکھیے کیا بات پیدا ہو گئی نکتہ رس طبیعتین ہی کچھ ان نکات کو سمجھ سکتی ہین۔

محوی ؎ برتاؤ وہ وفا کے اخلاص سے وہ ملنا / وہ دوستانہ رافت یارانہ وہ حمیّت

بظاہر کوئی عیب اس شعر مین نہین مگر پہلے مصرع کا دوسرا ٹکڑا اچھا نہ تھا اور
دوسرے مصرع مین "رافت" غریب لفظ ہے۔ اسکی جگہ ایک پاکیزہ لفظ "باتین" رکھکر مصرع
کو صاف کر دیا اول مصرع کو یون بنا دیا "برتاؤ وہ وفا کا وہ لطف انتہا کا" اب شعر
مین کسقدر خوبی و دلکشی پیدا ہو گئی۔

محوی ؎ ہمراز تھے وہ میرے وہ ہم خیال میرے / وہ ہم سخن تھے میرے وہ میرے ہم عقیدت

اول مصرع کا دوسرا ٹکڑا خراب تھا وہان بھی "تھے" کی ضرورت تھی تاکہ اوّل
ٹکڑے سے تقابل رہے اور خوبی پیدا ہو لہذا یون بنایا "ہم بزم تھے وہ میرے"
اب اس شعر کو یون پڑھیے ؎

ہم راز تھے وہ میرے ہم بزم تھے وہ میرے / وہ ہم سخن تھے میرے وہ میرے ہم عقیدت

محوی ؎ یہ اتحاد یارب قائم رہے ہمیشہ / ہرگز نہ منتشر ہو شیرازۂ محبت

اس شعر پر حسب ذیل نوٹ لکھکر کاٹ دیا اور اسکی جگہ دوسرا شعر لکھدیا۔
دوستونکی جدائی سے صحبت مٹ سکتی ہے۔ محبت نہین مٹ سکتی۔ محبت
تو ہر جگہ دلونمین رہیگی اگر محبت مٹے تو دوستی نہ تھی۔ پھر یون شعر لکھدیا ہے۔

شیرازہ ٹوٹنے سے اوراق منتشر ہین / اب وہ کہان ہین جلسے اب وہ کہان ہے صحبت

محوی ؎ فانوس شمع روشن اپنے نہ فرش زرّین / برباد ہو گیا سب سامان زیب و زینت

اصلاح ؎ شب ہے تو شمع گل ہے دن ہے تو فرش میلا / برباد ہو گیا۔ الخ

"فانوس شمع" کچھ اچھا نہ تھا اور نہ فرش زرّین کی قید مناسب تھی پہلے مصرع

کی ترمیم سے یہ دونون نقص رفع ہوگئے اور شعر چست ہوگیا۔

محوی ۔ اپنے لیئے اُنھون نے میرا بُرا نہ چاہا — یہ خون ہی رگون مین یا جوہرِ شرافت

اصلاح ۔ اپنے لیئے ۔ الخ — گویا لہو بدن مین تھا جوہرِ شرافت

پہلے مصرع مین چونکہ ماضی کا صیغہ استعمال مین لایا گیا ہی لہذا ضرورت تھی کہ دوسرے مصرع مین بھی اُسکا لحاظ رکھا جاتا۔ اس سبب سے دوسرا مصرع بدلا گیا۔

یہ غزل ۲۰ - جولائی ۱۹۱۱ء کو اصلاح ہوئی اور ۱۹۱۰ء مین کہی گئی تھی

محوی ۔ ملک الموت مجھی مار کے کیا پائین گے — شمع مین آپ بہت بے سر و سامان ہون مین

شمع مین بے سر و سامانی کچھ ٹھیک نہین تھی لہذا دوسرا مصرع یون درست کیا گیا

"شمع مین آپ ہی اک پیکرِ بے جان ہون مین"

محوی ۔ مین تڑپتا ہون دمِ نزع تو جان کہتی ہے — موت ہی آکے نکالے گی وہ ارمان ہون مین

اصلاح ۔ مین تڑپتا ہون دمِ نزع تو کہتی ہی یہ جان — موت ہی ۔ الخ

پہلے مصرع مین "جان" کے نون کا دبنا اچھا نہین۔ لہذا یون تصرف فرما دیا "تو کہتی ہی یہ جان" اب یہ نقص نکل گیا۔

یہ پُرانی غزل ہی جس پر ۲۰ - جولائی ۱۹۱۱ء مین اصلاح ہوئی۔

محوی ۔ خواہش نہ زر کی اور نہ مطلوب جاہ ہے — درکار لطفِ یار کی ہمکو نگاہ ہی

دوسرے مصرع مین تعقید تھی۔ جسنے مصرع کو سست کر دیا تھا اور خود مصرع بھی پست تھا اب یون بنا دیا۔ "درکار ہی تو اُسکے کرم کی نگاہ ہی" اب کچھ اور ہی خوبی پیدا ہوگئی اور تعقید بھی نکل گئی۔

محوی ۔ رنجِ فراقِ یار بھی کربِ عظیم ہی — دل کو قلق، جگر مین خلش لب پہ آہ ہی

اصلاح ۔ اُسکے فراق مین ہین بلا کی مصیبتین — دل کو ۔ الخ

پہلے مصرع مین الفاظ غریب اور بھاری بھاری تھے جس سے مطلب ادا نہین

ہوتا تھا نیز "ہے" کا لفظ دونوں مصرعوں کے آخر میں تھا۔ اب اصلاح سے پہلا مصرع دوسرے مصرع سے بہت ہی چسپاں ہو گیا اور نہایت صاف و پاکیزہ رہا۔

غزل اصلاح شدہ ۲۲ جولائی ۱۹۱۱ء

محویؔ — ادا اُٹھتی ہے فتنہ خیزی کا عالم ‌ ‌ قیامت ہو بیساختہ پن تمھارا
اصلاح — دو پٹہ ہے ڈھلکا ہوا سر کھلا ہے ‌ ‌ قیامت ہے۔ الخ۔

محویؔ کے پہلے مصرع سے بیساختہ پن ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ اُستاد نے مصرع نہیں بدلا بلکہ بیساختہ پن کی تصویر کھینچدی۔ ورنہ پہلے مصرع کو دوسرے سے کوئی مناسبت نہ تھی اب اصلاح سے شعر میں بیساختہ پن اور کامل تناسب بھی پیدا ہو گیا۔

محویؔ — شبِ وصل جانیکی جلدی ہی کیا ہے ‌ ‌ سحر ہوتے چھوڑونگا دامن تمھارا
اصلاح — شبِ وصل کیا ایسی جانیکی جلدی ‌ ‌ سحر کو میں چھوڑونگا دامن تمھارا

"ہی" کو بدل کے پہلا مصرع سحر البیان حضرت شوقؔ قدوائی نے یوں بنایا "شبِ وصل کیا ایسی جانے کی جلدی" اور دوسرے مصرع میں بجائے "ہوتے" کاٹ کر "کو میں" بنا دیا جس سے شعر بہت صاف ہو گیا۔

نظم گھر کی چڑیا اصلاح ۱۲ اپریل ۱۹۱۱ء

محویؔ — ریحانِ حُسن میں ہے سادگی عالم ‌ ‌ تو بھولے پن کی گویا تصویر ہے مجسم

پہلے مصرع کو یوں بنایا "اِس حُسنِ قدرتی پر یہ سادگی کا عالم" ریحانِ حُسن بھاری الفاظ تھے اُن کو نکال دیا اور اب مصرع بہت صاف ہو گیا۔

محویؔ — اعضا تمام تیرے جسطرح مختصر ہیں ‌ ‌ تجھ میں اسطرح سے اک مشت بال و پر ہیں

دوسرے مصرع کو یوں بنایا "یونہی ترے بدن پر ایک مشت بال و پر ہیں" اب مفہوم صاف ادا ہو گیا۔ اور چستی بھی آگئی۔

محوی — ہر گھر میں تو مکین ہی ہر جا ترا مکان ہے دیوار و در میں تیرا چھوٹا سا آشیان ہے
اوّل مصرع کو یون بنا دیا "ہر سقف میں مکین تو ہر گھر ترا مکان ہے" اس صلاح سے اور بھی خوبی پیدا ہو گئی۔

محوی — وہ نرم نرم بازو وہ رنگ ملگجا سا وہ چونچ تیری نازک وہ جسم ہلکا ہلکا
دوسرے مصرع میں "تیری نازک" کی جگہ "کالی کالی" بنا کر مصرع کو درست کر دیا یعنی "وہ چونچ کالی کالی وہ جسم ہلکا ہلکا"

محوی — صیاد تاک میں ہے پائے تو نہ پھر چھوڑے بلّی یہ گھات میں ہے گردن تری مروڑے
پہلے مصرع میں "یہ" حشو تھا لہذا یون بنایا "بلی جو تجھکو پائے گردن تری مروڑے" اور اوّل مصرع کو دوسرا قرار دے کر یون بنایا "شکرا ابھی تاک میں ہے دیکھے تو پھر نہ چھوڑے" بلّی کے مقابلے میں "صیاد" کی جگہ "شکرا" بہت عمدہ اصلاح ہے۔ اب یہ شعر یون پڑھیے۔

بلّی جو تجھکو پائے گردن تری مروڑے شکرا ابھی تاک میں ہے دیکھے تو پھر نہ چھوڑے

محوی — بچّے کو اپنے بیحد شفقت سے پالتی ہے اُسکے دہن میں دانہ تو آپ ڈالتی ہے
اصلاح — ماں تیری تجھکو بیحد شفقت سے پالتی ہے تیرے دہن میں دانے لا لا کے ڈالتی ہے
اس اصلاح سے شعر صاف اور بندش چُست ہو گئی۔

نظم صحرا نشین۔ اصلاح ۲۴ جولائی ۱۹۱۱ء

محوی — تری بیساختہ پن پر ہزاروں بانکپن صدقے مرے صحرا نشین پر لاکھ سکانِ چمن صدقے
دوسرے مصرع میں "لاکھ سکان" کے بدلے لفظ "لاکھ" نکالکر "سو جوانان" لکھ دیا اور یون کر دیا "مرے صحرا نشین پہ سو جوانانِ چمن صدقے" دو لفظوں کے بدلنے سے شعر میں جان پڑ گئی۔ اب دیکھئے کہ مصرع کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔

محوی — بری حالت بنائی ہے یہ کیونکر ہم نفس تونے مٹائی شانِ رعنائی و برنائی زبس تونے

اصلاح ؎ بُری حالت بنائی ہی یہ کیون اے ہمنفس تو نے
نہ کھایا کس لیے اپنی جوانی پر ترس تو نے

"زبس" دوسرے مصرع مین حشو تھا اور مصرع کی ترکیب و بندش بھی خراب تھی اِس سبب سے مصرع کو یون بدل دیا "نہ کھایا کس لیئے اپنی جوانی پر ترس تو نے" اِس اصلاح سے شعر کس قدر بلند ہو گیا اور نقص بھی نکل گیا۔

محوی ؎ کھلا سر ہی برہنہ پاؤن ہین اور چاک داماں ہے
غم دوری مین بیکس اِنتہا کا خستہ ساماں ہے

دوسرے مصرع مین "خستہ ساماں" اچھا نہ تھا۔ اور بندش بھی خوب نہ تھی۔ لہذا یون بنا کر اپنی اُستادی کا ثبوت دیا "نہ کوئی لطف کی شی ہی نہ کچھ راحت کا ساماں ہے"

محوی ؎ ہتیلی پر جو سر ٹیکا یہ محویت کا عالم ہی
سکوت روز و شب شاہد صداقت پیہم ہی

اول مصرع مین "سر ٹیکا" بے محل تھا لہذا بجائے اُسکے "سر رکھا" بنا دیا گیا یعنی ؎

ہتیلی پر جو سر رکھا یہ محویت کا عالم ہی
سکوت روز و شب شاہد صداقت پیہم ہی

محوی ؎ کرے کیا کوئی جا کر دشت مین اظہار ہمدردی
کہ ہی شوریدہ سر کے سامنے بیکار ہمدردی

اول مصرع مین قافیہ ردیف کی جانب مضاف ہی اور دوسرا نہین ہی یہ صورت درست نہ تھی اِس سبب سے دوسرا مصرع کاٹنا پڑا اور حضرت نے اِس عیب کو یون نکال دیا "سر شوریدہ اُسکا کب اُٹھائے بار ہمدردی" اب شعر یون پڑھیئے ؎

کرے کیا کوئی جا کر دشت مین اظہار ہمدردی
سر شوریدہ کب اُسکا اُٹھائے بار ہمدردی

نظم تصویر شاعر اصلاح شدہ ۶- مئی ۱۹۱۲ء

محوی ؎ ترے افکار ہین ذوق سخندانی سے آلودہ
ترے اشعار ہین جذبات پنہانی سے آلودہ

لفظ "آلودہ" ناگوار معلوم ہوا اِس سبب سے دونون جگہ تصرف کرنا پڑا اور یون درست فرمایا ؎

ترے افکار ہین یا مخزن ذوق سخندانی
ترے اشعار ہین یا معدن جذبات پنہانی

شاگرد کے مضمون کو اُستاد نے اپنے الفاظ مین ادا کر دیا۔

محوی ؎ تجھے شوق سخنگوئی جنون بن کر یہان لایا
کہ تنہائی تجھے مطلوب تھی تو خود چلا آیا

دوسرا مصرع پست تھا اُسکو کاٹ کر یہ مصرع لکھا" اثر تجھپر کیا جوش تخیل نے فسون بنکر"
اور پہلا مصرع یون کر دیا۔ تجھے شوق سخن گوئی یہان لایا جنون بن کر اب اس
شعر کو یون پڑھیے۔ ؎

تجھے شوق سخن گوئی یہان لایا جنون بنکر
اثر تجھپر کیا جوش تخیل نے فسون بن کر

اس اصلاح سے شعر کا عالم ہی کچھ اور ہو گیا۔

محوی ؎ کھلی صدرنے راز افشا کیا سینے کی دھڑکن کا
ترا چاک جگر ہی معجزہ اک شوخ چتون کا

اصلاح ؎ کھلی صدری تو پردا کھل گیا سینے کی دھڑکن کا
ترا چاک ۔ الخ

اس اصلاح سے مصرعۂ اولیٰ نہایت بلند ہو گیا۔ اور محاورے نے لطف جدید
پیدا کر دیا " پردہ کھل گیا " یہ ٹکڑا اُستادانہ رکھ دیا۔ ایسی اصلاحین دینا واقعی
ایسے ہی اُستاد ماہر فن کا حصّہ ہی۔

جناب مولوی محبوب علی صاحب محبوب لکھنوی ؎

سوزش عشق نے جو آگ لگائی مین
ایک خوناب جگر سے بھی بجھائی نہ گئی

اصلاح ؎ سوزش عشق الخ
سیل خوناب جگر سے بھی بجھائی نہ گئی

مصرعۂ ثانی مین بجائے " ایک " کے " سیل " بنایا۔ ایک کا لفظ بلا ضرورت تھا اور
سیل کی ضرورت تھی۔ جسنے شعر مین روانی پیدا کر دی۔

محبوب ؎ خیر مقدم ہے کس مصیبت کا
خود بخود خوش جو یہ طبیعت ہے

اصلاح ؎ خیر مقدم ۔ الخ
خود بخود آج خوش طبیعت ہے

مصرعۂ ثانی مین بجائے " خوش جو " کے " آج خوش " بنا کر شعر کو درست فرمایا
اور حشو و زوائد سے پاک کیا۔

مولوی محمد امانت رسول صاحب عشقی خلف مولانا ہدایت رسول صاحب مرحوم کا مطلع تھا۔

قتل عشاق کی شہرت ہے جفاکارون مین عیدہے عید محبت کے گنہگارون مین

اصلاح ۔ قتل عشاق الخ عید قربان ہے محبت کے گنہگارون مین

مصرع ثانی مین بجائے "عید ہے عید" کے "عید قربان" بنایا چونکہ مصرعہ اولی مین قتل عشاق کا ذکر ہے۔ اس مناسبت سے عید قربان کا ٹکڑا نہایت موزون بنایا گیا۔

عشقی ۔ ہو گیا حسن کے بازار مین جھرمٹ کتنا آج چلتی نظر آتی ہے خریدارون مین

اصلاح ۔ ہو گیا حسن کے بازار مین مجمع کتنا آج چلتی ۔ الخ۔

پہلے مصرع مین بجائے "جھرمٹ" کے "مجمع" بنایا حسینون کا جھرمٹ ستارون کا جھرمٹ کہتے ہین مگر "بازار مین جھرمٹ" کا یہ محل نہ تھا اسلئے "مجمع" بنایا اور بہت خوب بنایا۔

عشقی ۔ یہ بھی آپ ہی جوانی سے ہوا محبوب ایک ہی تھا فلک پیر ستمگارون مین

اصلاح ۔ اسکو بھی تری جوانی نے دکھایا نیچا کہنہ مشق ایک فلک ہی تھا ستمگارون مین

بہت خوب اصلاح دی۔

عشقی ۔ اور ہمدرد کہون عشق مین کسکو عشقی صرف اک دل ہے وہ ہے آپکے غمخوارون مین

اصلاح ۔ اور ہمدرد الخ۔ صرف اک درد ہے باقی مرے غمخوارون مین

مقطع کی شان اب پیدا ہوئی۔

عشقی ۔ نہ ٹھہر جرم اے ظالم نگہ پھر اگر کرنا تو ہم بھی زخمی الفت ہین ہم پر بھی نظر کرنا

اصلاح ۔ کسی جانب نگاہ اے ستم والے تو اگر کرنا تو ہم بھی دل لئے بیٹھے ہین ہم پر بھی نظر کرنا

عشقی کا مطلع ذرا الجھا ہوا تھا۔ اب اصلاح سے مطلع مین صفائی کے علاوہ روانی بھی پیدا ہو گئی دوسرے مصرع مین "دل لئے بیٹھے ہین" یہ ٹکڑا استادی کا رکھ دیا۔

عشقی ۔ قیامت خیز منظر ہے مری بیتابی دل کا کلیجا تھام کر رخصت انہین وقت سحر کرنا

اصلاح ؎ قیامت ہی کا منظر ہی بیتابی کا منظر بھی　　کلیجا تھام کر رخصت انھیں وقت سحر کرنا

مصرعۂ اولیٰ میں ''یہ قیامت ہی کا منظر'' بھی خوب بنایا جس سے شعر میں اثر پیدا ہو گیا

عشقی ؎ کبھی کی بزم محشر خیز میں جاتے تو ہم عشقی　　جو کچھ اُفتاد بیش آئے تو ہم کو بھی خبر کرنا

اصلاح ؎ کبھی کی بزم - الخ　　جو کچھ اُفتاد پڑ جائے تو ہم کو بھی خبر کرنا

اُفتاد کے لیے پڑنا ہی خوب ہی۔

عشقی ؎ تم گئے ولیے تو اپنا درد دل کو دے گئے　　میں بہت خوش ہوں تمھارے ہجر کے آزار سے

اصلاح ؎ تم گئے - الخ　　وصل کا پہلو بھی نکلا ہجر کے آزار سے

مصرعۂ ثانی میں ''وصل کا پہلو بھی نکلا'' یہ ٹکڑا اُستادی کا رکھ دیا کیونکہ درد دل کو یہاں بجائے معشوق کے قرار دے کر وصل کا پہلو نکال دیا۔ جس سے شعر میں بہت ترقی پیدا ہو گئی۔

عشقی ؎ دل تھا پہلو میں ہمارے اک جہانِ آرزو　　خون ہو کر بہہ گیا برق نگاہ یار سے

اصلاح ؎ دل تھا - الخ　　خون ہو کر جل گیا برقِ نگاہِ یار سے

برقِ نگاہ یار سے بہہ جانا ناممکن تھا۔ جل جانا خوب اور بہت خوب ہے۔

مولوی سیّد خورشید علی صاحب مہر دہلوی ؎

تصوّر آپکا تنہائی میں ہی باعثِ تسکین　　مری خلوت کدے میں اک یہی تصویر اچھی ہی

دوسرے مصرع کو یوں بنایا ''مری خلوت کدے کیواسطے تصویر اچھی ہی'' اور یہ نوٹ لکھا ''یہی کا لفظ تو کہہ رہا تھا کہ اور تصویریں بھی ہیں جن میں اچھی یہی تصویر ہے حالانکہ شعر سے صرف ایک تصویر کا وجود پایا جاتا ہے۔

مہر ؎ وہ خفا ہیں آگ غصہ لگا ہی کیوں نہ دیں　　دیکھ کر میری طرف آپ مسکرا ہی کیوں نہ دیں

اول مصرع کاٹ کر یہ لکھا ''دبیل کرنا ہو تو غصے کو اڑا ہی کیوں نہ دیں'' اور یہ نوٹ لکھا آگ لگانا عورتوں کا محاورہ ہے۔ یہاں بالکل نازیبا صورت سے بندھا۔

شعر ــــ ظلمت مری قسمت کی ادھر بھی ہو ادھر بھی　　کم شام غریبان سے نہین غم کی سحر بھی

دوسرا مصرع یون بنادیا "ہے شام غریبان یہ جدائی کی سحر بھی" اور یہ نوٹ لکھا غم کی سحر تو کوئی چیز نہین ہے۔ ہان فرقت کی سحر ضرور ہے۔

شعر ــــ ہے منتظر درد مرا دل بھی جگر بھی　　اے ترک کماندار کوئی تیر ادھر بھی

اول مصرع کو یون کر دیا "ہے درد کا مشتاق مرا دل بھی جگر بھی" اور لکھا کہ "منتظر درد" ترکیب ناقص۔

شعر ــــ کسطرح سناؤن دل بیمار کا احوال　　لینے دے ذرا چین مجھے درد جگر بھی

اول مصرع مین سے لفظ "احوال" کاٹ کر اُسکی جگہ "کچھ حال" بنا دیا اور یہ نوٹ لکھا احوال اب فصحا مین مروّج نہین ہے۔

شعر ــــ ہو نہ لباس تار تار بڑھنے نہ دُون جنون کو مین　　ضبط بھی ہو سکی مگر جوش بہار دیکھکر

اوّل مصرع کاٹ کر یہ مصرع بنا دیا گیا ہے "دست درازی جنون دشمن پیرہن تو ہے" اِس اصلاح سے شعر کس قدر بلند اور صاف ہو گیا۔

شعر ــــ روؤن نہ کیون بتائیے منتظمین دل کی حسرتین　　میری طرف سے آپکے دل مین غبار دیکھکر

اصلاح ــــ روؤن نہ کیون بتائیے پڑ گئی خاک اُمید پر　　اپنی طرف سے آپ کے دل مین غبار دیکھکر

اور یہ نوٹ لکھا۔ کہ پہلے مصرع مین حسرتون کا مٹنا یہان کچھ لطف نہین دیتا خاک سے غبار کا لطف بہت بڑھ گیا اور دوسرے مصرع مین یہ محل "میری" کا نہین ہے۔ "میری" یہان خلاف محاورہ ہے

شعر ــــ رنج و الم سہی مگر ضبط بھی کوئی چیز ہے　　رو نہ قفس مین عندلیب فصل بہار دیکھکر

اصلاح ــــ رنج قفس سہی مگر ضبط بھی کوئی چیز ہے　　اتنی تڑپ نہ عندلیب فصل بہار دیکھکر

دوسرے مصرع پر یہ نوٹ تحریر فرمایا۔ تڑپنا اور نالے کرنا تو عندلیب کیلئے ہے مگر رونا نہین ہے۔

شعر ــــ اب تو نہین تمھین مگر یاد یہ جَور آئینگے　　مجکو خدا کے سامنے روزِ شمار دیکھکر

اصلاح – آج نہین تو کل تمھین آئینگی جفائین یاد　　مجکو خدا کے سامنے روز شمار دیکھکر

آج اور کل کے لفظون نے شعر مین جو خوبی پیدا کر دی وہ محتاج بیان نہین ہو خود اُستاد نے یہ نوٹ لکھکر شاگرد کی حوصلہ افزائی فرمائی ہو" اس شعر کا مفہوم اچھا ہو۔

شعر – پھر سکون تو کہان دلکو فراق مین مگر　　اور بڑھا کچھ اضطراب بار یار دیکھکر

اصلاح – رحم کی ہر اُمید پر پڑ گئی اوس آج پھر　　اور بڑھا۔ الخ

پہلا مصرع بدل کر یہ نوٹ لکھا۔ اوّل مصرع مین لفظ "مگر" یہان زبان اور بول چال کے خلاف ہو۔ اوّل مصرع دوسرے مصرع سے الگ تھا۔ سُبحان اللہ اس اصلاح سے شعر مین ایک جان تازہ پڑ گئی۔

شعر – مین نے مانا مین گیا دُنیا سے لیکر حسرتین　　تم کہو لیکن تمھارا کیا بھلا ہو جائیگا

اصلاح – جاؤنگا دُنیا سے مین تو حسرتین لیکر ضرور　　تم کہو آخر تمھارا کیا بھلا ہو جائے گا

اس اصلاح سے شعر بہت بلند اور صاف ہو گیا۔ اور جو خوبیان پیدا ہو گئین وہ بیان مین نہین آسکتین۔

شعر – حیرت سے آہ منھ سے کبھی نہ دیا کچھ کبھی　　بیٹھے رہے ہم اُنکی محفل مین لیے زبان سے

اوّل مصرع مین "حیرت نے آہ" کی جگہ "پاس ادب نے" بنا دیا جس سے شعر کا لطف دونا ہو گیا اور حیرت کا سبب کچھ الفاظ سے ظاہر نہ تھا اب سبب خموشی ظاہر ہو گیا۔

شعر – کسکے لحد پہ حسرت کرتی ہو پاسبانی　　ناشاد اُٹھ گیا کون افسوس اس جہان سے

اوّل مصرع کو یون بنا دیا ہو "کسکی لحد ہو جسپر حسرت ہی مجاور" لحد کے لیے واقعی پاسبانی کا لفظ موزون نہ تھا "مجاور" کے لفظ نے شعر مین جان ڈال دی۔ اُستادی کے یہی معنی ہین۔ حضرت شوق کی اُستادی مین کسکو شک ہو سکتا ہے۔

جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل جانشین حضرت امیر مینائی

خاکسار مولف کتاب ہذا۔

جدھر ان شوخ آنکھوں سے نگاہِ فتنہ زا نکلے — قیامت تک اُس رستے سے اے قاتل قضا نکلے

اصلاح — جدھر ان ۔ الخ — قیامت تک اُدھر سے پھر نہ اے قاتل قضا نکلے

چونکہ پہلے مصرع میں "جدھر" کا لفظ تھا اسلیئے اُسکے مقابل میں "اُدھر" کا لفظ نہایت ہی برمحل رکھا گیا صنعت تقابل کے علاوہ اب دونوں مصرع برابر کے ہوگئے اور مطلع بلند کردیا گیا۔

مولف — بہت چاہا چھپائیں چوٹ اُلفت کی مگر ہمدم — جگر کے چند ٹکڑے آنسوؤں میں ملکر نکلے

اصلاح — چھپائی چوٹ اُلفت کی بہت پر کیا کریں اسکو — جگر کے ۔ الخ

اے سبحان اللہ کیا اصلاح دی "کیا کریں اسکو" یہ ٹکڑا کس قدر موثر ہے جس نے شعر کو دردانگیز اور باا‌ثر بنا دیا۔ اِس شعر کی داد ہمارے سخن فہم دوست حضرت محوی لکھنوی اِن الفاظ میں دیتے ہیں۔

"بھائی صفدر! کیا قیامت کا شعر کہا ہے تعریف کے لیئے زبان اور منھ چاہیے"
"یوں تو اِس غزل میں ایک سے ایک بڑھکر شعر ہیں مگر یہ خاص میرے مذاق کا ہے"
"دُکھا ہوا دل۔ جلا ہوا کلیجا۔ برمایا ہوا جگر یہ ہیں طبیعت اسکی لذّت سے خوب واقف"
"ہے اِس شعر سے آپ کے وفور غم اور پریشانیوں کا حال معلوم ہوتا ہے اس مذاق کیلیئے"
"پختگی اور بہت سی باتوں کی ضرورت ہے ذوق صحیح اور مذاق سلیم ایسے ہی اشعار سے"
"پیدا ہو سکتا ہے"

مولف — چٹکیاں لینے کی اب کرتے ہیں مشق — شوخیوں میں جان ڈالی جائے گی

اصلاح — چٹکیاں لینے کی وہ کرتے ہیں مشق — شوخیوں میں ۔ الخ

پہلے مصرع مین "اب" کا لفظ بلاضرورت تھا اور یہ بھی پتا نہ چلتا تھا کہ کون چٹکیان لینے کی مشق کرتا ہو ایک لفظ "وہ" سے شعر مین روانی اور فصاحت ہی نہین پیدا ہوئی بلکہ دونون نقص رفع ہوگئے۔

مولف ؎ یہ ناز کی ہو کہ تلوار تک نہین اُٹھتی   حلال تمنے کیا اور مین حلال ہوا

اصلاح ؎ یہ ناز کی ہو کہ تلوار تک نہین کھنچتی   حلال تمنے کیا۔ الخ

اُستاد نے بجائے "اُٹھتی" کے "کھنچتی" بنایا۔ تلوار کے لیے کھنچنا ہی زیادہ مناسب ہے اس اصلاح سے جو لطف آیا ہو وہ بیان مین نہین آسکتا۔

مولف ؎ جو مین نے چوم لیا مُنھ بہت ہی شرما کر   خطا مری تھی تمھین مفت انفعال ہوا

اصلاح ؎ جو مین نے۔ الخ   خطا مری تھی اُنھین مفت انفعال ہوا

دوسرے مصرع مین بجائے "تمھین" کے "اُنھین" بنایا چونکہ مصرع اولی مین معشوق سے خطاب نہین بلکہ ایک واقعہ کا بیان عام طور سے کیا جاتا ہو اسلیئے اُستاد نے اُنھین بناکر شعر مین ایک حُسن پیدا کردیا۔

مولف ؎ ادا پرد کی یہ بھی کوئی اوستاک تھی شاید   بھلا کیون ناوک مژگان جگر کے پار ہو جاتا

اصلاح ؎ ہو سفاکی بھی اک ادائے پردہ داری ہو   بھلا کیون۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے انداز بیان۔ بندش۔ صفائی مصرع کی چستی ملاحظہ فرمایئے مضمون وہی ہو مگر لفظون کے اُلٹ پھیر نے ایک خاص لُطف پیدا کردیا۔ اصلاح اسی کو کہتے ہین۔

مولف ؎ ادا سمجھ کے وہ دامن سے منھ چھپاتے ہین   حجاب ہو جو یہی تو حجاب کیا ہوگا

اصلاح ؎ ادا سمجھ کے وہ آنچل سے منھ چھپاتے ہین   حجاب ہو۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "دامن" کے "آنچل" بنایا اب حقیقت مین ادا ادا ہوگئی۔ اس اصلاح مین اُستاد کامل نے آنچل اور دامن مین جو نازک فرق دکھایا وہ دیکھنے کی چیز ہو

دامن سے منھ چھپانے مین گو مفہوم ادا ہو جاتا ہی مگر آنچل سے منھ چھپانے مین ایک خاص ادا پیدا ہو گئی وہ کچھ انھین دل گرفتون کے دل سے پوچھیے جن پر کبھی ایسا وقت گزر چکا ہی

مولف ؎ ادھر ہم سے زرا آنکھین ملاؤ　　　نگاہِ ناز کیا قاتل نہین ہی

اصلاح ؎ ادھر دیکھو سو خنجر نہ دیکھو　　　نگاہِ ناز۔ الخ

اِس اصلاح کا کیا کہنا مصرعۂ اولیٰ کی ترمیم سے شعر مین معنوی خوبیون کے علاوہ ایک بانکپن پیدا ہو گیا "سو خنجر نہ دیکھو" یہ ٹکڑا اُستادانہ رکھ دیا۔ ہائے معشوق سے خطاب اور کس لطف سے اِس مصرع کی کیا تعریف ہو سکے۔ ارے توبہ "ادھر دیکھو سو خنجر دیکھو" حضرت کی معنی فہمی اور وسیع النظری کے ثبوت مین بس یہی ایک اصلاح کافی ہی اہل نظر زرا غور سے دیکھین اور داد دین۔

مولف ؎ آنکھ تیسے دیکھکر کوئی محفل مین رہ گیا　　　کانٹا سا اِک کھٹک کے میرے دل مین رہ گیا

اصلاح ؎ وہ دیکھکر کنکھیون سے محفل مین رہ گیا　　　کانٹا۔ الخ

کنکھیون سے دیکھنا ایک خاص ادا ہی خصوصًا بھری محفل مین گو آنکھیون سے دیکھنا بھی غلط نہ تھا مگر کنکھیون سے اچھا خاصا کانٹا بن گیا جو دلِ عاشق مین کھٹک کے رہ گیا۔

مولف ؎ سمجھنے والے اسکو ماجرائے دردِ دل سمجھے　　　نظر آئے جو قطرے خون کے کچھ نوکِ مژگان پر

اصلاح ؎ سمجھنے والے روداد دلِ بسمل اسے سمجھے　　　نظر آئے۔ الخ

اِس اصلاح سے شعر مین جو کچھ حسن بڑھ گیا اب یہ شعر رنگ مینائی مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہی کیونکہ مصرعۂ ثانی یون ہی کہ "نظر آئے جو قطرے خون کے کچھ نوکِ مژگان پر" اِس کی مناسبت سے "روداد دلِ بسمل" ہی مناسب تھا۔ سبحان اللہ کیا اصلاح ہی۔

مولف ؎ کون کہتا ہی اِسے ناز و ادا آتی نہین　　　مین قضا پر جان دیتا ہون قضا آتی نہین

اصلاح ؎ کون کہتا ہی اسے تیری ادا آتی نہین　　　مین قضا۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ناز" کے "ترے" بنایا اصل مصرع مین ناز کا لفظ بلا ضرورت تھا صرف ایک لفظ کی ترمیم سے مطلع کس قدر بلند ہو گیا۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

مولف ۔ نالہ و آہ پہ ظالم کو ہنسی آتی ہے بجلیان ٹوٹ رہی ہین مرے غمخوار و نیر

اصلاح ۔ نالہ و آہ پہ اُن کو تو ہنسی آتی ہے بجلیان ٹوٹ ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ظالم کو" "اُن کو تو" بنایا جس سے لطف زبان کتنا بڑھ گیا اور مصرع مین روانی پیدا ہو گئی۔ اِس "تو" کی کیا تعریف ہو سکے اِس موقع پر بغیر "تو" کے مصرعۂ ثانی کا صحیح مفہوم ادا نہ ہو سکتا تھا۔ اصل شعر کے بعد اصلاح کو پڑھکر لطف اندوز ہوجیے۔

مولف ۔ پھول کس باغ کا ہین سچ تو بتا دو اے گل کہ نظر پڑتی ہے رضوان کی ترے ہار و نیر

اصلاح ۔ کہہ تو اے حور لقا پھول ہین کس گلشن کے کہ نظر ۔ الخ

رضوان کی مناسبت سے پہلے مصرع مین "حور لقا" بنایا۔ مضمون وہی ہے مگر صرف لفظون کی ترمیم سے شعر مین ایک حسن پیدا ہو گیا۔

مولف ۔ بارہا لوٹ گئی آ کے اجل بالین سے رحم آیا نہ اسے بھی ترے بیمار و نیر

اصلاح ۔ بارہا پھر گئی آ آ کے اجل بالین سے رحم آیا ۔ الخ

اصل مصرع مین "لوٹ گئی" غیر فصیح تھا اسلئے بجائے اُسکے اُستاد نے "پھر گئی" بنایا۔ بارہا اجل کے آنے کا ثبوت "آ آ کے" سے پیدا ہو گیا۔ اِس اصلاح سے شعر مین ترقی اور روانی ہی نہین پیدا ہوئی بلکہ بیمار کی نازک حالت کا پتا چل گیا۔ بلاغت اِسے کہتے ہین اللہ اللہ کیا اصلاح دی۔

مولف ۔ چلین گے جام جب آئیگا بزم مین ساقی تمھاری آنکھ تو توبہ شکن ابھی سے ہے

اصلاح ۔ بھرینگے مے سے پیالے جب آئیگا ساقی تمھاری آنکھ ۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین ایک کیفیت پیدا ہو گئی۔ پیالہ مشبہ ہے

اور آنکھ مشبہ بہ ہیں ان دونوں نے مل کر شعر کو پُر کیف بنا دیا۔ اور پہلے سے چوگنا حسن بڑھ گیا۔
شعر مندرجہ ذیل پر کوئی اصلاح نہیں ہے مگر اُستاد کا ایک نوٹ ایسا ہے جسے اگرچہ "مشاطۂ سخن" سے کوئی تعلق نہیں مگر مولف کے لئے باعث فخر ہے اس لئے مقطع معہ نوٹ درج ذیل ہے۔

مولف ؎ چُن چُن کے پھول لائے ہیں باغ جلیل سے ۔ صفدر عروسِ نظم کا زیور بنائینگے

اِس مقطع پر حضرت نے یہ نوٹ تحریر فرمایا "بجائے جلیل کے اگر امیر ہوتا تو میں اور زیادہ خوش ہوتا" اللہ اللہ کیا اُستادانہ داد ہے۔ مولف کے لیے عمر بھر فخر کرنے کو یہ ایک فقرہ کافی ہے۔

مولف ؎ بیساختہ صفدر نے یہ تاریخ لکھی آج ۔ جو لفظ ہے دیوان کا وہ جانِ سخن ہے
سنہ ۱۹۱۶ء
اصلاح ؎ تاریخ بھی کیا خوب لکھی آپنے صفدر ۔ جو لفظ ہے۔ الخ

پہلے مصرع میں "یہ" اور "آج" زائد تھے۔ اس لیے مصرع ترمیم کیا گیا مصرعۂ تاریخ پر جو نوٹ تحریر فرمایا وہ یہ ہے "آپنے تاریخ "جانِ سخن" کی ایسی بے مثل کہی کہ جسکی داد نہیں دی جا سکتی۔ بہت ہی خوش ہوا۔ بارک اللہ۔

مولوی عبدالغفور صاحب شزر استھانوی بہاری ؎
آتشِ اُلفت میں جل بھُن کر ہوئے دونوں تباہ ۔ شمع روتی ہی رہی پروانہ جلتا ہی رہا
اصلاح ؎ آتشِ اُلفت نے دونوں کو نہ دم لینے دیا ۔ شمع روتی۔ الخ

اصل شعر میں جل بھُن کر کا ٹکڑا اس وجہ سے صحیح نہ تھا کہ دوسرے مصرع میں "شمع روتی ہی رہی" کہا گیا ہے۔ گو اسکا رونا بغیر جلے ہوئے ناممکن ہے تاہم اسمیں تعقید ضرور تھی "دونوں کو نہ دم لینے دیا" اسکی جگہ پر نہایت موزون ہوا۔ علاوہ اس کے پہلے مصرع میں جو ثقالت تھی وہ رفع ہوگئی اور بندش نہایت چُست اور شعر میں صفائی اور روانی بڑھ گئی۔

شعر - او دلِ بیتاب تجھکو کچھ خبر بھی اسکی ہو　　آکے وہ پھر بھی گئے اور تو سنبھلتا ہی رہا
اصلاح - او دل - الخ　　آکے وہ جا بھی چکے اور تو سنبھلتا ہی رہا

دوسرے مصرع مین بجائے "پھر بھی گئے" کے "جا بھی چکے" بنایا "پھر بھی گئے" کی جگہ "جا بھی چکے" زیادہ فصیح ہی اور آنے کے مقابل مین جانا بہ نسبت پھر جانے کے علاوہ تقابل کے زیادہ موزون ہے -

شعر - کون ساقی بزم آرا ہی کہ ہر گلشن کا پھول　　اپنے ہاتھون مین لیے ساغر نکلتا ہی رہا
اصلاح - کون ساقی - الخ　　دستِ نازک مین لیے ساغر نکلتا ہی رہا

دوسرے مصرع مین بجائے "اپنے ہاتھون" کے "دست نازک" بنایا - پھول کی صفت نازک ہونا چاہیئے - اسلیئے دست نازک کسقدر رمناسب حال ہی - علاوہ اسکے کون ساقی بزم آرا ہی" اس ٹکڑے کے لحاظ سے اسمین یہ معنی بھی پیدا ہو گئے کہ وہ ساقی کیسا ہوگا - درحقیقت زرا سے تغیر و تبدّل سے ایسی خوبیونکا پیدا کرنا ایسے ہی جلیل القدر اُستاد کا کام ہی -

شعر - کیون در کو ترے چھوڑ کے جاؤن نہین ہیاتھ سے　　مجنون کیطرح عشق مین وحشت تو نہین ہے
اصلاح - کیون در کو ترے چھوڑ کے صحرا کو مین جاؤن　　مجنون کیطرح کچھ مجھے وحشت تو نہین ہے

اس شعر کی اصلاح کا کیا کہنا جو بات پیدا ہو گئی ہی وہ صاحبِ مذاق سلیم خوب سمجھ سکتے ہین زیادہ محتاج تشریح نہین - اسکی خوبیان ظاہر ہین -

شعر - غم مین رہنے دو مبتلا کر کے　　درد بڑھ جائیگا دوا کر کے
اصلاح - غم مین الخ　　کیا بنا لوگے تم دوا کر کے

دوسرے مصرع مین بجائے "درد بڑھ جائیگا" کے "کیا بنا لوگے" بنایا - کیا بنا لوگے نے اس شعر مین جو بلاغت پیدا کر دی اُسکا اظہار لفظونمین ناممکن ہی صاحبِ ذوق سلیم خود سمجھ سکتے ہین

شعر - کسکو معلوم تھا محبت مین　　ہونگے آزردہ ہم وفا کر کے
اصلاح - کسکو معلوم - الخ　　ہونگے شرمندہ ہم وفا کر کے

دوسرے مصرع مین بجائے "آزردہ" کے "شرمندہ" بنایا۔ شرمندہ نے اِس شعر مین جان ڈال دی محبت مین کوئی آزردہ نہین ہوتا۔ عاشق کا کام محبت کرنا ہی محبت سے آزردگی کیون ہونے لگی۔

شعر ۔ کھینچتے کیون ہو میان سے خنجر ۔ دیکھ لو یہ بھی حوصلہ کر کے

اصلاح ۔ کیون دکھاتے ہو دور سے تلوار ۔ دیکھ لو یہ ۔ الخ

اصل شعر سے معلوم ہوتا تھا کہ میان سے خنجر کھینچنے کا حوصلہ ہی حالانکہ قاتل کا یہ مقصد نہین تھا جب دور سے تلوار دکھانا ظاہر کیا گیا اور اُسکے ساتھ "کیون" تو اس سے یہ بات پیدا ہو گئی کہ قتل کرنے کا جو حوصلہ ہو وہ حوصلہ بھی نکال ڈالو اور شعر کا اصل مفہوم اِس اصلاح سے اب ادا ہوا اِس مختصر زمین مین اس اختصار کے ساتھ اصل مفہوم کو ادا کر دینے سے اُستاد کی اُستادی معلوم ہوتی ہے۔

شعر ۔ چھپے گا ہم سے کیا محشر مین قاتل ۔ شہادت دینگی یہ چھینٹین لہو کی

اصلاح ۔ کہان جائیگا بچکر ہم سے قاتل ۔ شہادت دینگی ۔

اِس اصلاح نے تعمیم کر دی جس سے معانی کی وسعت بڑھ گئی۔

شعر ۔ مین کیا کہون کہ کیا انکو شوخِ یار ہی ۔ کوئی شہیدِ ناز کوئی دل فگار ہی

اصلاح ۔ مین کیا ۔ الخ ۔ کوئی جگر فگار کوئی دل فگار ہی

شہیدِ ناز کے کہنے سے نگاہ کی خصوصیت نہ رہتی اسلیئے بجائے اُسکے جگر فگار بنایا

شعر ۔ دل بھی گیا جگر بھی گیا داغ رہ گیا ۔ اُس مٹے کی ایک یہی یادگار ہی

اصلاح ۔ دل بھی ۔ الخ ۔ مجھ مٹے کی ایک یہی یادگار ہی

دوسرے مصرع مین بجائے "اُس" کے "مجھ" بنایا جس سے شعر کے معنی واضح ہو گئے۔

شعر ۔ وہ آتا ہی تو عجب سب کا حال ہوتا ہی ۔ چمن مین دیکھیئے جسکو نہال ہوتا ہی

اصلاح ۔ وہ آتے ہین تو خوشی سے یہ حال ہوتا ہی ۔ چمن مین ۔ الخ

اِس شعر کی اصلاح بھی ظاہر ہو کہ اُن کے آئینکی خوشی یہ ہن جسکو دیکھے نہال ہوتا ہی بخلاف اسکے اصل شعر مین اُسکے آئینے سے پہلے یہ ظاہر کیا گیا کہ سب کا عجب حال ہوتا ہی پھر دوسرے مصرع مین یہ دکھایا گیا کہ چمن مین جسکو دیکھے نہال ہوتا ہی جسمین کسی قدر بھونڈاپن تھا اسکو اصلاح نے رفع کر دیا۔

شعر ؎ اُٹھ گئے جب وہ میرے پہلو سے درد اُٹھکر شریک حال ہوا

اصلاح ؎ میرے پہلو مین جب وہ بیٹھے درد اُٹھکر۔ الخ

اِس اصلاح مین بھی ایک خفیف تغیر و تبدل سے جو لطف پیدا ہو گیا ہی اُسکو ارباب نظر خوب سمجھ سکتے ہین اصل شعر مین دونون مصرعون مین "اُٹھنے" کا لفظ ثقل پیدا کرتا تھا۔ اِسی کو جب وہ بیٹھے کے ساتھ کہا گیا تو اسمین ایک معنوی خوبی پیدا ہو گئی۔ چونکہ دوسرے مصرع مین درد کے اُٹھنے کا ذکر کیا گیا اسلئے پہلے مصرع مین کہا گیا کہ مرے پہلو مین جب وہ بیٹھے۔ اب اِسکی معنوی خوبیون پر غور فرمائیے۔

شعر ؎ (نعتیہ)

حُسن یوسف سے کچھ نہین تشبیہ تو زمانے مین بے مثال ہوا

اصلاح حُسن یوسف سے تجھکو کیا نسبت تو زمانے مین۔ الخ

اصلاح مین حُسن محبوب خدا کے سامنے حسن یوسف کی اہمیت اور عظمت کچھ نہین سمجھی گئی اور اسکو کس خوبی سے ادا کیا گیا۔ صلّ علیٰ۔

شعر ؎ پاس اپنے کیا ہو اب تیغ ابروے صنم مدتین گزرین کہ دلکو نذر پیکان کر چکے

اصلاح ؎ پاس اپنے۔ الخ ایک دل تھا اُسکو نذر نیزہ مژگان کر چکے

اِس شعر کی اصلاح بھی اُستادی سے خالی نہین کیونکہ پہلے مصرع مین یہ ظاہر کیا گیا ہو کہ اب ہمارے پاس کچھ بھی نہین ہی اور پھر دوسرے مصرع مین کہا جاتا ہی کہ مدتین گزرین کہ دلکو نذر پیکان کر چکے اِس سے یہ قطعًا ظاہر نہین ہوتا کہ آپ ہمارے پاس

کچھ بھی نہین ہی بخلاف اسکے جب یہ کہا گیا کہ ایک دل تھا اُسکو نذرِ تیرِ مژگان کر چکے،
تو معلوم ہوا کہ واقعی آب کچھ بھی نہیین رہا اور پہلے مصرع مین جو دعوی کیا گیا تھا اُسکا
ثبوت قوی دوسرے مصرع سے پیدا ہو گیا۔

شعر ۔ اسپہ مرتا ہون کہ لذت ہے ابھی قابل زخمِ دل شورِ تبسّم سے نمکدان ہو جائے

اصلاح ۔ مین وہ بسمل ہون کہ ہی مجکو تمنا قاتل زخمِ دل ۔ الخ

اصل شعر کے پہلے مصرع سے یہ ظاہر نہین ہوتا تھا کہ کس چیز مین لذت باقی ہی
اور دوسرے مصرع سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ زخم دلکو شورِ تبسم سے نمکدان ہونے کی آرزو
ہی پہلے مصرع کی ترمیم سے یہ نقص رفع ہو گیا۔

شعر ۔ زرا غمزے سے اپنے پوچھ لینا ادا تیری اگر قاتل نہین ہے

اصلاح ۔ کیا ہے خون کسنے حسرتون کا ادا تیری اگر ۔ الخ

اس شعر مین اصلاح سے جو بلاغت پیدا ہو گئی وہ تعریف سے بالاتر ہی۔ اسکی
مزید توضیح یون ہو اُسکی ادا کے سوا کوئی اور دوسری چیز قاتل نہین ہو سکتی اسکو
ملحوظ رکھتے ہوئے کہ اگر تیری ادا قاتل نہین ہی تو میری حسرتونکا خون کسنے کیا ہی اور
یہ واقعہ ہی کہ خون حسرتون کا ہوا ہے ۔ لہذا ضرور ہی کہ تیری ادا قاتل ہی ایسے
وسیع مضمون کو ان چھوٹے چھوٹے مصرعون مین ادا کرنا کمال اُستادی کی دلیل ہی
اور پھر اصلاح سے جو خاص لطف پیدا ہو گیا وہ اہل نظر دیکھ سکتے ہین۔

اس شعر کو پھر پڑھیئے اللہ اللہ ۔

کیا ہے خون کسنے حسرتون کا ادا تیری اگر قاتل نہین ہے

قاتل کا قافیہ اس سے بہتر کیا بنے گا ہے۔

ابو العلا حکیم سید احمد ناطق لکھنوی

منشی عبد الشکور صاحب شاکر کانپوری ؎

یہان تو جان بھی کام آ گئی عبادت مین   وہان اشارہ نہین تو سوال ہوتا ہو

اصلاح ؎ یہان تو روح بھی کام آ گئی عبادت مین   وہان الخ۔

جان بھی بیکام نہین مگر روحانیت کا تصرف بہ نسبت جان کے روح مین زیادہ ہو۔

حافظ عبد العلی صاحب عزیز لکھنوی ؎

نور آنکھ مین ہو روشن آتش غم دل مین ہے   کوئی دیکھے تو تجلی اسکی ہر محفل مین ہے

اصلاح ؎ روشنی ہر آنکھ مین ہو نور ہر اک دل مین ہے   کوئی دیکھے۔ الخ

اسکا عکس اس سے فصیح ہے آنکھ کے واسطے روشنی اور دل کے واسطے نور زیادہ صحیح ہے۔

شیخ احمد حسین صاحب احمد مرادآبادی ؎

غم یہان اس عشق مین لیکن سلیقہ چاہیے   اپنی یکجہتی سے مین نے غیر کو اپنا کیا

یکجہتی سے کنارہ کش ہو یکسوئی پیدا کرو دوسرے مصرع کو یون بنا دو "اپنی یکسوئی سے مین نے غیر کو اپنا کیا"

منشی احمد علیخان صاحب سالک کانپوری ؎

اُڑتے دیکھے جو ہوا مین ذرّے دل کی خاک کے   میری وحشت سے ہر اک صحرا نے اندیشہ کیا

ذرات خاک مین دل کا ہوا مین صرف اُڑنا صحرا کے متاثر ہونے کے لئے کافی نہین اور کچھ نہین تو "یون ہی سہی"۔

اُڑتے دیکھے یون ہوا مین ذرّے دل کی خاک کے   میری وحشت سے ہر اک صحرا نے اندیشہ کیا

حاجی محمد یوسف صاحب شوق لکھنوی ؎

عشق احمد مُردہ دل کے حق مین ہی جانِ آفرین   اُستنِ حنانہ غم مین آپ کے رویا کیا

جس کو عشق ہی اُسکا مردہ دل ہونا غضب ہے اور صرف نام بغیر القاب
لغت مین سوءِ ادب ہے۔ لہذا پہلا مصرع یون بنا دو ؎

عشقِ آنحضرت ہی بیجان کے لیٔے جان آفرین   اُستنِ حنانہ غم مین آپ کے رویا کیا

جناب ضیا اکبرآبادی تلمیذ حضرت امیر مینائی ؎

دی موذن نے اذان ناقوس نے نالہ کیا   تیری روپوشی نے تجکو دہر مین رُسوا کیا

اصلاح ؎ دی موذن نے الخ   تیری روپوشی نے تجکو خلق مین رُسوا کیا

دوسرے مصرع مین بجائے "دہر" کے "خلق" بنایا جس سے مصرع مین صفائی پیدا ہوگئی

حکیم عارف برادر حضرت ناطق ؎

کشتگانِ عشق مین تکمیل اسکا نام ہے   قتل مین ہوتا رہا وہ سامنے دیکھا کیا

تکمیل اگرچہ ناقص نہین مگر عروج کی کمی ہی اور اسمین تعمیم ہی اور یہان تخصیص
ضروری ہی۔ لہذا یون کہو ؎

کشتگانِ عشق مین معراج اسکا نام ہے   قتل مین ہوتا رہا وہ سامنے دیکھا کیا

عارف ؎ ظاہر آخر نورِ باطن کے لیٔے مُردہ کیا   خاک ہوکر پاک ہمنے دلکا آئینہ کیا

اگرچہ نورِ باطن کے لیٔے ظاہر کا مُردہ ہونا ظاہر ہی مگر بندش مین اُلجھ گیا ہی اور
مناسبات ظاہری و باطنی کی بھی کمی ہی۔ لہذا یون بنا دو۔

روح کی کر لی صفائی روح کو کشتہ کیا   خاک ہوکر پاک ہمنے دلکا آئینہ کیا

[illegible] ؎ جلوہ گہہ سے لائے خلوت مین دلِ ناچیز کو   آرسی کا دل بڑھا کر ہمنے آئینہ کیا

آرسی ناچیز نہین بلکہ دیکھنے کی چیز ہی لہذا یون ہونا چاہیے۔

جلوہ گہہ سے [illegible] مین دل [illegible]   آرسی کا دل بڑھا کر دل کو آئینہ کیا

قاری عظمت علی صاحب مضطر کانپوری ؎

بیکسی کا لطف جو تھا پاؤ وہ جاتا رہا   چھا گئی تربت پہ حسرت یہ تونے کیا کیا

نہ تاثیر بیان نہ تربت کا کوئی نشان یون بدل دو تو بہتر ہو ؎

بیکسی کا کچھ اثر تھا خاک مین وہ بھی ملا   چھا گئی تربت پہ حسرت یہ تونے کیا کیا

محمد شفیع صاحب سلیم صفی پوری ؎

راز الفت کب چھپانے سے چھپا ہے خلق مین   شمع کا فانوس نے محفل مین کب پردا کیا

راز الفت کو اگر شمع مان بھی لین جسمین کوئی ظاہری وجہ شبہہ نہین تو خلق کو فانوس سمجھین یا محفل مصرع اولی قابل ترمیم ہے ؎

صاف دل کیونکر چھپا ئین سوز عشق احباب سے   شمع کا فانوس نے محفل مین کب پردا کیا

جناب نصیر کانپوری ؎

لائق عبرت نہ تھا پیر بھی میرا حال زار   شمع کے مانند مین جب تک جیا رو یا کیا

نشست الفاظ نادرست اور بندش سست - اسطرح بنائیے ؎

لائق عبرت نہ ٹھہرا پھر بھی بزم دہر مین   گو کہ مثل شمع مین جب تک جیا رو یا کیا

جناب ادیب برادر حضرت ناطق ؎

یون ہی اے بت غیر سے تجکو بھی چھپنا چاہئے   دیدۂ عالم سے حق نے جسطرح پردا کیا

عالم مین دیدۂ ظاہر و باطن دونون ہین اور تو باطن مشاہدہ کے لئے کافی ہے لہذا مصرعۂ ثانی اس طرح کہو ؎ چشم ظاہر سے خدا نے جس طرح پردا کیا -

جناب شید اصفی پوری ؎

کیا بلائین انھین افسوس دم باز پسین   اب وہ آئین بھی تو ہم کب ہین ٹھہرنے والے

افسوس بیموقع اور دم واپسین کو بھی واپس لیجئے - یون کہئے ؎

کیا بلائین انھین جب وقت یہان آپہنچا   اب وہ آئین بھی تو ہم کب ہین ٹھہرنے والے

جناب محمود علی گڈھ کالج ؎

ہے آغاز محبت خوگر فریاد ہوجانا   اور انجام محبت مٹ کے لبن برباد ہوجانا

محبت کی تکرار اور لبن بالکل بیکار دوسرے مصرع کو اس طرح ترمیم کیجیے "اور اس فریاد کا انجام ہی برباد ہوجانا۔

بیخود ۔ ہی دعویٰ غلط ثابت قدم رہنا محبت مین   کہ ناممکن ہی ہر انسان کا فرہاد ہوجانا

اگر یہ مضمون اپنے متعلق ہی تو افسوس کی جگہ ہی پہلے مصرع کو یون بنائیے "ہی دعویٰ غلط ثابت قدم رہنا رقیبون کا اور دوسرے مصرع کا بھی ایک لفظ یون بدلیے۔ کہ ناممکن ہی ہر مزدور کا فرہاد ہوجانا۔

بابو فقیر احمد صاحب تسلیم کانپوری ؎

حشر مین یاد دلائینگے تجھے وعدۂ وصل   زندہ ہونگے نہ کبھی کیا ترے مرنیوالے

اصلاح ؎ حشر مین یاد دلائینگے تجھے وعدۂ قتل   زندہ ہونگے ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "وصل" کے "قتل" بنا کر شعر مین جان ڈال دی۔

منشی حشمت علی صاحب برق لکھنوی ؎

گذری لے شمع مری عمر یونہی   ایک شب بھی تری گزر نہ ہوئی

اصلاح ؎ کی بسر مین نے یونہی ساری عمر   شمع سے ایک شب بسر نہ ہوئی

مضمون وہی الفاظ بھی قریب قریب وہی ہین مگر لفظون کے اُلٹ پھیر سے شعر کو کسقدر فصیح اور مضمون کو کتنا روشن کر دیا حکیم الشعرا حضرت ناطق کی ایک ایک اصلاح سبق آموز ہی۔ اور جن اشعار پر نوٹ لکھے ہین وہ دیکھنے کی چیز ہین۔
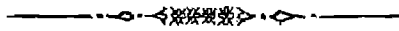
سیّد ریاض احمد ریاض

منشی سُلطان احمد صاحب واقف بسوانی ؎

مزہ ہوا مین وہ کچھ دن چڑھا کے محشر مین کچھ اہل حشر کو بھی لطف انتظار آئے

لسان الملک حضرت ریاض نے یون بنایا ؎

مزہ ہوا مین ذرا دن چڑھا کے محشر مین کچھ اہل حشر کو بھی لطف انتظار آئے

واقف کے دونون مصرعون مین "کچھ" کی تکرار کانونکو بھلی نہ معلوم ہوتی تھی اسلیئے مصرعۂ اولی مین "ذرا" بنایا اِس "ذرا" نے شعر مین کسقدر ترقی پیدا کردی۔ شعر زبان کے سانچے مین ڈھل کر قیامت ڈھا رہا ہے۔

واقف ؎ خمار آنکھون مین دل مین لیئے غبار آئے بنے تھے مست مگر کتنے ہوشیار آئے

صلاح ؎ خمار آنکھون۔ الخ وہ مست آئے مگر کتنے ہوشیار آئے

دوسرے مصرع مین بجائے "بنے تھے مست" کے "وہ مست آئے" بنایا۔ اِس "آئے" کی تکرار نے مطلع مین خاص لطف پیدا کردیا۔ یہی وہ تکرار ہے جسے بحر فصاحت کی لہرین اور ہوائے حسرت کی موجین کہنا چاہیئے۔

واقف ؎ خرام ناز سے پوچھو کدھر وہ جائینگے چمن مین آئے کہ دلمین کہان بہار آئے

صلاح ؎ خرام ناز بتا دے کدھر وہ جائین گے چمن مین۔ الخ

پہلے مصرع مین "خرام ناز سے پوچھو" کی جگہ "خرام ناز بتا دے" بنایا "خرام ناز سے پوچھو" اِس سے صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا "خرام ناز بتا دے" یہ ٹکڑا اُستاد کامل نے اُستادانہ رکھ دیا ہے سبحان اللہ

مولف ؎ نظر آیا مجھے کثرت مین بھی جلوہ تیرا رہ گیا دیکھتا ہی دیکھنے والا تیرا

صلاح ؎ نظر آیا مجھے کثرت مین بھی جلوہ تیرا دیکھتا ہی نہین کچھ دیکھنے والا تیرا

مصرعۂ اول مین "اُسے" کی جگہ "مجھے" بنایا اور دوسرے مصرع کو تو اسقدر بلند کر دیا کہ اس زمین کا پایہ آسمان سے مل گیا "بقول جناب ثابت لکھنوی مولف حیات دبیر" کہ اب اس مطلع کا جواب ہی نہین ہو سکتا' مین نے جب یہ مطلع موصوف کو سنایا گھنٹون اُنھین وجد رہا کم سے کم بیس مرتبہ تو مجھ سے پڑھوایا ہوگا۔

مولف ؎ بے نیازی کی کہین شان کہین بندہ نواز　　دیکھتا ہون انھین آنکھونسے تماشا تیرا

اصلاح ؎ بے نیازی ہے کہین بندہ نوازی ہے کہین　　دیکھتا ہون تری آنکھونسے تماشا تیرا

اس صلاح سے مصرعۂ اولٰی مین کیسی سلاست پیدا ہو گئی۔ اور دوسرے مصرع "بجائے انھین آنکھونکے" "تیری آنکھون" نے معنوی خوبیان کسقدر پیدا کر دین۔ اللہ اللہ۔ دیکھتا ہون تری آنکھون سے تماشا تیرا۔ یہ مصرع تعریف سے مستغنی ہے۔

مولف ؎ آپ دیکھین غور سے پہلو مری تحریر کے　　آپکے شکوے نہین شکوے ہین یہ تقدیر کے

اصلاح ؎ آپ دیکھین۔ الخ۔　　آپکے شکوے نہین شکوے ہین سب تقدیر کے

مصرعۂ ثانی مین بجائے "یہ" کے "سب" بنا کر مطلع مین روانی کے علاوہ معنوی خوبیان بڑھا دین۔

مولف ؎ چرخ سے آئی ہے پھر کر اُنکے دیوانے کی آہ　　ہاتھ مین ٹکڑے لیے ہے دامن تاثیر کے

اصلاح ؎ آئی ہے گردون سے پھر کر اُنکے دیوانے کی آہ　　ہاتھ مین ٹکڑے لیے ہے۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "چرخ سے آئی ہے" کے "آئی ہے گردون سے پھر کر" بنایا "چرخ سے آئی ہے" یہ ٹکڑا زبان پر ثقیل تھا "آئی ہے گردون سے" فصیح تر ہے۔ اس شعر کو حضرت نے پسند فرمایا اور یہ نوٹ لکھا۔ کہ بالکل نیا اور اچھوتا خیال ہے۔ بارک اللہ۔

مؤلف ؎ خدا کیو اسطے اتنا نہ اپنی حد سے بڑھ غافل　　وہین تک پاؤن پھیلا جسقدر وسعت ہو چادر کی

اصلاح ؎ نہ اپنی حد سے بڑھ غافل کہ رہ جائے ترا پردہ　　وہین تک۔ الخ

مصرعۂ اولٰی بالکل سادہ تھا مگر صلاح سے کیا لطافت پیدا ہو گئی "رہ جائے ترا پردہ"

اِس ٹکڑے نے شعر مین معنوی خوبیان بڑھادین - چادر کی مناسبت کے علاوہ ایک محاورہ بھی نظم ہوگیا - اِس شعر کو آرزو لکھنوی جانشین حضرت جلال مرحوم نے بیحد پسند فرمایا اور جن الفاظ مین داد دی اُن کو مین اپنے قلم سے لکھنا مناسب نہین جانتا -

مولف ؎ ٹپاٹپ گِر تے ہین آنسو ہنکے تار چشم گردون سے ... دکھایا رب نہ دشمن کو بھی ویرانی مرے گھر کی

اصلاح ؎ ٹپک پڑتے ہین - الخ ... خدا دشمن کو دکھلائے نہ ویرانی مرے گھر کی

اصل دوسرے مصرع مین "بھی" کا کوئی ثبوت نہ تھا - اُستاد نے اُسی مضمون کو اپنے الفاظ مین اِس حُسن سے ادا کر دیا کہ جسکی تعریف مین زبان و قلم دونون قاصر ہین اَب یہ شعر زمین سے آسمان پر پہنچ گیا - اربابِ نظر ذرا غور سے اصلاح کو دیکھین - اور اُستاد کے وسیع النظری کی داد دین -

مولف ؎ صدقے ساقی تری محفل مری میخانہ بنے ... گردش چشم سیہ گردشِ پیمانہ بنے

اصلاح ؎ صدقے ساقی - الخ ... گردشِ چشم ذرا گردشِ پیمانہ بنے

دوسرے مصرع مین بجائے "سیہ" کے "ذرا" بنایا - اِس "ذرا" کو ذرا اہل نظر دیکھین اِس ذرا نے شعر مین ایک معشوقانہ ادا پیدا کر دی اور معنوی خوبیان کس قدر ترقی کر گئین - سبحان اللہ کیا اُستادانہ اصلاح ہے -

حاجی محمد انور خان صاحب انور لکھنوی ؎

مانند برق آپ نظر سے گزر گئے ... یہ بھی نظر نہ آیا کدھر سے کدھر گئے

اصلاح ؎ مثل شرار برق نظر سے گزر گئے ... یہ بھی تو کوئی دیکھ سکا وہ کدھر گئے

اصل شعر کا انداز بیان خوش اسلوب نہ تھا - اب اصلاح سے مطلع مین صفائی اور لطف بیان پیدا ہوگیا "شرار برق" کے ٹکڑے پہ دل تڑپ جاتا ہے -

انور ؎ نرگس بھی دو رہی کھڑی اِنتظار مین ... دکھلا کے آنکھ اُسکو بھی بیمار کر گئے

اصلاح ؎ نرگس کو بھی تو روگ لگا انتظار کا دکھلا کے آنکھ اسکو بھی بیمار کر گئے

اصل شعر بالکل معمولی تھا۔ اور مضمون فرسودہ مگر پہلے مصرع مین "روگ لگا انتظار کا" اس ٹکڑے سے اُستاد کامل نے اسمین تازگی پیدا کر دی۔

سید محمد ذکریا زکی دہلوی تلمیذ حضرت غالب

جناب محمد مُبین صاحب نازش بدایونی سے[1]

بے لُطف ہو نہ جائے کہین لُطف زندگی یہ کون رو رہا ہی سرہانے کھڑا ہوا

بے لُطف ہو نہ جائے کہین مرگِ بیکسی یہ کون رو رہا ہی۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "لُطف زندگی" کے "مرگِ بیکسی" بنایا اس مرگِ بیکسی نے شعر مین جان ڈال دی۔ اب اس شعر مین جو خوبیان پیدا ہو گئین وہ بیان مین نہین آسکتین۔ مرگ بیکسی کا معشوق کے رونے سے بے لطف ہونا شعر مین ثابت کر دیا گیا اور کس خوبی سے اللہ اللہ کیا اصلاح دی۔

نازش ؎ دور لے خیال تو بہ کہ ہون تشنہ کام عیش رکھا ہے میرے سامنے ساغر بھرا ہوا

اصلاح ؎ بس لے خیال توبہ کہ ہون تشنہ کام عیش رکھا ہی۔ الخ

جناب زکی نے پہلے مصرع مین بجائے "دور" کے "بس" بنایا۔ اس "بس" نے شعر مین کیا حُسن پیدا کر دیا۔ زبان کی لطافت۔ فصاحت بلاغت اس شعر مین آپ ملاحظہ فرمائیے ایک لفظ کے بدلنے سے شعر کیا سے کیا ہو گیا۔ اصلاح اسیکا نام ہے۔

---

[1] یہ اصلاحین خود ہمارے محترم دوست حضرت نازش بدایونی نے مرحمت فرمائین۔ مؤلف اُن کا شکر گزار ہے۔

سیّد پیارے صاحب رشید لکھنوی

مرزا واجد حسین صاحب یاسؔ عظیم آبادی سے

صحبتِ واعظ میں بس انگڑائیاں آنے لگیں — راز اپنی میکشی کا کیا کہیں کیونکر کھلا

اصلاح سے صحبتِ واعظ میں بھی انگڑائیاں آنے لگیں — راز اپنی - الخ

پہلے مصرع میں بجائے "بس" کے "بھی" بنایا اس بھی نے کیا کیا معنی اس شعر میں پیدا کر دئیے مطلب یہ کہ میخانہ میں جو انگڑائیاں لینے کی عادت تھی تو صحبت واعظ میں بھی انگڑائیاں آنے لگیں جس سے راز اپنی میکشی کا کھل گیا۔ نشہ کے سُرور میں یہ نہ معلوم ہوا یہ صحبتِ واعظ ہی یا میخانہ یاسؔ کے مصرعہ اولی میں "بس" کا لفظ بلا ضرورت تھا اس اصلاح سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا اور لفظ "بھی" سے شعر میں ایک خاص کیفیت پیدا ہو گئی۔ اُستادانہ اصلاح ہے۔

یاسؔ سے لو دلکو سنبھالو سب اتنا تو کرا ہو — ایسا نہ ہو پھٹ جائے کہیں زخم جگر بھی

اصلاح سے اب چُپکے ہو جو دلپہ گزرتی ہو گزر جائے — ایسا نہ ہو - الخ -

یاسؔ کے پہلے مصرع میں دلکے سنبھالنے کا ذکر ہو اور دوسرے مصرع میں کہا جاتا ہی کہ ایسا نہ ہو پھٹ جائے کہیں زخم جگر بھی۔ یہ محل استعجاب ہی جب دلکو سنبھال لیا تو دوسرے مصرع میں "بھی" بیکار ہوئی جاتی ہی اصلاح سے پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے کسقدر ربط پیدا ہو گیا اور "بھی" کا بھی صحیح مفہوم ادا ہو گیا مگر مصرعۂ ثانی میں ذم کا ایک پہلو رہ گیا بعض شعرا اس کا بہت خیال رکھتے ہیں اور بعض بے پروا رہتے ہیں۔

یاسؔ سے اللہ رے اضطراب دل ناصبور کا — پیاس اور بڑھ گئی ہی جو کوثر قریب ہے

اصلاح سے منھ آنکے سُتھ کو پاس ہی دلکو ہی شوق — پیاس اور - الخ -

اس تغیر سے شعر میں عاشقانہ رنگ پیدا ہو گیا -

یاس ؎ چلے چلو جہان لیجائے ولولہ دل کا — دلیل راہِ محبت ہے فیصلہ دل کا

اصلاح ؎ چلینگے لے چلے جس سمت ولولہ دل کا — دلیل راہِ محبت ہے فیصلہ دل کا

اِس اصلاح مین کوئی خاص بات قابل ذکر نہین سوائے اسکے کہ "جہان" سے "سمت" بہت فصیح ہی کیونکہ جہان کے آخری دو نون حرف دبتے ہین۔ مگر یاس نے استاد کی اس اصلاح کو قبول نہ کیا۔ اور نشتر یاس مین اپنا ہی مصرع رہنے دیا۔

خان بہادر علی محمد شاد عظیم آبادی

یاس ؎ مین قفس مین بھی کسی وزنہ خاموش رہا — مشکلون مین بھی طبیعت کا وہی جوش رہا

اصلاح ؎ مین قفس۔ الخ — کشمکش مین بھی طبیعت کا وہی جوش رہا

دوسرے مصرع مین بجائے "مشکلون" کے "کشمکش" بنایا۔ کشمکش کے لفظ سے اسیری کا منظر سامنے آگیا اور ادبی خوبیان بھی ترقی کر گئین۔

یاس ؎ صبحدم رو یا ہون مینا سے گلے مل ملکر — چلتے چلتے بھی خم و جام مین اک جوش رہا

اصلاح — اُٹھتے اُٹھتے بھی وہی بزم کی مستانہ روش — چلتے چلتے بھی خم مے کو وہی جوش رہا

یاس کے پہلے مصرع مین صبحدم کی تخصیص بلا ضرورت تھی میخانہ مین قید وقت کی حاجت نہین اسلیئے "اُٹھتے اُٹھتے بھی وہی بزم کی مستانہ روش" نے ایک خاص کیفیت پیدا کر دی دوسرے مصرع مین "چلتے چلتے بھی خم مے کو وہی جوش رہا" اِس تقابل سے اَب ساری بزم کو اِس روش جوش کا لطف نصیب ہو گیا۔ عمدہ اصلاح ہی۔

یاس ؎ مطلب یہ ہی ساقی کہ رہون حشر تک بیفکر — ایسا نہ ہو یہ نشہ ابھی روز اُتر جائے

پہلے مصرع مین بجائے "بے فکر" کے "بدمست" بنایا صرف نشہ کی مناسبت سے یہ لفظ بنا یا گیا۔

یاس ؎ اس مدرسۂ غم سے نکلتا نہ کبھی یاس — ناصح کی نصیحت کہین تاثیر نہ کر جائے

اصلاح — اس مدرسۂ غم سے نکلتا نہ کبھی یاسؔ　　یارونکی نصیحت کہین تاثیر کر جائے

دوسرے مصرع مین بجائے "ناصح" کے "یارون" بنایا۔ خود ناظرین دیکھین کہ اس

اصلاح سے شعر مین کیا خوبی پیدا ہوئی۔

یاسؔ — جلوۂ قاتل سے کچھ ایسا مین حیران رہ گیا　　اک تڑپنے کا جو ارمان تھا وہ ارمان رہ گیا

اصلاح — جلوۂ قاتل — الخ　　اک تڑپنے کا تھا ارمان وہ بھی ارمان رہ گیا

اس اصلاح سے کیا خوبیان پیدا ہوئین خود ارباب نظر دیکھ لین۔

یاسؔ — مرتے دم تک تو نہ شرمندہ ہوئے احباب سے　　لاش اُٹھانیکا مگر آخر اک احسان رہ گیا

اصلاح — زندگی بھر تک تو شرمندہ کبھی یارون سے ہم　　لاش — الخ۔

یاسؔ کے پہلے مصرع مین اس کا پتا نہ تھا کہ کون احباب سے مرتے دم تک شرمندہ

نہ تھا اسکو تو صاف کر دیا۔

آخر کی تین اصلاحین قابل اطمینان نہین اگر جناب شادؔ نے واقعی یہ ترمیمین

کی ہین تو سب پہلوؤن پر خیال نہ فرمایا۔ ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائین۔

مولوی احمد حسین تمنا مرزاپوری تلمیذ حضرت غالبؔ

مولف — خوشی کو آنے دیتی ہے نہ غم کو جانے دیتی ہے　　تمھاری آرزو بیٹھی ہے دلمین میہمان ہو کر

اصلاح — خوشی کو — الخ　　در دل پہ کسکی یاد بیٹھی پاسبان ہو کر

دوسرے مصرع مین بجائے "تمھاری آرزو بیٹھی ہے دل مین" کے "در دل پہ تمھاری یاد

بیٹھی" بنا کر شعر مین چوگنا حُسن پیدا کر دیا۔ پاسبانی کے لیئے در دل ہی کی ضرورت تھی

کیا اُستادانہ اصلاح دی۔

مولف — رُخ پہ برقع جو ترے او ستم ایجاد نہ ہو　　حشر ہو جائے پہ زاہد کو خدا یاد نہ ہو

اصلاح — رُخ پہ برقع — الخ　　حشر کے روز بھی زاہد کو خدا یاد نہ ہو

دوسرے مصرع کی ترمیم سے شعر مین صفائی اور روانی پیدا ہو گئی۔

مولف ۔ نقاب اُلٹو ابھی ہنگامۂ محشر نظر آئے — قیامت کا تمھارے دیکھنے والونکو ارمان ہے

اصلاح ۔ نقاب اُلٹو یہین ہنگامۂ محشر نظر آئے — قیامت کا۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ابھی" کے "یہین" بنایا جس سے شعر مین ترقی پیدا ہو گئی۔

مولف ۔ دمِ آخر سرِ بالین وہ کسدم ہائے آئے ہین — کہ اتنا بھی نہین کہنے کے قابل ہین کہ احسان ہے،

اصلاح ۔ دمِ آخر سرِ بالین وہ ایسے وقت آئے ہین — کہ اتنا۔ الخ

دوسرے مصرع مین "وہ کسدم ہائے" کی جگہ "وہ ایسے وقت" بنایا "وہ ایسے وقت" یہ ایک ٹکڑا اُستادانہ رکھدیا جس سے مصرع ثانی کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا۔ اور تاثیر بڑھ گئی۔

سیّد بندہ کاظم جاوید لکھنوی

جناب محسن صاحب تمنّا لکھنوی۔

شامِ فرقت یہ فلک پر چاند ہے تارونکے پاس — یا لہو اک طرف مین ہے کھا ہے انگارونکے پاس

اصلاح ۔ شامِ فرقت یہ شفق مین چاند ہے تارونکے پاس — یا لہو۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "فلک پر" کے "شفق مین" بنایا شفق کا ایک ٹکڑا یہ ایسا معنی خیز رکھدیا جس سے لہو کی مشابہت پیدا ہو گئی اور مطلع زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔

تمنّا ۔ المدد اے گریۂ بیتابیِ دل المدد — آچکا پھر اُسکا دامن میرے رخسارونکے پاس

اصلاح ۔ المدد اے جوشِ گریہ ہے یہی رونیکا وقت — آچکا پھر۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین صفائی اور روانی پیدا ہو گئی۔

تمنّا ۔ جانکنی مین بھی رہی سینے پہ میرے دونون ہاتھ — حال زخمِ دل اسی سے آشکارا ہو گیا

اصلاح ۔ جانکنی مین۔ الخ — رازِ دردِ دل اسی سے آشکارا ہو گیا

"حال زخم دل سے "راز درونِ دل خوب ہے۔ کیا خوب بنایا۔

تمنّا ۔ دل اپنا محو ابروے دیدار یار ہے ۔ تیغین بھی اب پڑین تو مجھے کچھ خبر نہو

صلاح ۔ دل اپنا محوِ الفتِ ابروے یار ہے ۔ تیغین بھی ۔ الخ

تمنّا کا پہلا مصرع غلط تھا اسلیئے بدلا گیا۔

تمنّا ۔ بھڑکتی آتشِ حُسن انکی گر کچھ اور محفل مین ۔ تو ہر شمعِ طرب افزائے محفل آپ جل جاتی

صلاح ۔ بھڑکتی آتشِ حسن انکی گر کچھ اور بھی شبکو ۔ تو ہر ۔ الخ

شب کی قید نے کیا لطف دیا چونکہ مصرع ثانی مین محفل کا لفظ موجود ہے اسلیئے اُستاد نے پہلے مصرع مین بجائے "کچھ اور محفل مین" "کچھ اور شب کو" بنا کر شعر مین حُسن پیدا کر دیا اب شعر مین کوئی لفظ بیکار نہین۔

تمنّا ۔ کچھ ایسی بڑھ گئی تھی آج حدّ قلب سے زانکی ۔ مری بستر پہ شبکو چاندنی ہوتی تو جل جاتی

صلاح ۔ ترقی کر رہی تھی ایسی حدّ قلب سے زانکی ۔ مری بستر پہ شبکو چاندنی پڑتی تو جل جاتی

پہلے مصرع مین بجائے "ایسی بڑھ گئی" کے "ترقی کر رہی" بنا کر شعر مین ترقی پیدا کر دی۔ اور دوسرے مصرع مین بجائے "چاندنی ہوتی" کے "چاندنی پڑتی" بنایا جس سے شعر مین معنویت بڑھ گئی۔

تمنّا ۔ رات اُسنے جو غصے سے سوئے چرخ نظر کی ۔ بجلی سے بھی کچھ بڑھ گئی رفتار قمر کی

صلاح ۔ غصے مین جو شبکو سوئے چرخ اُسنے نظر کی ۔ بجلی سے ۔ الخ

تمنّا کے پہلے مصرع مین "رات اُسنے" یہ ترکیب پرانی ہے اب مستعمل نہین۔ اسلیئے مصرع ترمیم کیا گیا۔

تمنّا ۔ اس عذر کو آئے ہین وہ تربت پہ مری آج ۔ ہمکو نہ کسی نے ترے مرنے کی خبر کی

صلاح ۔ یہ کہنے کو آیا ہے فقط قبر پہ ظالم ۔ ہمکو نہ ۔ الخ

سبحان اللہ کیا خوب بنایا۔ اس اصلاح سے شعر مین جان پڑ گئی "یہ کہنے کو آیا ہے فقط

قہر یہ ظالم" اس مصرع کی کیا تعریف ہو فی الحقیقت ایسی ہی اصلاحین اُستادون کی اُستادی اور وسیع النظری کا ثبوت دیتی ہین۔

میرن صاحب وفا لکھنوی سے

آج دشوار ہی بچنا دلِ شیدائی کا — کوئی مونس بھی نہین ہی شبِ تنہائی کا

اصلاح: خاتمہ جل کے ہوا ہی دلِ شیدائی کا — کیا چراغ آج بجھا ہی شبِ تنہائی کا

اس اصلاح سے مطلع کچھ اور ہی ہو گیا۔ دوسرے مصرع کی کیا تعریف ہو سبحان اللہ۔

وفا: آسمان پر مہِ نو دیکھ کے مین نے یہ کہا — ہو بہو یہ تو ہی نقشہ تری انگڑائی کا

اصلاح: یاد سے جسکی کلیجے کی رگین کھنچنے لگین — یاد آیا مجھے عالم تری انگڑائی کا

اس اصلاح سے شعر کچھ اور چیز ہو گیا۔

جناب محمد حسن صاحب کردار لکھنوی سے

دیکھکر وہ بال گھونگھر دار یہ بیتی کہی — سانپ کا جوڑا نہین زنجیر ہی زنجیر پر

اصلاح: آئینے پر سر وہ رکھکر سو گئے بکھری ہی زلف — کیا تماشا ہی کہ اک زنجیر ہے زنجیر پر

اصل شعر مین زنجیر ہی زنجیر پر کا کوئی ثبوت نہ تھا اُسکو اُستاد نے کس حُسن سے اصلاح مین ثابت کر دیا۔

جناب صولت لکھنوی سے

اِدھر تو حدتِ دل ہی اُدھر کو یار کا رُخ ہی — تماشا اِک نیا ہی اِک جگہ پر آگ پانی ہی

اصلاح: اِدھر دیدہ تر ہین اُدھر وہ آتشین رُخ ہی — تماشا یہ نیا ہی اک جگہ پر آگ پانی ہی

اصل شعر مین آگ پانی کا تقابل نہ تھا کیونکہ حدتِ دل اور یار کا رُخ دونون مین گرمی موجود تھی اب اصلاح مین "دیدۂ تر" پانی۔ اور "آتشین رُخ" آگ دونون کا ثبوت بہم پہنچ گیا۔

صولت: زرا تم حالِ بسمل دیکھ لو آ کر سرِ مقتل — تماشے کا تماشا ہی کہانی کی کہانی ہی

اصلاح ؎ زرا تم قصۂ بسمل سُنو اور حال بھی دیکھو   تماشے کا تماشا ہی کہانی کی کہانی ہی

اصل شعر مین "کہانی" کا ثبوت نہ تھا اب اِس ٹکڑے سے "زرا تم قصۂ بسمل سنو" کہانی کا ثبوت پیدا ہو گیا۔

جناب بسمل لکھنوی ؎

تمسے زیادہ کوئی نہین ہی حسین آج   یوسف کی رہ گیا ہون مین تصویر دیکھکر

اصلاح ؎ اب اسکو کیا کہون جو کہا تھا نگاہ نے   یوسف کی اور آپ کی تصویر دیکھکر

سبحان اللہ کیا خوب بنایا۔ کیا کہون کی بلاغت ملاحظہ فرمایئے اِس کیا کہون نے شعر مین کیا کیا معنی پیدا کرئے حضرت یوسف سے معشوق کی تصویر کا مقابلہ اِس حُسن سے کیا گیا کہ ادب کا پہلو بھی ہاتھ سے نہ گیا۔

بسمل ؎ کیا فرق امتیاز زمانہ سے رہ گیا   خوش ہو گیا ہون چاند سی تصویر دیکھکر

اصلاح ؎ دونون حسین سامنے ہین اتفاق سے   دیکھونگا چاند آپ کی تصویر دیکھکر

مضمون وہی ہی مگر اب شعر شعر ہو گیا۔ تقابل نے اک حُسن پیدا کر دیا۔

جناب شبیر حسین صاحب دل لکھنوی ؎

ابھی تو واقعہ بھولا نہین تھا طورسینا کا   ابھی پھر تم نقاب اُلٹے ہوئے محفل مین آبیٹھے

اصلاح ؎ ابھی تو واقعہ پیشِ نظر تھا طورسینا کا   ابھی پھر۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "بھولا نہین" کے "پیشِ نظر" بنایا اِس اصلاح سے شعر اور بلند ہو گیا۔

جناب لڈن صاحب بہار لکھنوی ؎

اِک نہ ہونیسے مرے اللہ ایسا انقلاب   آج سُنتا ہون درِ دولت پہ مجمع کم ہوا

اصلاح ؎ ایک مر جانیسے مرے فرق عالم مین ہی فرق   آج سُنتا ہون۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین جو خوبیان پیدا ہو گئین وہ بیان مین نہین آسکتین۔

وفا ؎ تم جو اغیار سے ہنستے ہوئے کیا کرتے ہو   دیکھو ہوتا ہی لہو اس دل شیدائی کا

اصلاح ؎ بے محل غیر کو سینے سے لگایا تم نے دم نکلنے بھی نہ پایا کسی شیدائی کا

وفا کا شعر معمولی تھا۔ اصلاح سے شعر ہی کچھ اور ہو گیا "بے محل" کا ٹکڑا کیسا با محل صرف کیا گیا ہے جس سے جناب جاوید کی شان اُستادی ظاہر ہوتی ہے۔

جناب ظفر حسین صاحب ظفر لکھنوی ؎

رات بھر اُسنے بھی جل جلکر سحر کو جان دی فرق کیا ہے شمع سوزاں اور تری بیمار میں

اصلاح ؎ رات بھر دونوں جلے دونوں سحر کو ختم تھے فرق کیا تھا شمع سوزاں اور تری بیمار میں

اس اصلاح سے شعر میں صفائی اور بیان میں سلاست پیدا ہو گئی۔

جناب اغن صاحب قمر لکھنوی۔

گرہ رشتۂ انفاس بنا ہے مرا دل دم مرے سینے میں رک جاتا ہے روتے روتے

اصلاح ؎ گرہ رشتۂ انفاس بنے ہیں آنسو دم مرے۔ الخ

قمر کے شعر میں گرہ رشتہ انفاس کا دل کا بننا اچھا نہ تھا اسلیے بجائے "بنا ہے مرا دل" کے "بنے ہیں آنسو" خوب بنایا مضمون میں بھی تازگی اور جدت ہے۔

حکیم محمد افتخار علی جگر بسوانی (از تلامذہ حضرت امیر مینائی)

سید محمد باسط علی صاحب باسط بسوانی ؎

سیاہی میں تو مری بخت سے وہ زلف ملتی ہے رسائی میں مگر وہ غیر کی تقدیر ہوتی ہے

اصلاح ؎ سیاہی میں تو مری بخت سے ملتی ہے زلف انکی رسائی میں۔ الخ۔

پہلے مصرع میں بجائے "وہ زلف ملتی ہے" کے "ملتی ہے زلف انکی" بنایا جس سے مصرع میں صفائی پیدا ہو گئی اور ردیف یا ردیف کا آخری با معنی ٹکڑا شعر میں لانا عیب ہے اس اصلاح سے یہ عیب بھی رفع ہو گیا۔

باسط ؎ تقاضا ہی یہی رہ رہ کے مجھسے ضبط گریہ کا سبھے آنسو جو آنکھوں سے ہری شاخ تمنا ہو

اصلاح ۔ تقاضا ہے محبت مین یہ مجھسے ضبط گریہ کا بہین آنسو جو آنکھونسے ہری شاخ تمنا ہو

پہلے مصرع مین بجائے "یہی رہ رہ کے" "محبت مین" بنایا اور دوسرے مصرع مین بجائے "یہ" "کے" "بہین" بناکر شعر کو درست کیا۔ باسط کا پہلا مصرع اُلجھا ہوا تھا جس سے یہ پتا نہ چلتا تھا کہ کیون رہ رہ کے ضبط گریہ کا تقاضا ہے اب "محبت مین" اِس ٹکڑے نے صاف کردیا یعنی محبت مین مجھسے ضبط گریہ کا تقاضا ہے کہ بہین آنسو جو آنکھونسے ہری شاخ تمنا ہو۔ اُستاد نے ایک محبت کا لفظ رکھکر شعر مین کیسی خوبی پیدا کردی۔

باسط ۔ ہو کے پردے مین کسی نے یہ سرِ طور کہا دیکھ سکتے بھی نہین طالب دیدار بھی ہو

اصلاح ۔ جلوۂ یار نے پردے مین سرِ طور کہا دیکھ سکتے۔ الخ

"ہو کے پردے مین" اچھا نہ تھا اسلئے پہلا مصرع بنایا گیا جس سے شعر کا صحیح وصاف مفہوم اب ادا ہوا۔

باسط ۔ بلبل کو ذبح کرتے پہلے نہ سوچا لمین اب رو رہا ہے بیٹھا صیاد چپکے چپکے

اصلاح ۔ بُلبل کو ذبح کرکے پہلے تو شادمان تھا اب رو رہا ہے۔ الخ

اے سُبحان اللہ کیا خوب اصلاح دی "پہلے تو شادمان تھا" یہ ٹکڑا اُستاد اثر رکھدیا چونکہ دوسرے مصرع مین کہا گیا ہے کہ "اب رو رہا ہے" اسلیئے پہلے مصرع مین "پہلے تو شادمان تھا" بنایا۔ یہان صنعت تقابل نے کیا لطف دیا اِس اصلاح سے شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہوگئی۔

باسط ۔ غضب ہے حشر کے فتنون نے اُٹھ اُٹھکر قدم چومے خرام ناز کرتا جب مرا مستِ شباب آیا

اصلاح ۔ غضب ہے۔ الخ سرِ محشر جو اٹھلاتا مرا مستِ شباب آیا

باسط کے مصرعہ ثانی مین "خرام ناز کرتا" یہ ٹکڑا بہت ثقیل اور خلاف محاورہ تھا اسلیئے بجائے اُس کے "سرِ محشر جو اٹھلاتا" بنایا جس نے قیامت ڈھائی اصلاح سے شعر مین فصاحت کے علاوہ روانی بھی پیدا ہوگئی۔

باسط ۔ سوتے ہین ہم خاک بیابان پہ مزے سے ۔ یہ کیون کہین پردیس مین بستر نہین ہوتا

اصلاح ۔ سوتے ہین ہم جادۂ غربت پہ مزے سے ۔ یہ کیون ۔ الخ ۔

پہلے مصرع مین بجائے "خاک بیابان" کے "جادۂ غربت" بنایا خاک بیابان سے دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا کیونکہ دوسرے مصرع مین یہ کہا گیا ہے "کیون کہین پردیس مین بستر نہین ہوتا" پردیس کیلئے جادۂ غربت ہی خوب ہی جو اُستاد نے بنا کر شعر کو صحیح کر دیا ۔

باسط ۔ نگاہ مست سے ساقی نے کیا کیا جام ڈھالے ہین ۔ مگر یہ ظرف ہی اپنا کہ ہم خود کو سنبھالے ہین

اصلاح ۔ نگاہ مست ساقی کے ہزارون جام ڈھالے ہین ۔ مگر یہ ۔ الخ

باسط کے پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے کوئی تعلق نہ تھا کیونکہ کہا ہی کہ "نگاہ مست سے ساقی کے کیا کیا جام ڈھالے ہین" تو اس سے ہم خود کیون بیہوش ہونے لگے کو نگاہ مست ساقی کے دیکھنے سے بیہوشی کا اطلاق ممکن ہی مگر اس مصرع نے ایک خاص کیفیت پیدا کر دی "نگاہ مست ساقی کے ہزارون جام ڈھالے ہین" اب دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم بھی ادا ہو گیا اور شعر بھی باکیف بن گیا ۔

سید انور حسین آرزو جانشین جناب جلال لکھنوی

جناب نشتر سندیلوی ۔

ہو رہے ہین خنہ اندازِ فراق روح و تن ۔ ایسے نازک وقت مین اسبابِ بس تاخیر کے

اصلاح ۔ ہو رہے ہین ۔ الخ ۔ ایسے نازک وقت مین نازک سبب تاخیر کے

دوسرے مصرع مین "اسباب بس" کی جگہ "نازک سبب" بنایا جس سے شعر مین ایک خاص نزاکت پیدا ہو گئی "نازک سبب" نے شعر مین چوگنا حُسن پیدا کر دیا ۔ نزاکت خیال کی ایک اعلیٰ مثال ہے ۔

نشتر ۔ کہان وہ دن جب اتنی نا تواں لیمون تھی ۔ ارادہ ہی سے پہلے تختۂ گیتی لرزتا تھا

صلاح ؎ کہاں وہ دن جب اتنی نالہائے لب میں قوت تھی — کہ قبل از جنبش لب تختۂ گیتی لرزتا تھا

دوسرے مصرع میں بجائے "ارادے ہی سے پہلے" کے "کہ قبل از جنبش لب" بنایا نالہائے دل کے لیے جنبش لب کی ضرورت تھی۔

جناب بسمل سندیلوی ؎

جب کوئی دلکا آبلہ ٹوٹا شب فراق — فوراً مریض عشق کا چہرہ اُتر گیا

صلاح ؎ جب کوئی دلکا آبلہ بیٹھا شب فراق — فوراً مریض۔ الخ

پہلے مصرع میں بجائے "ٹوٹا" کے "بیٹھا" بنایا ٹوٹا سے بیٹھا بہت خوب ہے۔

جناب منی لال جوان سندیلوی ؎

آسمان تھرا گیا تھا نالۂ شبگیر سے — آج میں کو زلزلہ ہے آہ کی تاثیر سے

صلاح ؎ آسمان۔ الخ — اب زمین کو زلزلہ ہے ضبط کی تاثیر سے

دوسرے مصرع میں بجائے "آہ" کے "ضبط" بنایا اور خوب بنایا۔

جناب فرید لکھنوی کا ایک مصرع تلوار کی تعریف میں یہ تھا۔ (ع) خدا کی شان ہے گویا شعاع نور کی ہے" بجائے "گویا" کے "ترچھی" بنایا یعنی (ع) خدا کی شان ہے ترچھی شعاع نور کی ہے" تلوار کے لیئے ترچھی کا لفظ کیسا موزون ہے۔

مرزا محمد جعفر اوج لکھنوی خلف مرزا دبیر مرحوم

سید اعجاز حسین صاحب اعجاز لکھنوی ؎

ابھاس سے بڑھ کے ہوگا اور کیا رتبہ محمدؐ کا — نصیری کا خدا مانا گیا بندہ محمدؐ کا

دوسرے مصرع سے "نصیری کا خدا مانا گیا" اس ٹکڑے کو نکال کر یوں بنایا مصرع "نصیری کا خدا کہتا تھا ہوں بندہ محمدؐ کا" جس سے واقعیت کا اظہار ہوگیا۔ کیونکہ صرف قوم نصیری ہی نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو خدا تسلیم کیا ہے۔

سید سرفراز حسین صاحب خبیر لکھنوی

غضب ہے سیدِ والا کا حال جسنے سُنا جگر پہ اُسکے رواں خنجرِ ملال ہوا

اصلاح : غضب ہے دلبرِ زہرا کا حال جسنے سُنا جگر پہ - الخ

پہلے مصرع میں بجائے "سیدِ والا" کے "دلبرِ زہرا" بنایا جس سے شعر میں اثر پیدا ہو گیا

خبیر : مجھی کو سب سے بڑھکر چاہتے والا وہ سمجھے ہیں رہا ہے آج میری ہاتھ میں پالا محبت کا

اصلاح : مجھی کو - الخ رہا ہے آج میری ہاتھ کیا پالا محبت کا

اصل دوسرے مصرع میں "ہاتھ میں پالا محبت کا" خلاف محاورہ تھا۔ محاورہ ہے کہ میرے ہاتھ پالا رہا اسلیئے دوسرے مصرع میں ترمیم کیگئی۔

خبیر : ہاتھ سے گر کر گلِ بازی اُٹھا لے آنکھ سے جو گرے آنکھوں سے اُنکی وہ بھلا کیونکر اُٹھے

اصلاح : ہاتھ سے - الخ جو گرے آنکھوں سے آنسو کیطرح کیونکر اُٹھے

معشوق کی آنکھوں سے گر کر اُٹھنا تو ضرور دشوار تھا مگر آنسو کیطرح آنکھوں سے گر کر اُٹھنا ناممکن ہو گیا۔ اِس اصلاح سے شعر میں کسقدر ترقی ہو گئی۔

خبیر : کہاں وہ ساقی روشن جبین ہے خجل جس سے رُخِ مہرِ مبین ہے

اصلاح : کہاں وہ ساقی زہرہ جبین ہے خجل جس سے - الخ

پہلے مصرع میں بجائے "روشن جبین" کے "زہرہ جبین" بنایا جس سے شعر اور روشن ہو گیا۔

خبیر : نہ دی کچھ موت نے فرصت علاجِ دردِ پنہاں کی ہوا کیسا یہ مجبوری کا پردہ درمیاں حائل

اصلاح : نہ دی - الخ دوا کیسی کہ تشخیصِ مرض بھی ہو گئی مشکل

جناب خبیر نے یہ شعر جناب عارف مرحوم کی اچانک موت سے متاثر ہو کے تاریخ میں کہا تھا۔ دوسرا مصرع معمولی تھا۔ جسے اُستاد کامل نے ترمیم کرکے واقعیت کا اظہار کر دیا۔[1]

[1] یہ اصلاحیں بہت دیر میں وصول ہوئیں اسوجہ سے بے ترتیب درج ہوئیں۔

سید بادشاہ حسین صاحب عرفاں خلف سید شہنشاہ حسین صاحب وکیل لکھنو

سخی ابن سخی کی پیاس مین دریا دلی دیکھو — زبان تیر کی تسکین ہوئی ہے خون اصغر سے

اصلاح سخی ابن سخی ۔ الخ — زبان خشک پیکان تر ہوئی ہے خون اصغر سے

مضمون وہی ہے مگر اُستاد نے اپنے الفاظ مین کس حسن سے ادا کر دیا سبحان اللہ۔

صفدر علی صفدر مرزاپوری مولف کتاب ہذا

جناب مولوی احسن اللہ خان صاحب احسن کورٹ انسپکٹر اناوی سے

مرتے ہی اُسکے محفل دشمن مین تم گئے — دو دن بھی تمکو ہائے نہ احسن کا غم ہوا

اصلاح بیٹھے سوم سے پہلے ہی بزم نشاط مین — دو دن ۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے جو خوبیان شعر مین پیدا ہو گئین وہ ظاہر ہین اول تو "غم" کے لیئے بزم نشاط کا تقابل اور دوسرے مصرع مین "دو دن" کی تخصیص تھی جو اس مصرع سے ثابت کر دی گئی کہ بیٹھے سوم سے پہلے ہی بزم نشاط مین سوم سے پہلے بزم نشاط مین معشوق کا بیٹھنا اسکو ثابت کر رہا ہے کہ دو دن بھی اُسکو ہائے نہ احسن کا غم ہوا۔

نشتر لکھنوی سے

حوصلہ اور ترا تیر نظر کیا ہو گا — خون نہ ہو گا مرے پہلو مین جگر کیا ہو گا

اصلاح حوصلہ اور ۔ الخ — خون پہلو مین نہ ہو گا تو جگر کیا ہو گا

خون مین اعلان نون فصحا ضروری جانتے ہین ۔ بغیر اعلان نون غیر فصیح ہے۔ اسلیئے دوسرا مصرع بدلا گیا ۔ اس اصلاح سے معنوی خوبیان بھی بڑھ گئین اور مطلع بہت بلند ہو گیا

حافظ محمد فاروق صاحب اثر لکھنوی سے

تماشا خاک دیکھین جا کے ہم صبح قیامت کا — ابھی رونا پڑا ہے ہمکو اپنی شام غربت کا

اصلاح تماشا خاک دیکھین خندۂ صبح قیامت کا — ابھی رونا ۔ الخ

ردیف کا ذکر مصرعۂ ثانی میں ہو رفتے کے لئے خندہ جیب بلا تکلف آجائے تو کیون چھوڑا جائے اس ایک لفظ سے دیکھو مطلع کہانسے کہان پہنچ گیا۔ جب "ہم" کو مصرعۂ ثانی مین موجود ہی تو مصرعۂ اولی مین "ہم" کی کیا ضرورت

اثر ؎ یہ تم ان سونیوالون کو ہر اک سے پوچھتے کیون ہو | مسافر تھے جو تھک کر پڑرہے گور غریبان مین

اصلاح ؎ نہ پوچھو کچھ نہ پوچھو ماجرا ان سونیوالونکا | مسافر تھے۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین سلاست اور بیان مین روانی پیدا ہو گئی۔

اثر ؎ ارے سوز درون کبتک رہیگی شعلہ افشانی | کہ ہر ہر حلقہ ٹوٹنے لگا اب تو سلاسل کا

اصلاح ؎ مرے سوز درون سے آگ لگجائے نہ زندان مین | کہ حلقہ حلقہ ٹوٹنے لگا ہے اب سلاسل کا

اثر کا شعر بہت الجھا ہوا تھا۔ اصلاح سے صاف ہو گیا سلاسل کی مناسبت سے زندان کا لفظ بھی نہایت موزون رکھا گیا۔ اور جو خوبیان پیدا ہوئین وہ ناظرین خود ملاحظہ فرمائین۔

اثر ؎ تن مجروح پر اسنے کھلائی ہین چمن کیسے | کوئی گلکاریان دیکھے زرا قاتل کے خنجر کی

اصلاح ؎ کھلے ہین پھول بن بنکر یہ زخم خونچکان تن پر | کوئی گلکاریان۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے تشبیہ تام پیدا ہو گئی اور بندش مین چستی بھی آگئی۔

جناب اسد لکھنوی ؎

یہ کس بیکس کا لاشہ آرہا ہے | کہ حسرت آگے آگے نوحہ گر ہے

اصلاح ؎ یہ کس بیکس کی میت آرہی ہے | کہ حسرت آگے آگے۔ الخ

اس موقع پر "لاشہ" سے "میت" زیادہ فصیح ہے۔

اسد ؎ چرخ کو محفل ساقی کی ترقی پہ ہی رشک | ابر آیا ہوا ہے دور ہے پیمانے کا

اصلاح ؎ چرخ کو محفل ساقی نے دکھایا نیچا | جھک پڑا ہ ورازل دیکھ کے پیمانے کا

اس اصلاح سے اسقدر شعر مین ترقی پیدا ہو گئی۔ کہ یہ شعر اب زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔ ارباب نظر زرا غور سے دونون مصرعون کو ملاحظہ فرمائین اگر یہ اصلاح قابل داد ہو تو ناچیز مولف کی ہمت افزائی فرمائین۔

منشی محمد اسمٰعیل رسا مرحوم شاعر دربار رامپور

حضور احمد صاحب حضور نعیمی مراد آبادی۔

حضور سے مجکو کہتا ہی کہ تو دوست نما دشمن ہے ۔۔۔ کوئی دیکھے تو یہ اُس ترک ستمگار کی بات

صلاح سے مجکو کہتا ہی کہ عیار ہے دنیا بھر کا ۔۔۔ کوئی ۔ الخ

عیار اور پھر دنیا بھر کا۔ سبحان اللہ کیا خوب اصلاح ہی شعر مین لطف زبان پیدا ہوگیا۔
دوست نما ایک عاشق کو معشوق کی زبان سے کہنا کچھ اچھا نہین ہی۔

حضور سے رنگ کر ہاتھ مرا خون مین تو قاتل ۔۔۔ اسکی شوخی سی کہین رنگ حنا اچھا ہی

صلاح سے ہاتھ قاتل نے مرے خون مین رنگے تو کہا ۔۔۔ اسکی شوخی ۔ الخ

اصل پہلے مصرع مین "رنگ کر" اچھا نہ تھا اسلیئے جناب رسانے دوسرے طریقہ سے مطلب ادا کردیا اور اب مصرع بہت صاف ہوگیا۔

حضور سے اللہ کوئی مجھ سا بھی حسرت نصیب ہے ۔۔۔ جسکا کوئی فراق مین بھی ہمنشین نہین

صلاح سے اللہ کوئی ۔ الخ ۔۔۔ جسکا کوئی رفیق نہین ہمنشین نہین

اس اصلاح سے دوسرا مصرع بہت صاف اور بلند ہوگیا۔

حضور سے بیچین ہی اب میری طرح وہ بھی ستمگر ۔۔۔ کیا معنی کہ آہ ہو نہین عاشق کی اثر ہو

دوسرے مصرع مین "کیا معنی" کی جگہ "ممکن نہین" بنادیا اس سے شعر کس قدر پاکیزہ و صاف ہوگیا۔

حضور سے غیر کی اُلفت چھپائے سی کہین چھپ جائیگی ۔۔۔ اُڑتے اُڑتے ساری دُنیا کو خبر ہو جائیگی

اوّل مصرع مین چھپ جائیگی خلاف محاورہ تھا جناب رسانے یون بنایا "غیر کی الفت چھپانے سے چھپے ممکن نہین" جس سے شعر مین زور پیدا ہوگیا۔

جناب رسا کی اصلاحین ترتیب کے وقت غلطی سے رہ گئین تھین اسلیئے آخر مین درج ہوئین

غلطنامۂ مشاطۂ سخن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۳	۲۲	قعلق	قلق
۳۴	۱۶	ترے	اُسکے
۳۶	۸ و ۹	کے	کی
۳۸	۱۳	صحیح ہو گر غیر صحیح	فصیح ہو گر غیر فصیح
۴۲	۱۰	شبِ فراق	کی کثرتیں
۴۶	۸	بدل	بدل تو
۵۱	۱۶	درست	درست کرتے
۵۲	۱	ٹھہر	ٹھر
۶۲	۱۰	بمصروف	مصروف
۶۲	۱۵	بلیم	بلغم
〃	۲۱	نشا	انشا
〃	〃	بلیم	بلغم
۶۵	〃	ہوگی	ہوگئی
۶۸	۱۵	گر	نگر
۷۰	۱۶	پھراے	پھرا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۱	۱۹	جان ہن کر	جان بن کر
۸۸	۴	غیرونسے ہین وہ	غیرونسے وہ
۹۵	۱۵	ندایہ	ندائیہ
〃	۱۷	آب	آپ
۹۶	۳	چنیر	چھیڑ
۱۰۰	۱	کس	کسی
〃	〃	آگر	اگر
۱۰۱	۱۴	لاکے	لالے
۱۰۳	۱۸	تخمیس	تجنیس
۱۲۲	۱۲	آنکھیون	آنکھون
۱۲۸	۴	فابل	تقابل
۱۳۰	۵	امسر	امیر
۱۳۰	۱۰	نعیم	تعیم

شعرائے نازک خیال

سے آخر مین اس قدر گزارش ہے کہ "مشاطۂ سخن" کے آیندہ اڈیشن کیلئے جو انشاء اللہ بہت جلد نکلنے والا ہے اپنے اپنے اُستادونکی چوٹی کی اصلاحین بھیجکر مولف کو شکریہ کا موقع عنایت فرمائین۔

مژدۂ روح فزا
صُرّہ سیلان الرحم

بکثرت مستورات اس ظالم مرض کا شکار ہوکر مایوسانہ زندگی بسر کرتی ہین مستورات کے جملہ امراض ہین
عوارض رحم بجد مضر صحت و تندرستی ہین اُنہین سے سیلانُ الرحم ایک ایسا موذی مرض ہی
جو عین موسم شباب مین پیر صد سالہ بنا دیتا ہی۔ پھول سے رخسارون پر زردی چھا جاتی ہی اُٹھنا
بیٹھنا چلنا پھرنا۔ ناگوار معلوم ہوتا ہی۔ سیلانُ الرّحم سے رطوبت کا آنا جسکے باعث اندرونی پٹھے
ڈھیلے ہو جاتے ہین غذا کی خواہش اس مرض کی وجہ سے کم ہوتی ہی طبیعت مضمحل ضعف نقاہت
و سلسلہ تولید خون مین نقصان کثیر واقع ہوتا ہی اولاد کیطرف سے قطعی مایوسی ہو جاتی ہی
حکیم جالینوس جسنے آٹھ سال کامل مُلک عراق مین محض تحقیقات امراض رحم مین اپنا قیمتی وقت
صرف کیا اور اس مرض کا ایک مجرّب نسخہ تیار کیا جو بلا مبالغہ اعجاز مسیحا سے کم نہین جس کے
استعمال سے ابتک صدہا مریض شفا پا چکے ہین ہر طبقہ کی پردہ نشین مستورات نے اسے ہاتھون
ہاتھ لیا۔ بغرض نفع رسانی خلائق خاکسار نے بصرف کثیر یہ نسخہ تیار کر لیا ہی صرف آٹھ یوم کے استعمال سے
رطوبت بند ہو کر اصلی حالت ہو کر شباب رفتہ عود کر آتا ہی قیمت فی بکس ایک روپیہ جسمین آٹھ یوم
کے استعمال کی دوا مع ترکیب ہوتی ہی۔ پتا و ڈاکخانہ صاف لکھئے۔ محصولڈاک ذمہ خریدار۔

نوٹ۔ علاوہ اسکے لکھنؤ کی مشہور چیزین مثل چار چٹنی۔ مربہ۔ تمباکو۔ چکن۔ کامدانی۔ فرد عطر
تیل خربوزے۔ وغیرہ وغیرہ ہم ایک آنہ فی روپیہ کمیشن پر روانہ کرسکتے ہین۔

ملنے کا پتہ

اہلیہ آغا محمد سالار۔ لال باغ۔ کوٹھی رئیس بھوپال لکھنؤ